فتوح الغیب

ملک سراج الدین اینڈ سنز
پبلشرز۔ لاہور (پاکستان)

الٰہی غنچۂ امید ہائے

ندائے غیب

ترجمہ

فتوح الغیب

ناشرین

ملک سراج الدین اینڈ سنز

تاجران کتب

رشمیری بازار لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

★

ناشر		ملک سراج الدین
مطبوعہ		تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور
مقام اشاعت		کشمیری بازار لاہور
بار سوم	ماہ جون سنہ ۱۹۵۷ء	۱۰۰۰
بار چہارم	ماہ جنوری سنہ ۱۹۵۸ء	۱۰۰۰
بار پنجم	ماہ مئی سنہ ۱۹۶۲ء	۱۰۰۰
قیمت		۲ روپے

ملنے کا پتہ

ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز۔ کشمیری بازار لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ رضی اللہ عنہ وارضاہ الحمد للہ رب العلمین اولاً وآخراً و ظاہراً وباطناً۔ حمد وستائش اس خداوند تعالےٰ عزّ واسمہٗ کے لئے جو ظاہر و باطن اور اوّل و آخر میں تمام عالم کا پالنے والا ہے سزاوار ہے، عَدَدَ خَلْقِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ برابر شمار اس کی مخلوق اور اس کے اسماء وصفات وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَرِضَاءَ نَفْسِہٖ برابر وزن عرش معلّٰی اور موافق رضامندی ذات والا صفات اس کی وَعَدَدَ کُلِّ شَفْعٍ وَّوَتْرٍ برابر شمار ہر جفت وطاق وَرَطْبٍ یابس اور ہر دو خشک وَجَمِیْعِ مَا خَلَقَ دینا وَزَاءَ وَبَدَاءَ اور برابر شمار تمام ان چیزوں جن کو خدا تعالیٰ عزّ وجل نے بغیر کسی نمونہ ومثال کے پیدا کیا ہے وَبَدَاَ وَاِتْمَامًا سَرْمَدًا اور مدام پاکیزہ بابرکت ہے الذی خلق فسوّیٰ وقدّر فھدیٰ اور اس کے لئے جس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا اور ان کو درست بنایا، تقدیر لکھے اور راہ بتائے وَمَاتَ وَاَحْیٰی اور مارا اور زندہ کیا وَاَضْحَکَ وَاَبْکٰی اور ہنسایا اور رُلایا وَاَقْرَبَ وَاَدْنٰی[1] کسی کو مقرب کیا کسی کو راندہ درگاہ بنایا وَرَحِمَ وَاَذٰی کسی پر مہربانی کی اور کسی کو ذلت دی وَاَطْعَمَ وَاَسْقٰی اور کھلایا اور پلایا وَاَسْعَدَ وَاَشْقٰی وَمَنَعَ وَاَعْطٰی اور نیک بنایا اور کسی کو بد کیا کسی کو نعمت سے محروم رکھا اور کسی کو عطا کی۔ اللہ ذِی بِکَلِمَتِہٖ قَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالسَّبْعُ شِدَادٌ۔ اور اس خدا کو جس کے حکم محکم سے یہ مضبوط ہفت سمٰوٰت قائم ہوئی وبھا رشن الرواسی والاوتاد وستقرت الارض المھاد اور میخوں کی طرح پہاڑ زمین میں گڑے فرش زمین محکم ہوا اور قرار پکڑا، فلا مقنوط من رحمتہٖ پس اس کی رحمت سے کوئی مایوس نہیں کیا گیا ہے وَلَا مامون قاصٍ من مکرہٖ وغیبتہٖ وانفاذ قضیتہٖ وفعلہٖ وامرہٖ۔ اور نہ کوئی اس کے مکر اس کی غیبت اس کے احکام مجریہ اور اس کے فعل وقول سے بے خوف ہو سکتا ہے"

[1] ادنے کے معنے قریب کرنے بھی ہیں اور معنی ناکسی وپستی کے بھی جو قریب سے مفاہیم ہوتے ہیں ۱۲

وَلَا مُسْتَنْكِفَ عَنْ عِبَادَتِهٖ مَخْلُوْقًا مِنْ نِعْمَتِهٖ اور اس کی بندگی اور عبادت سے کوئی عار نہیں اور اس کی نعمتوں سے کوئی بشر خالی نہیں هُوَ الْمَحْمُوْدُ بِمَا اَحَبَّ وَالْمَشْكُوْرُ بِمَا رَوٰى پس وہی اپنی مہربانی اور عطائے نعمت کے لئے ہر طرح قابل حمد و ستائش اور ہم کو محنت و ملا سے بچانے کے لئے قابل شکر و سپاس ہے۔ ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلٰى نَبِيِّهِ الْمُصْطَفَى الَّذِيْ مِنَ التَّبَعِ مَا جَاءَ بِهٖ ابْتَدٰى وَصُرِفَ عَنْهُ مِلَلٌ وَارْتَدٰى النَّبِيُّ صَادِقُ الْمَصْدُوْقِ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى الزَّاهِدُ فِي الدُّنْيَا الطَّالِبُ الرَّغِيْبُ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى الْمُجْتَبٰى خَلْقُهُ الْمُنْتَخَبُ مِنْ سَرِيَّةِ الَّذِيْ جَاءَ الْحَقُّ بِمُجِيْبَتِهٖ مَرَّ الْحَقُّ بِمُجْبَتِهٖ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ بِظُهُوْرِهٖ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِهٖ ثُمَّ الصَّلٰوةُ الْوَافِيَاتُ وَالتَّبَرُّكَاتُ الطَّيِّبَاتُ الدَّائِمَاتُ الْمُبَارَكَاتُ عَلَيْهِ ثَانِيًا اس کے بعد درود و رحمت رسول اللہ پر جن کا نام نامی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ایسے ہی نبی برحق کہ جس نے آپ کی پیروی کی وہ داخل منزل مقصود ہوا، اور جس نے روگردانی کی وہ مردود ہو کر قعر ہلاکت میں گرا پھر نبی نے بجوائے ؎

نے بہر آنگفت کہ اورا زگفت کانچہ بگفتند بدو باز گفت

خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وہ سچ سچ کہہ دیا، انہوں نے دنیا اور نعمت و آسائش کو ترک کر دیا اور اعلیٰ رتبہ رفیقوں یعنی خداوند ملائکہ کی صحبت اختیار کی، وہ تمام مخلوقات میں برگزیدہ اور منتخب کئے گئے، ان کی آمد سے دنیا میں حق پھیلا اور باطل پرستی دور ہوئی۔ ان کے نور قدس نے تمام دنیا کو منور کر دیا اور سارا عالم برکت ہائے گوناگوں سے مامور ہو گیا، خدایا ان پر دوبارہ پاک اور بستودہ رحمتیں و برکتیں نازل ہوں وَعَلٰى الطَّيِّبِيْنَ مِنْ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَالتَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ لِرَبِّهِمْ فَعَلًا وَاَقْوَمِيْنَ لَهٗ قِيْلًا وَالْمُؤْمِنِيْنَ اِلَيْهِ طَرِيْقًا وَسَبِيْلًا اور نیک و پاک بندوں یعنی آپ کے آل و اصحاب و تابعین رضوان اللہ اجمعین اور نیکی کے ساتھ ان سب کی پیروی

کرنے والوں پر بھی اپنی رحمت نازل کر جو تمام خلق سے نیک ترین خیال اور بہترین کردار والے تھے۔ ثُمَّ نَضَرَّعْنَا وَدَعَوْنَا وَرَجَوْنَا اِلَیْہِ رَبَّنَا وَمُنْشِیْنَا وَخَالِقَنَا وَاٰرِزْقُنَا وَمُطْعِمِنَا وَمُسْتَقِیْنَا وَنَافِعِنَا وَحَافِظِنَا وَکَالِئِنَا وَمُجِیْبِنَا وَالذَّابَّ وَالدَّافِعَ عَنَّا جَمِیْعَ مَا یُؤْذِیْنَا وَلَسْنَا نُحْصِیْ ذٰلِکَ بِرَحْمَتِہٖ وَفَضْلِہٖ وَمِلَّتِہٖ وَبِالْحِفْظِ لَدَیْہِ فِی الْاَقْوَالِ وَالْاَفْعَالِ فِی السِّرِّ وَالْاِعْلَانِ وَالْکِتْمَانِ وَالْاِظْہَارِ وَالشِّدَّۃِ وَالرَّخَآءِ وَالنِّعْمَۃِ وَالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ وَالْحَاکِمُ لِمَا یَشَآءُ الْعَالِمُ بِخَفِیِّ الْمُطَّلِعُ عَلَی الْاِسْرَارِ وَالْاَحْوَالِ الْبَرَازَاتِ وَالظَّلَمَاتِ وَالْقُرُبَاتِ السَّامِعُ الْاَصْوَاتِ الْمُجِیْبُ الدَّعْوَاتِ لَمَا یَشَآءُ وَارِدَمِنْ غَیْرِ تَنَازُعٍ وَتَرَدُّدٍ وَحاصل کلام ہماری زاری اور دعا اور بازگشت سب خدا ہی کی جانب سے ہے جو ہم کو پالتا ہے اور جس نے ہم کو پیدا کیا اور جو ہمارا رزق دینے والا ہے، کھلانے والا پلانے والا نفع عطا کرنیوالا حفاظت اور نگہبانی کرنے والا زندہ رکھنے والا، اور ہماری تکلیف دہ چیزوں کو دفع کرنے والا، ہمکو گوناگوں نعمتیں بخشنے والا مہربان ہے، اس کے فضل وکرم سے یہ تمام نعمتیں ہم کو ملی ہیں، اور وہ ہر حالت میں ہمارا نگہبان ہے خواہ کام ہو یا کلام ظاہر ہو یا پوشیدہ تنگی ہو یا فراخی سختی ہو یا سستی نرمی ہو یا درشتی وہ سب کو جانتا ہے، اور جو چاہتا ہے کرتا ہے، اس پر پوشیدہ سے پوشیدہ بات ظاہر ہے ایسا کون سا کام ہے جو اس کو معلوم نہیں، گناہ ہو یا طاعت سب اس کی نظر میں ہیں، اور وہ ایک ایک کی آواز سنتا ہے، وہ ہر ایک کی دعا قبول کرتا ہے اور بلاحجت ہر ایک شخص کو اس کے مناسب حال چیز عطا فرماتا ہے۔

اس کے بعد یہ چیز جاننا چاہیئے کہ بندوں پر اللہ تعالے کی بے شمار نعمتیں ہیں اور ہر وقت نازل ہوتی رہتی ہیں، خواہ رات ہو یا دن حتی کہ ہر گھڑی بلکہ ہر نفس جیسا کہ خود اللہ تعالی فرماتا ہے، یعنی جو نعمت تمہارے پاس ہے، وہ اللہ ہی کی عطا کی ہوئی ہے پس مجھ میں اس قدر طاقت ہی ہے، کہ جس سے نعمت ہائے الٰہی کا شمار ہی کر سکوں، اور نہ وہ

دل اور زبان کہ جو ان کو گن سکیں وہ لاتعداد لاتحصٰی ہیں، عقل ذہن ہرگز ان سب کو یاد نہیں رکھ سکتا، اور دل و زبان کسی طرح ان کو شمار نہیں کر سکتے ان نعمتوں میں سے جن کو بشری زبان بیان کر سکتی ہے اور قلم لکھ سکتی ہے، کچھ عالم الغیب سے مجھ پر ظاہر ہوئی ہیں، جن سے میرا دل معمور ہے، راستی حال نے ان کو ظاہر بھی کر دیا ہے یعنی صحت قال کے ساتھ ملا دیا ہے اور رحمتِ پروردگار و توفیق الٰہی اس کی متضاد ہوئی کہ ان کو کلام کی صورت میں جلوہ نما کیا جاوے تاکہ طالبانِ حقیقت کے لئے راہ نما صراط مستقیم ہوں پس فتوح الغیب کے جملہ کلمات یہ ہیں، جن کو شیخ رضی اللہ عنہ نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا ہے

مقالہ (۱) ارشاد شیخ رضی اللہ عنہ کہ ہر ایک مسلمان کے لئے ان چیزوں کا ہونا ضروری ہے

(اوّل) احکام الٰہی کی پابندی اور تعمیل کرنا۔

(دوم) اُن چیزوں سے جن کیلئے اللہ تعالیٰ منع فرماتا ہے، احتراز کرنا اور بچنا

(سوم) قضاء و قدر پر راضی رہنا اور کبھی تقدیر کا شاکی نہ ہونا۔

اِن تینوں خصوصیتوں سے کبھی خالی نہ رہنا اسلام کا پہلا درجہ ہے، لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ان کا پابند رہے اور ہمیشہ اپنے دل میں ان کا خیال رکھے اور ان پر کاربند ہو،

مقالہ (۲) قال رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ سنت کی پیروی کرنا اور بدعت سے بچنا اور رسول کا حکم ماننا خدا کو واحد مطلق سمجھنا اس کے ساتھ شرک نہ کرنا اور اس ذات ستودہ صفات کو منزہ جاننا اس پر کوئی تہمت نہ لگانا بغیر کسی شک و شبہ کے دین اسلام کو سچا ماننا مصیبت کے وقت صبر کرنا اور ہر حالت میں ثابت قدم رہنا، اللہ سے اس کا فضل و کرم طلب کرنا ناکامیابی پر مایوس نہ ہونا اور اس کی ذات سے ہر وقت امید رکھنا باہم بھائیوں کی طرح میل جول رکھنا دشمنی و کینہ سے احتراز کرنا ہم جماعت ہو کر عبادت الٰہی بجا لانا اور خدا کے واسطے آپس میں محبت رکھنا، گناہوں سے بچنا اور بندگی الٰہی سے زینت حاصل کرنا ہر وقت اس کی جانب متوجہ رہنا اور اس سے کبھی روگردانی نہ کرنا، توبہ میں عجلت کرنا، شب و روز میں بھی اس کی یاد

سے غافل نہ رہنا اور عذر سے سستی نہ کرنا۔

ہر ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے اور ہر شخص کو ایسا کرنا چاہئے اس امید پر کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ بحوالہ رحم الراحمین ہم پر رحم فرمائے اور نیک بختی عطا فرماوے وہ اس دوزخ سے امان دے اور نعمت ہائے بہشت عطا فرماوے، جہاں کنواری بیبیوں کی صحبت اچھے گھوڑوں کی سواری مفرح خوشبو اور حسینہ و جمیلہ حوروں کی خوش آئندہ آوازیں خوش حال کریں گی اور پیغمبروں صدیقوں شہیدوں اور نیک مردوں کے ساتھ مرتبہ اعلیٰ بخشے گا۔"

مقالہ (۳) قال رضی اللہ عنہ واما ضاً جاننا چاہئے کہ جب بندہ پر کوئی مصیبت اور بلا نازل ہوتی ہے تو وہ چاہتا ہے کہ اس کو اپنے ہی نفس و قوت سے دفع کرے، مگر جب وہ اپنی خواہش میں کامیاب نہیں ہوتا، تو دوسرے بندوں سے امداد طلب کرتا ہے مثلاً بادشاہوں اور عالی رتبہ امراء اہل دول یا اطباء وغیرہ سے مگر جب وہ ان تمام ذرائع سے امداد لے کر بھی ناکام رہتا ہے تب اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کرتا ہے، اور بہت کچھ عاجزی دکھاتا اور تعریف بجالاتا ہے اپنے نفس سے مدد پاکر تو وہ دوسرے لوگوں سے امداد خواہ ہوا تھا، اور ان کو بھی عاجز دیکھ کر وہ خدا کی درگاہ میں رجوع لایا، مگر جب اللہ تعالیٰ بھی کسی مصلحت کی وجہ سے اس کی امداد نہ کرے تو ہمیشہ اسی درگاہ پر جنہیں رسائی اور سوال و دعا و زاری کرتا رہے گا، مگر اس کو اللہ تعالیٰ کے قہر کا خوف اور اسکی رحمت کی امید بھی ہوگی، حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ اس کی دعا سے عاجز کر دے گا یعنی دعا قبول نہ فرماوے اس سے تمام بندشیں ٹوٹ جاویں گی اور جب کہ تمام اسباب نظر سے دور ہو جاویں گے اور انقطاع ولی اللہ حاصل ہو جاویگا، تو بندہ میں فرمان الٰہی اور تقدیر الٰہی جاری ہوگی جس سے تمام حرکات و اسباب نیست و نابود ہو جائیں گے، پس ایک روح باقی رہ جائے گی اور ہوا و ہوس وغیرہ اوصاف بشریٰ بالکل نہ رہیں گے، باطن صاف اور دل منور ہو جائے گا، اس وقت وہ ہر کام منجانب اللہ دیکھے گا اور اس طرح صاحب یقین ہو جاوے گا۔ توحید ضرورت کے

حکم سے وہ جان لیگا۔ کہ ہلانے جلانے آرام و تکلیف دینے نیکی بدی نفع نقصان عزت و دولت و غربت وغیرہ سب کچھ دینے والا ہے، ایک ہے، جب یہ جان لے گا، تو ہر ایک کام کی تدبیر و فکر سے دست کش ہو جائے گا، اور اپنے تئیں تقدیر کے ہاتھ میں اس طرح دے گا، جس طرح شیر خوار بچہ دایہ کے یا مردہ غسال کے ہاتھ میں ہوتا ہے، یا جیسا کہ گیند چوگان باز کے اختیار میں کہ وہ جس طرح چاہے ایک صفت سے دوسری صفت اور ایک حالت سے دوسری حالت اور ایک جانب سے دوسری جانب چلائے پھرائے مگر اس کو اپنی حرکت و سکون کا مطلق اختیار نہیں ہوتا، اور نہ وہ کسی دوسرے کو حرکت دے سکنے کی قدرت رکھتا ہے، اسی طرح وہ شخص بھی اللہ تعالیٰ کے کام میں اپنے نفس سے غائب ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے نہ تو اس کے فعل کے سوا کوئی فعل نظر آتا ہے اور نہ اس کی آواز کے سوا کوئی آواز سنائی دیتی ہے، وہ ہر کام کو اس کا کام سمجھ کر کرتا ہے، اور ہر ایک آواز کو اس کی آواز سمجھ کر سنتا ہے، وہ اسی کے کلام اور اسی کے علم کو سیکھتا ہے، اور اس کی نعمت سے فیض یاب اور اس کے قرب سے سعادت مند ہوتا ہے، وہ اس کی نزدیکی سے بزرگی حاصل کرتا ہے، اور اس سے دینی و دنیاوی وعدوں پر خوش ہوتا ہے، اس کو اسی سے آرام ملتا ہے، اور اسی سے خوش بلکہ غیر سے اس کو ملال ہوتا ہے، اس لئے وہ گریز کرتا ہے، اور اسی کی پناہ لیتا ہے، اس سے رغبت کرتا اور اس پر بھروسہ رکھتا ہے، اور اسی کے نورِ معرفت سے ہدایت پاتا ہے اور جب وہ نورِ معرفت اس کے باطن میں جلوہ فگن ہوتا ہے، تو وہ ہر ایک امر کو اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے کرتا ہے، پس اس کو علوم ہائے عجائب و غرائب الٰہی پر اطلاع ہو جاتی ہے اور وہ رازِ نہانی سے واقف ہو جاتا ہے، وہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے، سب خدا ہی سے سن کر یاد کر لیتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی ستائش کرتا ہے۔"

مقالہ (۴) قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ واضح ہو کہ جب تو خلقت سے مر جائے گا، یعنی نفع و عطا و ذم و مدح و نیک و بد وغیرہ کا خیال دل سے بھلا دے گا تو تجھ کو کہا جائیگا کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے اور تجھ کو خواہش ہائے نفسانی سے مار دے اور جب تو خواہش ہائے نفسانی سے بھی مر جائے گا یعنی شہوت و لذت و حرص وغیرہ ترک کر دے گا۔ تو کہا جائیگا کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے اور تجھ کو تیری آرزو و ارادہ سے مار دے، اور جب تو آرزو و ارادہ سے بھی مر جائے گا یعنی تو اپنی عقل و فکر و تدبیر کو دخل نہ دے گا، تو ان اشعار کا مصداق بنے گا:۔

آنچہ نمائید کہ بکن آں بکن　　آنچہ گوئد کہ بگو آں بگو
با سخن او ہمہ تن گوش باش　　وسوسہ بگذار و پریشاں مباش

تو کہا جائیگا کہ اللہ تجھ پر رحم کرے اور تجھ کو زندہ کرے یعنی بمصداق جاء الحق و زہق الباطل

ذہب الزور ما و من باشد　　دخل النور ذو المنن باشد

جس طرح اندھیرے کے بعد اجالا لازم ہے اسی طرح فنا کے بعد بقا، پس جب بندہ فانی ہو جائے گا، تو اس کو وہ زندگی نصیب ہوگی جو ابدی ہے، اور وہ تونگری ملے گی جس میں محتاجی کا کھٹکا نہیں اس کو بغیر ممانعت کے عطا اور بغیر تکلیف کے آرام اور بے مشقت کے انعام بے جہالت کے علم بے خوف کے امن بغیر بدبختی کے نیک بختی اور بلا عبادت کے تقرب الٰہی اور بلا حقارت کے بزرگی اور بغیر آلودگی کے طہارت و پاکی عطا ہوگی، سبحان اللہ اس وقت آرزوئیں بھی درست ہو جائیں گی، یعنی تیری وجہ سے دوسروں کی آرزوہائے دلی بر آویں گی اور تو گوگرد سرخ یعنی اکسیر ہو جائیگا، پس تو مثل سے نظر آوے گا۔ یعنی بسبب علوی مرتبت کے عوام اور کوتاہ نظر لوگ تیرے مرتبہ کو بھی شناخت نہ کر سکیں گے تو ایسا عزت دار ہو جائے گا۔ کہ تیری مثل کوئی نہ ہوگا، اور تو یگانہ اور تنہا پردہ الٰہی میں چھپا لیا جائے گا، تیری مانند اولیاء وقت بھی نہ ہو سکیں گے بلکہ تو اس وقت ہر ایک

رسول اور نبی کا وارث ہو جائے گا، ولائیت کاملہ تجھ کو مل جائیگی، اور دور دور سے تیری ملاقات کو ابدال آویں گے تیری طفیل لوگوں کی سختیاں دور ہو جائیں گی اور تیری دعا سے بارانِ رحمت الٰہی نازل ہوگا زراعت پھلے پھولے گی اور عام لوگ متمتع ہوں گے وہ مسلم جو سرحد پر بیٹھے ہوتے کفار کو روک رہے ہوں گے اور تمام رعیت اور امام معتقد ہوں گے سب تجھ سے فیض حاصل کریں گے اور تو تمام شہر کا سردار اور کافروں کا کوتوال ہو جائے گا، پیدل منزلیں قطع کر کے لوگ حصول فیض کے لئے تیرے پاس آئیں گے تجھ کو نذریں دیں گے، خدمت بجا لائیں گے، اللہ کے حکم سے ہر ملک ہر شہر ہر گھر میں تیرا ذکر خیر ہوگا، اور کوئی مسلمان کو برا نہ کہے گا، اے بادیہ گرد یہ سب کچھ اللہ کے فضل سے ہوگا۔ واللہ ذو الفضل العظیم ؕ

مقالہ (۵) قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔ جب تم دینداروں کو دیکھو کہ ان کے ہاتھ میں اپنے چھوٹے اسبابوں اور فکر و فریبوں اور مہلک زہروں کے ساتھ دنیا ہے جس کا ظاہر نرم اور باطن خشک ہے وہ ان لوگوں کو جن کے ہاتھ میں فی الحال مال ہے۔ اور جو مغرور اور بے فکر ہیں، بہت جلد ہلاک کر ڈالے گی اور اپنی بدعہدی کی وجہ سے ان کو مبتلائے مصائب کر دے گی تو اس کو اس طرح سمجھو کہ جس طرح کوئی شخص پاخانہ پر برہنہ بیٹھا ہے، اور جیسا کہ اس کو برہنہ دیکھنے کے بعد آنکھیں بند کر لوگے اور نجاست کی بدبو سے بچنے کے لئے ناک بند کر لوگے اسی طرح یہاں بھی دنیا کو دنیا دار کے ہاتھ میں دیکھ کر ناک

مولانا رضی اللہ عنہ نے یہ تمام مقامات بفحوائے ؎

ہر کہ خامہ کہ صفحہ ہستی راندہ — عاشق ہمہ داں صفات جاناں داند
ہر جا کہ سخن ز حسن و خوبی گذرد — مجنوں ہمہ را صفات لیلےٰ داند

اتنے ہی انتہا مقامات بتاتے ہیں

آنکھ بند کر لو تاکہ اس کی آنکھ فریب زینت نہ دیکھ سکو اور اس کی شہوتوں اور لذتوں کی مغز شکن بدبو نہ سونگھو اس طرح ان کی آفات سے نجات ملے گی، اور وہ خوش گوار حصہ بھی جو تمہارے نصیب کا ہے تم کو مل جاتے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ نہ دیکھو تم اس کو جو تم نے چند کافروں کے فائدے کے لئے دی یعنی زندگانی کی آرائش تاکہ ہم ان سے ان کی آزمائش کریں اور اللہ نے جو رزق ہم کو دیا ہے (یعنی ہدایت و نبوت وبہتر اور پائیدار ہے)۔

مقالہ (۶) قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔ حکم الٰہی قضاء و قدر کی وجہ سے مخلوق سے فانی ہو جا اور حکم الٰہی یعنی شریعت کی وجہ سے اپنی آرزو و خواہش ہائے نفسانی سے فانی ہو جاتا کہ وہ سب خدا اور رسول کے حکم و مطیع ہو جائیں تو اپنے اور فعل سے خالی ہو جا یعنی ہر امر میں اسکا ارادہ اور فعل تصور کرتا کہ تجھ میں اس کے ارادہ کے سوائے اور کچھ باقی ہی نہ رہے جب تو اسطرح فنا عن الحق ہو جائے گا تو تجھ میں علم الٰہی حاصل کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاویگی اور اس وقت وہ علم تجھ میں محفوظ بھی رہ سکے گا۔ مگر اس طرح خلق سے فنا ہونیکی علامت یہ ہے کہ تو اہل خلق سے رشتہ تمدن منقطع کر دے اور بالکل الگ تھلگ ہو جائے، ان کی کسی شے کا آرزومند نہ رہے اور ہوا و ہوس سے قطع تعلق کا نشان یہ ہے کہ تو ہر امر میں برابر ہو یا بھلا اس بات کا دخل نہ دے کسی کام کو کسی تدبیر کو اپنی طرف اور اپنے نفس کی نسبت نہ کرے اور اپنے سے تکلیف دور کرنے کی سعی آرام پہنچانے کی کوشش نہ کرے ہر ایک بات کو اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دے اور بس کیونکہ وہ تو اول ہی سے تمام کاموں کے درست کرنے کا ذمہ دار ہے، وہی ہمیشہ کاموں کو سنبھالتا ہے اور سنبھالے گا۔ دیکھو جب بچہ رحم مادر میں تھا اور جب پیدا ہو کر شیر خواری کے عالم میں تھا تب بھی اس پروردگار عالم نے اس کا خیال رکھا، اور ارادہ سے خالی ہونے کی علامت یہ ہے کہ کسی چیز کی تمنا نہ کرے اور کوئی بات نہ چاہے، نہ تیری کوئی غرض ہو، نہ

حاجت نہ طلب جو ارادہ الٰہی ہے وہ تیری خواہش ہو کیونکہ جب تجھ میں ارادہ ہی نہ ہو گا۔ تو خواہش کہاں سے ہو گی پس اللہ تعالیٰ کا ارادہ تجھ میں جاری ہو گا اور اس طرح تو بھی اللہ ہی کا ارادہ اور فعل بن جاویگا۔ ایک ساکن الاعضاء مطمئن قلب کشادہ سینہ منور الوجہ (یعنی نورانی چہرے والا) اور عامر البطن (یعنی جسکا باطن آباد ہو) معمور اور حمیت سے باہر ہو گا۔ اور ہر شے سے بے پرواہ رہیگا پس تجھ کو دست قدرت پھیرے گا، اور زبان ازل بلاویگی اور اللہ تعالیٰ ملقنؐ علم سکھاویگا جس سے حق و باطل میں تمیز ہو سکے اس وقت تجھ کو خلعت ازل اور لباس معرفت پہنایا جائیگا اور اول اہل علم و معرفت کے مرتبوں پر اتارا جائیگا۔ مگر جب تجھ کو علم الٰہی حاصل ہو جائیگا اور معرفت کا نور تیرے دل کو منور کر دے گا۔ اور تو فعل ارادہ الٰہی میں بالکل فنا ہو جائیگا اس وقت تو ہمیشہ کیلئے منکر ہو جائیگا اور تجھ میں نہ کوئی ارادہ رہیگا نہ تیرے باطن میں کوئی خواہش ٹھہر سکے گی، جیسا کہ ظرف مسک میں پانی نہیں ٹھہر سکتا۔ اس وقت تجھ میں خصائل بشریٰ بالکل نہ رہیں گی اور سوائے ارادہ الٰہی کے تیرا باطن کسی چیز کو قبول نہ کریگا اس وقت تیری جانب فرق عادات منسوب کیا جائیگا۔ مگر یہ صرف بظاہر ہی تیری جانب سے نظر آئیگا ورنہ فی الحقیقت وہ فعل اور ارادہ اللہ تعالیٰ ہی کا ہو گا۔ پس تو ان شکستہ دلوں میں داخل ہو جائیگا جو فانی ہو چکے ہیں، اور جن کی خواہش ہائے نفسانی اور ارادہ بشریٰ ٹوٹ گئے ہیں اور گویا دوبارہ اوّل اوّل ارادہ ربانی اور روزمرہ کی خواہشیں ان کو عطا کی گئی ہیں جیسا کہ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کہ میری طرف ارادہ الٰہی سے دست کی گئی ہیں (نہ خواہش دنیاوی سے) دنیا کی وہ چیزیں جو لذت و خواہش نفسانی محبوب ہیں، وہ دو کل تین ہیں الطیب۔ خوشبو النساء عورتیں وجعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ مگر روشنی چشم اور شہود (خاص نماز ہی میں حاصل ہوتی ہے مطلب یہ کہ محبوب حقیقی نماز ہی ہے الحاصل حالانکہ آپ سے محبت ماسوا بالکل نکال لی گئی تھی، تاہم خوشبو اور عورتوں کی محبت آپکی جانب نسبت دی گئی ہے یہ اس کا ثبوت ہے کہ دوبارہ پھر منجانب اللہ ارادہ اور خواہشیں عطا ہوتی ہیں ارشاد الٰہی ہے کہ جن کے دل میرے لئے ٹوٹے ہوئے ہیں میں بھی ان سے قریب تر ہوں، تاوقتیکہ کامل

طور شکستہ دلی حاصل نہیں ہوتی، مگر جب وہ نئی نئی زندگی عطا فرماتا ہے، تو ارادہ بھی نیا پیدا کرتا ہے مگر جب وہ ارادہ پھر راسخ ہو جاتا ہے، اور نئی نئی خواہشیں کرنے لگتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کو بھی توڑ دیتا ہے، اور پھر نئی زندگی اور نیا ارادہ پیدا کرتا ہے مگر پھر اس ارادہ میں میرے موجود ہو جانیکی وجہ سے توڑ دیتا ہے اور اس طرح ہمیشہ تو شکستہ حال رہتا ہے اور یہ ارادہ کا کسر و انکسار اس وقت تک جاری رہتا ہے، جب تک کہ بقا کا وقت آجاتا ہے اور کتاب اپنی مدت کو پہنچ جاتی ہے اس وقت ملاقات حاصل ہو جاتی ہے، یہی معنی ہیں آنا عند المنکرۃ قلوبھم من اجلی کے اور ہمارا مرقوم بالاجملہ عند وجود ذکر فیھا بھی یہی معنی رکھتا ہے کہ انسان اس نئے ارادہ کی جانب آرام پکڑتا ہے، اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے، جسکے معنی یہ ہیں کہ میرا بندہ نفل عبادتوں سے میری جانب تقرب چاہتا ہے، حتیٰ کہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں، مگر جب میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو اس کے کان آنکھ پیر سب کچھ میں ہی بن جاتا ہوں، یعنی وہ جو کچھ دیکھتا ہے، مجھ ہی سے دیکھتا ہے اور جو کچھ سنتا یا کرتا اور چلتا پھرتا ہے وہ سب مجھ سے سنتا کرتا اور چلتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میرے ساتھ ہی دیکھتا سنتا کرتا اور سمجھتا ہے، مگر یہ کیفیت کہیں بغیر فنا ہوتے حاصل ہو سکتی ہے، ہاں جب اپنی سے بالکل فنا ہو جائیگا اور خلق سے کہ وہ یا تو نیک ہو گی یا بد جیسا کہ تو بھی یا نیک ہو گا یا بد بالکل قطع تعلق کر دے نہ ان کی بھلائی کا امیدوار رہے نہ ان کی برائی سے ڈرے پس اس حالت میں صرف اللہ ہی اللہ باقی رہ جائیگا مطلب یہ کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور پر نظر ہی نہ پڑے گی اور تقدیر الٰہی میں یا تو نیکی ہو گی یا بدی اگر بدی ہو گی تو تجھ کو اس سے کوئی کھٹکا ہی نہیں اگر نیکی ہو گی تو تجھ کو نیکیوں کے دریا میں غرق کر دیگا۔ تمام سعادتوں کا مرجع اور کل نعمتوں یعنی خوشیوں آسائشوں روشنی امن و امان کا سرچشمہ ہو گا یہی تو وہ فنا ہے جس کے تمام طالب اور کل سالک آرزومند ہیں، اور یہی اس کے مطالب کا منتہا ہے اسی مقام پر اولیاء اللہ کی سیر ختم ہو جاتی ہے اور یہی مقام بازگشت ہے یعنی وہ اپنے ارادہ سے فانی ہو جاتے ہیں،

اور پھر ارادہ الٰہی پیدا ہوتا ہے جس سے وہ خواہش کرتے ہیں اور اسی وجہ سے ان کو ابدال کہتے ہیں ان لوگوں سے اگر گناہ ہوتا ہے تو صرف اس قدر کہ وہ غلبہ جان سے بھول کر کبھی کبھار اپنے ارادہ کو ارادہ الٰہی میں شریک کرتے ہیں پس اللہ تعالیٰ ان کو معلوم کر کے اور یاد دلا کر اس کا تدارک فرماتا ہے اور وہ لوگ اس کی جانب رجوع کرتے اور اس سے مغفرت چاہتے ہیں کیونکہ سوائے فرشتوں کے جو اپنے نفس کے ساتھ ارادہ سے معصوم ہیں اور کوئی ذی روح ارادہ سے معصوم نہیں ہوتا خواہ جن ہوں یا بشر ہوں اولیاء اللہ ہوا سے ابدال ارادہ سے محفوظ ضرور ہوتے ہیں مگر معصوم نہیں بدیں وجہ بعض اوقات ان کا بھی ہوا اور ارادہ کی جانب راغب ہونا ممکن ہے مگر اللہ تعالیٰ اس کا تدارک اپنی رحمت سے ان کو ہوشیار کر کے فرماتا ہے

مقالہ (۷) قال رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ اے لوگو اپنے نفس سے علیحدہ ہو جاؤ اور اپنے وجود کا بادشاہی کو چھوڑ دو ہر امر کو سپرد خدا کر کے اسکی جانب سے اپنے دل کے دربان ہو جاؤ یعنی جس کو وہ اپنے اندر جانیکا حکم دے اس کو تو آنے دو اور جس کو منع کرے اس کو روک دو ہوا و ہوس بھی جو ایک مرتبہ نکل گئی ہے پھر نہ آئیگی کیونکہ جس طرح وہ مخالفت کرنے سے نکل جاتی ہے اسی طرح موافقت اور ترک مخالفت سے پھر آجاتی ہے لہذا سوائے ارادہ الٰہی کے کوئی ارادہ نہ کرنا چاہیئے کیونکہ ہر حالت میں ہوتا تو وہی ہے جو ارادہ الٰہی اور حکم خدا ہے پھر سوائے اس کے دوسری حماقت کرنی اگر نہیں تو اور کیا ہے جسکی وجہ سے فضول مبتلائے بلا ہو اور اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت سے گر جاؤ پس بہتر یہی ہے کہ حکم الٰہی بجالاؤ امر و نہی کی پابندی کرو اور تمام امور کو اسی کے سپرد کر دو فانی مخلوق سے کسی چیز کو نسبت کر کے اس کا شریک نہ بناؤ یعنی بشر کا ارادہ ہو یا خواہش سب فانی ہیں پس ان کو ترک کر دینا چاہیئے تاکہ مشرک نہ بن جاؤ قال اللہ تعالیٰ فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا جو امیدوار لقائے پروردگار ہو اس کو چاہیئے کہ نیک عمل بجالائے اور کسی غیر کو عبادت الٰہی میں شریک کرے کچھ یہ نہیں ہے کہ نیت ہی کرنے سے شرک ہوتا ہے بلکہ خواہش ہائے نفسانی کی پیروی اور اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی دنیا یا آخرت

کی چیز کو پسند کرنا کیونکہ اس کی ذات خاص کے علاوہ ہر ایک سے اس سے غیر ہے اور جب اس سے غیر کی جانب مائل ہو گا یہ شرک ہے لہذا پرہیز کرنا اور ماسوائے بچنا چاہئے نیز ہمیشہ ڈرنا اور اس کی جستجو کرنا چاہئے تاکہ کسی غیر سے لگاؤ نہ ہو جائے اور اپنے نفس سے خواہ حال ہو یا قال کسی کو تو نے لوگوں سے کہا ہے بدل نہ کر اگر کوئی حال بھی عطا ہو اور کوئی وجہ بھی ہے تو اس کو بھی لوگوں سے چھپا کیونکہ اللہ تعالے کے کاموں میں تغیر و تبدل بھی ہے کہ اس درجہ سے جس کو تو نے لوگوں سے کہا ہے ناحق شرمندگی ہو گی، لہذا بہتر یہ ہے کہ اپنے ہی میں ضبط کرے اور دوسروں کو بالکل اطلاع نہ دے اور اگر اس درجہ سے بدلے نہیں اور اس کو ثبات و بقا ہو تو اس کو بخشش الٰہی سمجھنا چاہیئے اور شکر بجا لا کر سوال طلب زیادتی کرنا چاہیئے اور اگر وہ مقام بدل بھی جائے گا تو بھی اس سے علم و معرفت و ہوشیاری کے نور میں بہت کچھ اضافہ ہو جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا یعنی جس آیت کو ہم منسوخ کر دیتے ہیں یا اس کو بھلا دیتے ہیں اس سے بہتر آیت یا اس کی مانند ہو کیا تم اللہ تعالے کو شَيْءٍ قَدِيْرٌ نہیں جانتے اللہ تعالے کو عاجز نہ سمجھو وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے ممکن ہے کہ وہ زائل شدہ مقامات سے بہتر عطا کر دے ؎

نا میدی بر ارباب طریقت کفر است گر در ے بستہ شد اے دل دیگرے بکشائید

اس کو عاجز نہ سمجھو یہ اس کی غلطی خیال ہے کرو اسکے وعدے میں شک نہ لاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرو، دیکھو آیتیں نازل ہوتیں جو مصحفوں میں لکھی گئیں مسجدوں میں پڑھی گئیں مدتوں ان پر عمل ہوتا رہا۔ مگر وہ منسوخ ہو گئیں اور ان کی بجائے دوسری نازل ہوئیں یہ کچھ تو ظاہر شرع میں ہوا اور باطن و علم و باطن اور اس حال میں جو مابین خدا اور رسول تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے دل پر ہلکے ابر کی طرح پردہ کیا جاتا ہے پس توبہ استغفار کرتا ہوں میں اللہ تعالے سے ایک دن میں ستر مرتبہ (اس مقام میں سو مرتبہ کی بھی روایت ہے) آپ ایک سے دوسری جانب میں بدلائے جاتے اور میدان ہائے غیب سے سیر کرائے جاتے اور ہمیشہ لباس نور بدلتے رہتے تھے جسکی وجہ سے حالت موجودہ کے سامنے گذشتہ حالت یعنی دوسرے کے سامنے

پہلی کیفیت ظلمت معلوم ہوتی تھی اور آپ کا قصور حدود کی نگہداشت یعنی کیفیت ماسبق کا توقف ہونا ہونا تھا جس کے لئے توبہ تلقین کرائی جاتی تھی کیونکہ بندہ کے لئے توبہ استغفار بہترین چیزوں سے ہے، خواہ اس نے گناہ کیا ہو یا نہیں کیونکہ توبہ میں صرف اقرار گناہ ہوتا ہے اور بندہ کو یہ دو صفتیں حضرت آدم علیہ السلام سے بطور روایت ملی ہیں یعنی جب آپ کی صفا حالت پر عہد و پیمان کی فراموشی کی تاریکی طاری ہو گئی اور بہشت کا مدامی قیام اور ہمسائیگی الٰہی کے جو رحمان اور رحیم اور قابل تعظیم ہے اور فرشتوں کی خصلت کی خواہش ہوئی (پس اس جگہ سے ہوائے نفس کا ظہور ہوا) تو چونکہ اس حالت میں اپنے ارادہ کے ساتھ شرکت تھی لہذا اللہ تعالیٰ نے اس ارادہ کو توڑ دیا جس سے وہ دلالت جاتی رہی اور وہ مرتبہ گھٹ گیا، انوار میں تکدر پیدا ہو گیا۔ آخرکار وہ محب اللہ متنبہ کئے گئے اس وقت انہوں اپنی غلطی اور گناہ کا اقرار کیا۔ اور رو کر عرض کیا، خدا ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اگر تو ہم کو نہ بخشے گا، تو ہم سخت خسارے میں رہیں گے، آخرکار ان پر انوار ہدایت حاصل ہو گئے، اور وہ مصلحتیں اور علوم معرفتیں جو پوشیدہ تھیں توبہ استغفار سے ظاہر ہو گئیں اس وقت وہ ارادہ دوسرے ارادہ سے اور وہ پہلی حالت دوسری حالت سے بدل گئی اور ان کو ولایت ملی اور دنیا و آخرت کا اکرام نصیب ہوا چند روزہ آسائش کے لئے ان کے اور ان کی اولاد کیلئے دنیا منزل گاہ قرار پائی اور آخرت جائے بازگشت و عشرت سرائے جاوید مقرر ہوئی حاصل کلام ہر شخص کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت آدم علیہ السلام کی جو تمام انبیاء علیہم السلام کے باپ ہیں پیروی کرنا لازم ہے یعنی ہر حال میں قصور اور خواری و محتاجی کا اقرار کرنا چاہیئے"

مقالہ (۸) قال رضی اللہ عنہ وارضاہ: بشر کو چاہیئے کہ وہ جس حالت میں ہو اسکے علاوہ

یہ ابلیس علیہ اللعین کے اس قول کی جانب اشارہ ہے کہ اس نے کہا تھا کہ اگر اس درخت کا پھل کھاتے گا۔ تو ہمیشہ ہمیشہ بہشت میں رہے گا اور صفات ملکوتی پیدا ہو جائیں گی"

کسی دوسری حالت کو خواہ وہ اس سے اعلیٰ ہو یا ادنیٰ ہرگز اختیار نہ کرے اگر ایوانِ شاہی کے دروازہ پر بھی ہو تو جب تک زبردستی سے اس کے اندر داخل نہ کیا جائے۔ خود اس میں گھسنے کی کوشش نہ کرے اس مقام پر لفظ زبردستی سے تاکیدی حکم مراد ہے یعنی صرف اجازت داخلہ پر قناعت بھی نہ کرے۔ اس خیال سے کہ شاید یہ شاہی مکر و فریب ہی نہ ہو۔ پس صبر کرے۔ اس وقت تک کہ زبردستی سے داخل کیا جاوے۔ کیونکہ وہ فعل بادشاہ کا ہوگا اور اپنے فعل پر وہ سزا نہ دے گا۔ عذاب اپنی ہی بے ادبی حرص خواہش بے صبری اور موجودہ حالت کی ناپسندی سے ہوا کرتا ہے پس چاہیئے کہ جب زبردستی سے داخل ایوانِ شاہی ہو تو سرنگوں کھڑا رہ چشم بند رکھے اور جس خدمت کا وہاں حکم ہے اس کو بجا لائے اور اعلیٰ مرتبہ کی جانب ترقی کی طلب نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (نہ دیکھو تم اس کو جو ہم نے چند کافروں کے لئے بنائی ہے) یعنی زندگانی کی آرائش تاکہ ہم اس سے ان کی آزمائش کریں اور جو رزق اللہ تعالیٰ نے ہم کو دیا ہے۔ وہ پائیدار اور بہتر ہے یہ تادیب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حالت کی نگہبانی اور عطیۂ الٰہی پر راضی ہونے میں اپنے کلام ایک والبقیٰ کے ساتھ یعنی جو کچھ میں نے تجھ کو دیا ہے بھلائی پیغمبری صبر و قناعت دین کی بادشاہی اور اس میں جہاد کرنا وہ اس سے جو دوسروں کو دیا ہے کہیں بہتر ہے۔ حاصل کلام ہر قسم کی بھلائی حالت موجودہ پر راضی رہنے میں ہے اور دوسری جانب مشکل التفات نہ کرنے میں کیونکہ یہ تو یقینی امر ہے کہ یا تو وہ امر جس کا تو خواہش مند ہے۔ تیری قسمت میں ہوگا یا کسی اور کی قسمت میں ہوگا یا کسی کی قسمت میں بھی نہ ہوگا۔ اور صرف فتنہ اور امتحان کی غرض سے پیدا کیا گیا ہوگا۔ پس اگر وہ تیری قسمت میں ہے تو خواہ مخواہ تجھ کو مل ہی جائیگا۔ خواہ تو خواہش کرے نہ کرے لہٰذا اسکی خواہش ہی فضول ہے۔ اگر وہ کسی دوسرے کی قسمت ہے تو وہ تجھ کو کسی طرح نہیں مل سکتی خواہ کتنی ہی کیوں نہ محنت و مشقت اُٹھائے۔ اور اگر وہ کسی کی قسمت میں بھی نہیں۔ اور صرف فتنہ ہی فتنہ

ہے۔ تو کیسی حماقت ہے کہ اپنے ہی حق میں فتنہ طلب کرے اس لئے یہی ہے۔ کہ حالت موجودہ پر اکتفا کرے۔ بقولیکہ ؎

باش راضی بہ نعمتے کہ تراست — منگر سوئے نعمت دگراں
ہم بحالیکہ ہست خوش مے باش — ہاں مشو جانب دگر نگراں

الحاصل جب تو اس ایوان شاہی سے بالا خانے کی جانب چڑھایا جاوے۔ اس وقت بھی اسی طرح مؤدب اور سرنگون رہ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ بلکہ اس وقت زیادہ ادب درکار ہے۔ کیونکہ ادب درگاہ الٰہی یا حضور شاہی سے اور بھی غریب تر ہو گیا ہے۔ پس نہ تو اس وقت اس سے اعلیٰ مرتبہ کی خواہش نہ کر اور نہ ادنیٰ کی نہ اس حالت سے نکلنا چاہا اور نہ اس میں رہنا اور نہ کسی بات میں اسکا دخل دے کیونکہ یہ حال کفرانِ نعمت میں داخل ہو جائیگا اور دُنیا کا کفر آخرت کے کفر کی خواری تک پہنچاتا ہے۔ پس جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ اسی طرح عمل کرتے رہنا چاہئے۔ حتیٰ کہ اپنے مقرر اصلی اور مقام مخصوص تک پہنچ جائے۔ کہ جہاں تجھ کو قیام حاصل ہو پھر وہاں سے علیحدہ نہ کیا جائے۔ اس وقت تجھ کو علامات ظاہری سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ سب کچھ انعام الٰہی ہے۔ اور پھر کبھی اس سے جُدا نہ ہوگا۔ یہی ولیوں اور ابدالوں کے مقام ہیں ؎

مقالہ (۹) قالُ رضی اللہ عنہ و ارضاہ اولیا اور ابدالوں کیلئے کشف میں سے وہ امر ظاہر کیا جاتا ہے۔ جو عقلوں پر غالب ہو جاتا ہے اور رسوں و عادتوں کو توڑ ڈالتا ہے۔ یہ کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک قہر دوسرے لطف پس قہر سے تو خوف و بے قراری کی وجہ سے بزرگی حاصل ہوتی ہے۔ خوف کے غلبہ سے اعضاء پر اثر پڑتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز پڑھتے تھے۔ تو آپکے سینہ مبارک سے ہنڈیا کے پکنے جیسی آواز بوجہ خوف اور دہشت آیا کرتی تھی۔ کیونکہ آپ پر جمال الٰہی و عظمت لامتناہی ظاہر و منکشف ہوتی تھی۔ اس قسم کی کیفیت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت بھی منقول ہے

اور مشاہدہ جمال دلوں کے لئے فوزوں۔ خوشیوں اور مہربانیوں اور مزید کلام کے ساتھ جلوہ الٰہی ہے اور وہ بڑے بڑے انعاموں اور مراتب عالی کی بشارت کے ساتھ ہے۔ جن کی طرف آخر کار بازگشت کرنی ہے اور جن کے ساتھ ازل میں فضل و رحمت سے قلم خشک ہو گیا ہے۔ یعنی تقدیر کی گئی ہے۔ اس وقت کا اندازہ مقرر ہے۔ تاکہ ان کی محبت فرطِ شوق کے باعث حد سے نہ گذر جائے۔ یا ان کی قوتیں شکستہ نہ ہو جائیں یا قیام بندگی میں ضعف نہ ہو جائیں۔ پس ان کو موت آتی ہے۔ اللہ تعالےٰ یہ کام ان کے ساتھ آرزوئے مہربانی ان کے دلوں کی اصلاح اور نرمی کے لئے کرتا ہے۔ کیونکہ درحقیقت اللہ تعالیٰ حکیم حکیم لطیف اور رحیم ہے۔ چنانچہ روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلال مؤذن سے فرمایا کرتے تھے۔ ارحنا یا بلال یعنی بلال ہم کو راحت پہنچا۔ نماز قائم کرنے سے تاکہ ہم اس چیز کے مشاہدہ جمال کے لئے نماز میں داخل ہوں جبکا اس سے پہلے بیان کیا گیا اور اسی لئے آپ نے فرمایا وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ یعنی میری آنکھوں کو نماز میں آرام ملتا ہے +

مقالہ (۱۰) قال رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ یہاں دائرہ اطاعت: بندگی میں سوائے تیرے اور خدا کے کوئی نہیں ہے اور تو مخاطب کیا گیا ہے یعنی امر و نہی (یکن و یکن) کا حکم ملا ہے اور نفس اللہ تعالیٰ کا مخاطب ہے مگر تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے مطیع ہیں یوں تو نفس بھی مطیعان الٰہی سے ہے مگر جلیل القدر دعویٰ کرتا رہتا ہے اور اسکو خواہش و آرزو ہوتی ہے پس اگر اللہ تعالیٰ سے موافقت کریگا۔ تو نفس کا دشمن اور اس سے بوجہ اللہ لڑنے والا ہو جائیگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام سے فرمایا۔ اے داؤد میں تیرا چارہ کار ہوں اور تجھ سے جدا نہیں ہوں۔ پس تو بھی اس کو بخوبی پکڑ لے اور جدا نہ ہو۔ کیونکہ شان عبودیت یہی ہے کہ تو میرے لئے اپنے نفس سے لڑائی اختیار کرے غرضیکہ جب ایسا کیا جاتا ہے۔ تو اس وقت تیری دوستی استوار ہو جاتی ہے اور تیرے پاس صاف و شفاف قسمیں آتی ہیں۔ اور تو صاحب

عزت و حرمت ہو جاتا ہے۔ اور ہر ایک چیز تیری خدمتگزاری اور تعظیم بجالاتی ہے اور تجھ سے ڈرتی ہے۔ اس لئے کہ ساری چیزیں اپنے رب کی جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ تابعدار ہیں اور اپنی عبودیت کی مقر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ کل چیزیں اس کی حمد کی تسبیح پڑھتی ہیں۔ مگر تم ان کی تسبیح کو پہچان نہیں سکتے اور فرمایا فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ کَرْهًا قَالَتَا اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ یعنی بس کہا اللہ تعالےٰ نے آسمان و زمین کو اور رغبت سے یا خواہش سے تو کہنے لگے وہ ہم آئے ہیں راغب اور فرمانبردار ہو کر پس کل عبادت تیری نفس اور خواہش کی مخالفت میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی فَیُضِلَّكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یعنی اپنی خواہش کی پیروی نہ کر کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ سے گمراہ کر دیگی۔ اور حدیث قدسی میں داؤد علیہ السلام سے فرمایا کہ اپنی خواہش نفسانی سے علیحدگی اختیار کر کیونکہ میری مملکت میں ہوائے نفسانی کے سوائے کوئی محکم عدولی یا سرکشی نہیں ہے۔ بیت

نفس را ہفت سر است و ہر سرائے از فراز عرش تا تحت الثرائے

حضرت سلطان بایزید بسطامی قدس سرہٗ کی بابت یہ حکایت مشہور ہے کہ جب آپنے عالم رویا میں صرف دیدار الٰہی حاصل کیا تو عرض کیا بارِ خدایا میں تجھ تک کس طرح پہنچوں حکم ہوا اپنے نفس سے دست کش ہو جا تو مجھ تک پہنچ جائیگا حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نفس کو اس طرح چھوڑ دیا جس طرح کنچ کو سانپ چھوڑ دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر طرح کی بھلائی نفس کی دشمنی میں ہے۔ پس اگر تو متقی اور پرہیزگار ہے۔ اپنے نفس کی مخالفت اس طرح کر کہ مال حرام و مال شبہ سے بچ اور کسی کا احسان نہ اٹھا کسی پر بھروسہ نہ کر کسی سے ڈر و نہ کسی سے کچھ امید۔ نہ رکھ نہ بخشش کی تمنا رکھ نہ زکوٰۃ صدقہ کفارہ اور نذر کا آرزومند رہ اگر کوئی قریبی رشتہ دار بھی ہو تو اپنے حوصلہ کی امید میں اس کی موت کا آرزومند نہ بن۔ جہاں تک ہو سکے جدوجہد کر کے خلقت سے باہر نکل جا۔ اور اس کو

دروازہ کی جو کھلتا اور بند ہوتا ہے یا درخت سمجھ کر کبھی اس میں میوہ ہوتا ہے۔ اور کبھی نہیں اور یہ سب کچھ ایک فاعل کرتا ہے۔ اور وہ فاعل و مدبر اللہ تعالیٰ ہے۔ اس طرح تو موحد ہو سکتا ہے۔ مگر بایں ہمہ خدا کو خالق جان کر کسب بشری کو بالکل بھی فراموش نہ کر دینا چاہئے۔ تاکہ مذہب جبریہ[1] سے بچ سکے اور یہ بھی اعتقاد رکھنا چاہئے کہ بغیر اللہ تعالیٰ کی قدرت کے بندہ سے کوئی کام نہیں بن سکتا تاکہ ان کا عابد نہ ہو جائے۔ اور خدا کو بالکل خاموش نہ کر دے اور یہ بھی نہ کہے کہ فعل بشری باختیار خود ہے اللہ تعالیٰ کو اس میں کوئی دخل نہیں کہ کافر نہ ہو جائے اور قدریہ[2] المذہب نہ بن جائے۔ ہاں یہ کہنا سزا وار ہے کہ بندوں کے افعال مخلوق الٰہی ہیں۔ اور انکا کسب جیسا کہ فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عذاب و ثواب کے بدلہ کا نمونہ ہے پس ان میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے ساتھ اپنا حصہ حاصل کرنا چاہئے اور اس کے حکم سے ہرگز آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم قائم ہے۔ اور سبھوں پر حکم کرتا ہے۔ پس اپنے آپ ہی حاکم بن بیٹھنا بھی روا نہیں دیتا کیونکہ ہوگا تو وہی جو قسمت میں ہے اور قسمت ایک قسم کی تاریکی میں ہے لہٰذا تاریکی میں ایک شمع لیکر جانا چاہئے۔ اور شمع کلام اللہ اور سنت نبوی ہے۔ اس سے ہرگز باہر نہ نکلنا چاہئے۔ اگر کسی قسم کا شبہ یا الہام بھی پایا جائے تو انکے بارہ میں فرمان اور سنت سے استفتا لینا چاہئے۔ اگر وہ زنا سود یا فاسقوں سے ملنے جلنے کی مانند کوئی حرام امر ہو تو اس کو ترک کر دینا چاہئے۔ کیونکہ ایسا کام ابلیس لعین کی جانب سے ہوتا ہے۔ اگر کھانے پہننے اور نکاح وغیرہ مباح خواہشوں کا الہام ہو اور قرآن و حدیث میں انکی اباحت کا حکم ملے تو ان کو بھی شہوت ہائے نفسانی سمجھ کر ترک کر دینا چاہئے اور اگر تجھ کو کسی ایسے امر میں الہام ہو وے جس کے حرام حلال ہونے کا حال بھی تجھ کو معلوم نہ ہو مثلاً تجھ کو

---

[1] اہل جبریہ کا اعتقاد ہے کہ بندہ کو مطلق ارادہ و اختیار نہیں ہے۔ اور وہ ایک پتھر کی مانند ہے ۱۲

[2] اہل قدریہ بندہ کو اپنے فعل کا خود خالق بتاتے ہیں۔ ۱۲

حکم ملے کہ فلاں جگہ جا اور فلاں بزرگ سے مل مگر تجھ کو اللہ تعالیٰ نے دولتِ علم معرفت سے سرفراز فرمایا ہے۔ جس کی وجہ سے تو اس بزرگ کی ملاقات کا محتاج نہیں۔ تو ایسی حالت میں جلدی نہ کرنا چاہیئے۔ اور منتظر رہنا چاہیئے۔ تا وقتیکہ مقرر الہام ہو اور پھر کوشش کر نیکا حکم ملے یا کسی ایسی علامت سے جو علماء اور اولیاء اللہ پر ظاہر ہوا کرتی ہے تائید ہو کیونکہ تجھ کو اس کام کی بھلائی اور برائی کی خبر نہیں۔ لہٰذا اس وقت صبر کرنا ہی بہتر ہے بلکہ خود اللہ تعالیٰ ہی تجھ میں غافل ہو جائے اگر اس حالت میں کوئی فتنہ بھی پیش آئیگا تو اللہ تعالیٰ تیرا نگہبان ہوگا۔ اور وہ جو اپنے فعل پر تجھ کو گنہگار ٹھیرائیگا۔ کیونکہ جب تیرا بالکل وجود ہی نہ ہوگا اور تو ولایت کے درجہ پر ہوگا تو گناہ کس پر کیا جائیگا۔ پس بہتر یہی ہے کہ تو ہمیشہ خواہش ہائے نفسانی کی مخالفت کر اور اللہ تعالیٰ کے حکم کا مطیع بن جا۔ حکم الٰہی کی اطاعت دو طرح ہو سکتی ہے۔ اوّل تو یوں کہ دنیا میں سے صرف نفس کا حق اور حصّہ لے لیا جائے۔ اور حظِ نفس سے اجتناب کیا جائے اور فرض کو ادا کرے اور ترک گناہ کی کوشش کرے دوسرے وہ جس کا تعلق امر باطن سے ہے اور امر باطن اللہ تعالیٰ سے ہے۔ جو اپنے نبیوں کو بعض کاموں کی تو اجازت دیتا ہے۔ اور بعض سے منع فرماتا ہے۔ مگر یہ معاملہ انہی امور میں ہوتا ہے۔ جنکی امر و نہی کا صاف طور سے قرآن و حدیث میں حکم نہیں ہے۔ اور وہ گو مگو بالکل ہیں۔ جس کے امر کا بندہ کو اختیار ہے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ اس میں بندہ دخل نہ دے اور امرِ الٰہی کا منتظر رہے۔ اور جب امر ہو تو فرمانبرداری کرے اس طرح وہ ہر حالت میں اللہ کے حکم کا پابند رہے گا اور حکم شرعیہ کو بجا لاوے گا۔ اور ایسے احکام میں جن میں کوئی فیصلہ شرعی صلہ ہوا ہوگا۔ پس وہ اپنے باطن سے مشورہ لیگا۔ پس جب یہ درجہ حاصل ہو جاتا ہے تو بندہ پورا پورا صاحب حقیقت ہو جاتا ہے۔ اور جن میں امر باطن نہیں وہ تابع فعل الٰہی ہوں اور اگر حق کی حالت میں ہوں کہ وہ فنا کی حالت اور ابدالوں کا مرتبہ ہے۔ اور جو شکستہ دل موحد عارف عالم عاقل امیر کو تو ال اور نگہبان خلق اور نائب خدا ہیں۔ کہ ان پر رحمت و سلام ہو۔ تو اس حالت میں امر کی پیروی یہی ہے۔ کہ اپنے ساتھ مخالفت کی جائے۔ اور اپنی طرف سے کسی چیز میں قصد

ارادہ نہ کرے خواہ وہ دُنیا کی ہو یا آخرت کی یعنی بادشاہ کا بندہ ہو سلطنت کا نہیں اور حکم کا بندہ بن خواہش کا نہیں جیسا کہ بچہ دایہ کے اور مردہ غسال کے اور مریض طبیب کے کہنے اور اختیار میں ہوتا ہے۔ اسی طرح سوائے امر و نہی کے حال میں کے حال تو رُو ۔

مقالہ (۱۱) قال رضی اللہ عنہ و ارضاہ اگر فقیری اور محتاجی کی حالت میں نکاح کی خواہش ہو مگر اس کا بوجھ نہ اٹھا سکتا ہو تو چاہیئے کہ جبر کرے۔ تاوقتیکہ خدا تعالیٰ اس محتاجی کی حالت کو دُور کرے یا اس خواہش کو دفع فرمائے اپنے دست اقدس سے جس سے اس نے وہ خواہش پیدا کی تھی۔ یا حسبِ خواہش اس چیز کو جس کی تجھ کو خواہش ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھ تک اپنی رحمت سے پہنچا دے گا۔ پس اس حالت میں تو مبارک ہوگا۔ اور پھر تجھ کو دُنیا و دین میں کہیں سختی پیش نہ آئے گی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تیرا نام صابر قرار دیگا اور تجھ کو گناہ سے بچنے اور اطاعت پر قائم رہنے کی زیادہ توفیق عطا فرمائیگا۔ اور جب تیری قسمت کی چیز تجھ کو مل جائے گی تو تیرا صبر شکر سے بدل جائیگا اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ شاکروں کو زیادہ عطا کروں گا اور بہت کچھ دوں گا۔ اور ناشکری کے لئے اس نے دینی عذاب کا بھی خوف دلایا ہے۔ اور اگر وہ امر قسمت ہی میں نہیں تو اس کی آواز فضول ہے۔ خواہ نفس کچھ ہی کہے۔ مگر پھر بھی صبر ہی کرنا چاہیئے اور نفس کی مخالفت کرنی چاہیئے اور حکم شرعی کو مضبوط پکڑ کر قضا پر راضی رہنا اور اللہ سے فضل و بخشش کا اُمیدوار رہنا چاہیئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ (سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ صابروں کو اجر بے شمار دیتا ہے) ؎

صبر کن صبر کہ جز صبر دوائی نبود — کہ ہر دو دستِ غم عشق رگِ جاں گیرد
چہ کند سرِ تسلیم ندارد ورنہ پیش — ہر کہ را اینجہ عشق تو گریباں گیرد

مقالہ (۱۲) قال رضی اللہ عنہ و ارضاہ اگر اللہ تعالیٰ مال عطا کرے اور اس مال کی محبت میں تو ایسا مشغول ہو کہ عبادت الٰہی بھی بھول جائے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو محجوب

اور اپنی رحمت سے دور کر دے گا۔ اور مال بھی تجھ سے چھین لیگا۔ اور تیرا حال بدل کر تجھ کو سزا دینے کے لئے منعم سے غافل ہو کر تجھ کو محتاج کر دیگا۔ اور سب کچھ تیری مشغولی کی وجہ سے ہو گا۔ مگر جو تو بخلاف اس کے محبت و مال کو ترک کر کے ہمیشہ عبادت الٰہی میں مشغول رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس مال کو تیرے لئے بخشش کر دیگا۔ اور اس میں سے بالکل بھی کم نہ کیا جائے گا بلکہ وہ مال تیرا خدمت گار ہو گا اور تو اس کا آقا۔ اسی طرح تیری زندگی دنیا میں عزت و آبرو کے ساتھ گزرے گی۔ اور عاقبت میں خوش حالی کے ساتھ جنت الماویٰ میں شہیدوں اور صدیقوں کے ہمراہ رہے گا۔

مقالہ (۱۳) قال رضی اللہ عنہ ارضاہ حصولِ نعمت و ردِ مصیبت کی کوشش کرنی محض فضول ہے کیونکہ اگر نعمت قسمت میں ہے تو وہ ضرور تجھ تک پہنچ جائے گی اور اگر مصیبت لکھی ہے تو وہ بھی کسی طرح دفع نہ ہو گی خواہ تو اس سے کیسی ہی کراہت کیوں نہ کرتا ہو اور کیسی ہی دعا اور التجا نہ کرے ورنہ ستائی بستم میر سد لہٰذا بہتر یہی ہے کہ ایسی حالت میں صبر و تسلیم اختیار کرتا کہ تجھ میں ہر کام اللہ ہی کرے پھر اگر نعمت حاصل ہو تو شکر بجالا اور اگر سختی پڑے تو صبر و رضا کو ہاتھ سے نہ دے اور اس کو نعمت سمجھ یا بالکل نیست و نابود جان اور سمجھ کہ اس حالت پر اب بدلا گیا ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے راستہ کی منزلوں میں پھرایا جاتا ہے۔ تاکہ رفتہ رفتہ منزل اعلیٰ تک یعنی جہاں انبیاء اور ملائکہ میں پہنچ جاوے پس اس وقت تو شہداء اور صدیقوں کے برابر کھڑا ہو گا۔ اس بلند تر مقام پر جہاں سے ذرا بہت نزدیک ہے تاکہ ان کا جو تجھ سے گئے ہیں اور وہ مقربین بارگاہ الٰہی سے ہیں اور جنہوں نے بڑے بڑے مراتب اور نعمت و خوشیاں پائی ہیں۔ مرتبہ دیکھنے میں اور بلا کے آنے میں مزاحمت نہ کرے اور اس سے گھبرا نہ جائے کیونکہ اس کی حدت و شدت آتش دوزخ سے زیادہ شعلہ افگن نہیں ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ دوزخ مرد مومن سے کہے گی کہ اے شخص تو یہاں سے آگے بڑھ جا تیرے نور نے میری حدت ہی کم کر دی نور جو دوزخ کے شعلہ کو فرو کریگا یہی ہے جو

دُنیا میں انسان کے ساتھ ہے اور جس سے مطیع و گنہگار میں فرق کیا جاتا ہے پس یہ نور ہر طرح کی سختی کو دُور کر دے گا۔ اور صبر و موافقت حکم الٰہی کی سردی تیز سے تیز گرمی کو فرو کریگی و نازل ہوئی ہو یا ہونیوالی ہو لہٰذا جاننا چاہیئے کہ بلا ہلاکت کرنے کو نہیں آتی اس کا مقصد صرف امتحان ہوتا ہے۔ اور یہ کہ ایمان کی خوشی کی جانب خوش خبری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ (یعنی ہمت کو آزمائش میں ڈالیں گے تاکہ جہاد اور صبر کرنیوالوں کو معلوم کریں اور ہم تمہارے صبروں کی آزمائش کرتے ہیں) تمہارا ایمان حق پر ثابت ہو جائے گا۔ لہٰذا تم بہ توفیق الٰہی کامل کیساتھ اللہ تعالیٰ کے فعل میں اس موافقت کرو اور قضاء و قدر پر صبر کرو حکم الٰہی سے انحراف نہ کرو اپنے ارادہ کو اپنے یا کسی دوسرے کے کاموں میں مطلق دخل نہ دو اور کوئی نئی بات جو امر و نہی سے ہو نہ کرو اللہ تعالیٰ کے حکموں کو بغور سنو اور بسرعت ان کو بجالاؤ انکو صرف تقدیر کے حوالہ نہ کرو بلکہ قوی ہو کر اپنے ہاتھ پاؤں ہلاؤ اور اپنی کوشش بھی ادائیگی امر الٰہی میں صرف کرو اور اس کی پناہ پکڑو اور عذر بیان کر کے اپنے اس عجز اور رکاوٹ کا سبب معلوم کرو ممکن ہے کہ یہ تیری دعاؤں سے یا اس کی بندگی میں سوائے اولیٰ واقع ہونے سے ہوا ہو یا تیری غلطی اور اپنے اوپر بھروسہ کرنے یا اپنے عمل پر فخر و مباحات کرنے یا اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے جیسا یا مخلوق سا سمجھنے سے ہوا ہو اور اس نے دروازہ بند کر کے تجھ کو اپنی بندگی سے معزول کر دیا ہو اور امداد و توفیق قطع کر کے تیری جانب سے منہ پھیر لیا ہو اور تجھ کو دشمن جان کر تجھ پر غصہ فرمایا ہو اور اس لیئے تجھ کو بلائے بشری یعنی دنیا ارادہ اور آرزو کیساتھ مشغول کر دیا کیونکہ یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ سے غافل کر کے اس کی نظروں سے بالکل گرا دیتی ہیں۔ پس مقام خوف ہے۔ کہ کوئی غیر شے اسکی یاد سے جس نے پیدا کیا ہے احباب پر دوش کر رہا ہے اور مال و دولت اور عیش عشرت عطا فرماتا ہے۔ غافل کر دے اللہ کے سوا تمام چیزیں غیر ہیں لہٰذا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ سے غافل کرنیوالی غیر چیز کو بالکل پسند نہ کیا جائے۔ اس لیئے

اللہ تعالیٰ نے بشر کو صرف اپنے ہی لئے پیدا کیا ہے اب اس سے پھر کر کسی دوسرے کی طرف مائل ہونا ہوگا یا اپنے پر ظلم کرنا ہے کیونکہ وہ اس کی سزا میں اس آگ میں جھونک دیا جائیگا جس کا ایندھن انسان ہے اور پھر اس وقت کہیں کچھ پشیمانی کچھ فائدہ نہ دے سکے گی نہ وہاں عذر سنا جائیگا نہ فریاد وزاری پر توجہ ہوگی تو رضامندی مانگے گا۔ مگر نہ مل سکیگی تو تلافی مافات کی غرض سے دنیا میں واپس آنا چاہیگا مگر یہ نہ ہو سکے گا۔ پس اے شخص تجھ میں کچھ عقل بھی ہے تو اپنے نفس پر رحم کھا اور ان ہتھیاروں کو جو تجھ کو منجانب اللہ ملے ہیں اسی کی بندگی میں برت یعنی عقل علم ایمان اور معرفت وغیرہ کی روشنی سے تقدیروں کی تاریکی میں کام لے اور صراط امر و نہی کو اختیار کر اور سوائے امر و نہی کے ہر امر کو پروردگار کی جانب حوالہ کر جس نے تجھ کو عالم عدم سے وجود میں لاکر رکھا اور اس سے کسی حالت میں کفر نہ کر جس نے تجھ کو بنایا پالا تیری بنیاد ڈالی ہے اور اس کے بعد بھی کا ایک قطرہ مگر دیکھ اسی سے اس قدر درست اندام انسان بنایا گیا ہے۔ اس احسان کو مان اور اس کے احکام میں اپنے ارادہ کو مطلق دخل نہ دے سوائے امر و نہی کے اور کسی امر کو برا نہ مان اور کراہت نہ کر اور دنیا و آخرت میں امر حق کے ساتھ قناعت کر اور امر و نہی کے دونوں جگہ محترز رہ کیونکہ سب کچھ اس کی تابع ہیں جب تو ایسا کریگا۔ اور اس کے حکم کی متابعت میں امر و نہی بجا لائیگا۔ تو تمام جہان تیرا حکم بجا لائیگا۔ اور کل سختیاں تجھ سے دور ہو جائیں گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے۔ اے بنی آدم میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اگر میں ایک لفظ کن کہتا ہوں تو ہر ایک چیز پیدا ہوتی ہے پس تو میرا کہنا مان تجھ کو بھی ایسا ہی کر دوں گا کہ تو جس چیز کو کہیگا ہو جا وہ ہو جا ہو جاویگی اور ایک جگہ فرمایا ہے اے خدا میرے خدمتگذار کی تو خدمتگذار بن مگر اپنے خدمت گذار کی تو سردار اور اس کو مبتلائے آرام رکھ پس خدا کے نبی آنیکے وقت سترخی المفاصل مسکن الحواس شکستہ دل تنگ سینہ مردہ جسم بے خواہش محو گم شم ہو جاتا یا کہ تاریک صحن منہدم بنیاد خانے اور افتادہ سقف سے اور ایک بے حس بے نشان اور بہرے واندھے شخص کی مانند بن جاتے ہونٹ زخمی اور پراگندہ سے

بن جائیں اور زبان بالکل گنگ ہو جائے۔ دانت ایسے معلوم ہوں کہ گویا ان میں زخم پڑے ہوتے ہیں اور بہت کچھ درد ہے۔ غرضیکہ بالکل نامرد سا بن جاوے اور ہر حالت میں شکم سیر سا دیوانہ سا معلوم ہووے تیرا جسم مردہ کی مانند ہو گویا قبر کی جانب اٹھایا جا رہا ہے پس سنتے ہی فوراً قبول کر لینا تو اس میں ہوتا ہے اور بیٹھ رہنا اور تساہل کرنا ہی میں اور بالکل فانی ہو جانا تقدیر میں۔ اے عزیز اس شربت کو پی اور اس دوا سے علاج کر اور اس غذا کو کھا۔ تاکہ تم کو ہضم بھی ہو جائے۔ تندرستی حاصل ہو امراض گناہ اور بیماری ہائے خواہش نفسانی وغیرہ سے ۔

مقالہ (۴۱) قال رضی اللہ عنہ وارضاہ اے صاحب مواد ہوس تو طالب حق اور واصل باللہ ہونیکا دعویٰ مت کر اس لئے کہ تو خواہشوں کو پوجتا ہے۔ اور واصل باللہ کو تو دنیا چاہتی ہے اور وہ عاقبت کو تیری نظر زمین آسمان ہے۔ اور انکی زمین آسمان پیدا کرنے والے پر جس کو فانی آنکھ نہیں دیکھ سکتی پس وہ قوم مطلب کو پہنچ گئی۔ اور نجات ہوگی۔ مگر تو خواہش ہائے دنیاوی میں پھنسا رہا۔ اور قید سے آزاد نہ ہو سکا وہ قوم خلقت آزاد آرزو اور خواہش سے فانی ہو کر درگاہ الٰہی میں پہنچ گئی اور اللہ نے ان کو اس چیز سے مطلع کر دیا۔ جو ان سے مقصود و منظور ہے۔ یعنی طاعت و حمد و ثنا وغیرہ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل کرم ہے۔ کہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ جب انہوں نے صرف طاعت ہی کو لازم جانا اور ہمیشہ اس میں مصروف رہے تو عبادت و طاعت ان کی غذا بن گئی اور اس کی وجہ سے دنیا کے لئے نعمت و جنت ہو گئی کیونکہ وہ ہر شے سے پہلے اس کے خالق اور ہر فعل سے پہلے اس کے فاعل کو دیکھتے ہیں انہی کی وجہ سے زمین و آسمان اور زندوں اور مردوں کا قیام ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کو گسردہ زمین کے لئے بطور میخ کے بنایا ہے اور ان میں سے ہر ایک کوہ وقار ہے۔ پس تو ان کے مرتبہ کا دعویٰ نہ کر اور ان کا مزاحم نہ ہو۔ کیونکہ ان کے والدین اور اولاد نے ہی قصد اور طلب سے باز نہیں رکھا پس وہ سب سے بہتر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور اکناف میں منتشر کر دیا ؎

اے رفتہ قدم بر قدم شاہ رسل در پیروے او شد و ہادی سبل

ان پر اللہ کا سلام اور اس رحمتیں و برکتیں مدام نازل ہوں ۔

مقالہ ۱۵ قَالَ رضی اللہ عنہ و ارضاہ مَیں نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ میں ایک مسجد میں ہوں جہاں چند تارک الدنیا بیٹھے ہوئے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ اگر فلاں مرد صالح ان کے پاس ہو تو ان کو تادیب کرے اور صراط مستقیم پر پہنچا دے پس وہ قوم میرے گرد جمع ہو گئی۔ اور کہنے لگی صاحب آپ خود ہی ہم کو کیوں تادیب کرتے اور راہ راست پر لگاتے مَیں نے کہا اگر تمہاری یہی مرضی ہے۔ تو مجھ کو کہنے میں کیا عذر ہے۔ سنو! جو بالکل تارک الدنیا ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف آگے ہوں لہٰذا تم کو کسی سے زبانی سوال بھی نہیں کرنا چاہئے۔ اور جب تم زبانی سوال بھی ترک کر چکے ہو تو دل سے بھی سوال نہ کرو۔ کیونکہ زبانی اور دلی سوال کچھ فرق نہیں ہے واضح ہو کہ خدا ہمیشہ تغیر و تبدل کرتا رہتا ہے۔ وہ کسی گروہ کو معراج کمال پر پہنچاتا ہے اور کسی کو تعزلت میں گراتا ہے۔ پھر جن کا مرتبہ وہ بلند کرتا ہے انکو گرانے کا بھی ہر وقت کھٹکا رہتا ہے بمصداق ؎

ایمن مشو کہ مرکب مردان راہ را ۔۔۔ در سنگلاخ بادیہ پے ہا بریدہ اند

اور جو پستی میں ہیں۔ وہ بخیال ؎

نومید ہم مباش کہ رندان بادہ نوش ۔۔۔ ناگہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند

ترقی کے امیدوار میں مگر ڈرتے بھی ہیں کہ کہیں ہمیشہ اسی حال میں نہ رہیں۔

مقالہ (۱۶) قَالَ رضی اللہ عنہ و ارضاہ تجھ کو جو فضل الٰہی اور نعمت بے واسطہ نہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تو ذریعہ اور وسیلوں پیشوں اور کاریگروں پر بھروسہ رکھتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حرص حجاب ہے مگر کسب کر کے کھانا بھی سنت ہے پس جب تک تو خلق کی عطا اور فضل کا امیدوار رہیگا اور ان سے سوال کریگا۔ اسوقت تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنیوالا ہوگا۔ اور تجھ کو سنت کے موافق سزا دیگا۔ بلکہ تو خلق سے عطا و بخشش کا امیدوار بھی ہے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بھی کرے۔ اور کسب کر کے کھائے مگر تیرا بھروسہ صرف کسب پر ہی ہو اور فضل و کرم کو بالکل بھلا دے۔ تو بھی مشرک ہی رہے گا۔ مگر یہ شرک خفی ہوگا اس کی سزا میں اللہ تعالیٰ تجھ کو بے واسطہ

نعمت پہنچانے سے محروم کر دے گا۔ ہاں اگر تو توبہ کرلے اور اس شرک کو ترک کر دے۔ اور کسب و سبب و ذریعہ کا بھروسہ چھوڑ دے صرف اللہ ہی کو رازق مطلق اور مسبب الاسباب اور تمام مشکلوں کا آسان کرنیوالا کسب پر طاقت اور نیکیوں کی توفیق عطا فرمانیوالا سمجھ لے اور یہ کسی کے ہاتھ میں انسان کی روزی ہے۔ اور وہی ہر ایک کو پہنچاتا ہے۔ خواہ ریاضت کی حالت میں بغرض امتحان خلق سے سوال و دعا کرا کے دے اور خواہ کسب کے ذریعہ سے یا محض اپنے فضل و کرم سے کہ اس میں کسب ہو نہ کوئی ذریعہ اور وسیلہ الحاصل جب تو اس کے حضور میں سر تسلیم خم کر دیگا۔ تو وہ تیرے اور اپنے فضل کے درمیان سے پردہ اٹھالیگا۔ اور تجھ کو ہمیشہ وسیلہ کے بغیر ہی حسب ضرورت نعمتیں عطا فرماتا رہیگا جس طرح کہ ایک دانا اور مہربان حکیم مریض کے لئے کرتا ہے۔ اور وہ تجھ کو ہر طرح راضی و خوشنود رکھیگا تاکہ دوسرے امور سے تیری رغبت ہٹ جاوے اس طرح تیرے دل سے تمام خواہشیں اور لذتیں دور ہو جاویں گی۔ اور سوائے اس ارادہ کے کچھ باقی نہ رہے گا جب وہ تیری قسمت کی روزی پہنچاتا رہے گا۔ جس کا دنیا میں کوئی اور مستحق نہیں ہے تو تیرے دل میں اس کی خواہش پیدا کر دیگا اور اس کو تیری جانب بھیج دے گا۔ جو خاص ضرورت کے وقت تجھ کو مل جائے گی۔ اس کے بعد وہ تجھ کو توفیق عطا فرماویگا کہ تو اس کا شکریہ ادا کرے اور سمجھ عطا کریگا کہ تو اس شے کو اسی کی جانب سے سمجھے اور اسی کو عطا کرنے والا سمجھے پس تو اس وقت اس کا شکریہ ادا کریگا۔ اور پوری طرح اہل و علم معرفت میں سے ہو جائیگا۔ اور اس صفت و علم و معرفت سے تجھ کو تمام مخلوق سے ایک خاص قسم کا امتیاز اور علیحدگی ہو جائیگی۔ اور تیرا دل ماسوا سے بالکل خالی ہو جائیگا جب یہ بات ہو گی اور تیرا علم و یقین قوی تیرا منہ کشادہ اور تیرا دل نورانی ہو جائیگا۔ اور تو اپنے مالک سے زیادہ قریب ہو جائیگا تیری لیاقت اس کے اسرار کی حفاظت کیلئے اور تیری دیانت اس کے پاس ہو گی۔ تب تجھ کو قبل از وقت معلوم ہو جایا کرے گا۔ کہ تیری روزی تیرے پاس کب آوے گی یہ بغرض تیری بزرگی و عزت افزائی اور از روئے فضل و کرم الٰہی ہو گا جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے وَجَعَلْنَا

مِنْهُمْ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ اور ہم نے ان میں سے (یعنی بنی اسرائیل میں سے) بنائے پیشوا جو ہدایت کرتے تھے جبکہ صبر کرنے اور ہماری آیتوں پر یقین کرنے میں پکے ہو گئے۔ اور ارشاد ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا جنہوں نے ہمارے راستہ میں جہاد کیا ہم ان کو اپنے راستے بتا دینگے اور ارشاد ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ اور اللہ سے ڈرو اور وہ تم کو علم دے گا غرضیکہ اس کے بعد درجہ تکوین عطا ہو گا۔ اور تو اپنے ہی حکم اللہ اذن صریح سے پیدا کر سکیگا۔ جس پر کوئی اعتبار نہیں اور دشمن دلائل کے ساتھ اور بہت سے کلام کے ساتھ جو لذیذ ترین اشیاء سے ہے اور سچے و بغیر شک و شبہ کے الہام کیساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اے بنی آدم میں اللہ ہوں اور نہیں میرے سوائے کوئی دوسرا معبود میں جس چیز کو کہتا ہوں ہو جا وہ ہو جاتی ہے تو میری فرمانبرداری کر میں تجھے بھی ایسا کر دونگا۔ کہ تو بھی جس چیز کو کہیگا ہو جا وہ ہو جائیگی۔ اور اللہ تعالیٰ بنی آدم کے کئی نبیوں اور ولیوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے ۔

مقالہ ۱۷۔ قَالَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ جب وہ واصل باللہ ہو جائے اور اس کے قریب کیا جائے۔ بتوفیق الٰہی یعنی تو مخلوق اور خواہش و ارادہ و آرزو سے باہر ہو جائے اور فعل و ارادہ الٰہی پر ثابت قدم رہے اور اپنے یا کسی غیر کے حق میں کوئی فعل و ارادہ و تدبیر نہ کرے بلکہ حرکت تک بھی وہبی جانب سے ہو تو اس حالت کا نام فنا فی اللہ ہے۔ اور اہل اللہ کی اصطلاح میں اس کو وصول کہتے ہیں۔ اللہ تک پہنچنا کسی آدمی تک پہنچنے کی مانند نہیں ہے۔ جو عقل میں اس کے وہ بے مانند اور بے مثال اور سمیع و بصیر ہے اسکا مرتبہ اس سے کہیں زیادہ ہے کہ اس کو فانی انسان سے تشبیہ دی جائے اور اسی کی بنائی ہوئی چیز پر قیاس کیا جائے۔ لہٰذا اہل وصول اللہ تعالیٰ کے سمجھانے سے وصول کو سمجھتے ہیں اور ہر ایک شخص وصول میں جداگانہ مراتب رکھتا ہے اور وہ بھی شریک نہیں ہوتے یعنی اللہ تعالیٰ اور رسول و نبی و ولی میں ایک راز ہوتا ہے۔ جس کوئی دوسرا ماہر نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ مریض کے راز کی پیر کو اور پیر کے راز کی مرید کی خبر نہیں ہوتی اور جب مرید

اپنے شیخ کی حالت پر پہنچ جاتا ہے تو شیخ سے جدا کر دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنی مہربانی میں لے لیتا ہے اور اس کا متولی ہو جاتا ہے اور مخلوق سے بالکل قطع تعلق ہو جاتا ہے۔ لہٰذا شیخ کی مثال دودھ پلانیوالی دایہ کی طرح ہے کہ دو برس کے بعد دودھ چھوٹ جاتا ہے۔ اور بعد وفیہ خواہش و ارادہ مخلوق کی ضرورت نہیں رہتی خواہش و ارادہ ہی تک شیخ کی ہی احتیاج ہے۔ تاکہ ان کو توڑے اور یہ دونوں دور ہو گئے تو کچھ ضرورت نہیں کیونکہ تقصیر و کدورت تو رہا ہی نہیں پس جب اس طرح کا ہو جاویگا جیسا کہ ہم نے یہاں کہا ہے۔ تو سوائے خدا کے سب سے بے خوف ہو جاویگا پس سوائے اس کے نفع یا نقصان کوئی اور وجود نہ دیکھو۔ اور صرف اسی عزوجل کے امیدوار رہو اسی کے امر کی نگہبانی کرو اسی کی اطاعت میں مشغول رہو اور تمام مخلوق سے علیحدگی اختیار کر لو۔ اور دنیا و آخرت میں کسی سے دل نہ لگاؤ اور تمام خلق کو اس شخص کی مانند سمجھو جس کو احیار و قہار و جلیل القدر بادشاہ نے گرفتار کروا کر اسکے دست و پا و گردن کو طوق و زنجیر بندھوا کر ایک ایسے دریا کے کنارہ سول پر چڑھایا ہے۔ جسکی خوفناک موجیں پیک اجل کی طرح دامن کشادہ اور جس کا پانی گہرا اور زور شور سے رواں ہے۔ وہ بادشاہ ایک بلند و بالا کرسی پر رونق افروز ہے۔ اور اس کے گرد تلوار وغیرہ طرح طرح کے ہتھیار رکھے ہیں۔ پس وہ جس ہتھیار سے چاہتا ہے۔ اس مجرم کو مارتا ہے۔ کیا یہ حالت دیکھ کر کسی میں اتنی جرأت ہو سکتی ہے کہ اس بادشاہ پر سے نظر ہٹائے اور اس کے خوف و بیم سے قطع نظر کر کے اس غربت اور درماندہ کار سلوب ہے طالب امداد ہو کیا ایسے شخص کو بیہودہ و بیوقوف اور احمق نہ کہیں گے۔ پس اے مرید اللہ سے امان طلب کر۔ کہ بینائی کے بعد اندھا نہ ہو۔ وصول کے بعد قطع پیوندی نہ ہو جائے۔ اور قرب کے بعد مردہ نہ ہو اور ہدایت کے بعد گمراہ۔ ایمان کے بعد بے ایمانی سے بچے پس دنیا اسی مذکورہ بالا جوش زن دریا کی مانند ہے اور اسکی شورافزا موجیں قوائے شہوانی و لذات نفسانی ہیں اور ہتھیار وغیرہ بلائیں ہیں جنکو تقدیر لے کر آئی ہے۔ لہٰذا آدم زاد پر بلائیں اور مصیبتیں تو غالب رہتی ہیں مگر جو نعمتیں بھی اس کو ملی ہیں وہ بھی خالی از مضرت نہیں ہوتیں اور اگر ان پر کوئی دانا اور صاحب

یقین خیال کرے تو سمجھ لیگا کہ درحقیقت بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ زندگانی نہیں ہے پس زندگانی آخرت ہی کی ہے بالخصوص ایک ایماندار کے حق میں جیسا کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ دنیا مومن کیلئے قید خانہ ہے اور کافر کیلئے جنت اور فرمایا اَلتَّقْوٰی وَسِلْجُمُ کُلِّ بَہِیْمَۃٍ پرہیزگار لگام دیا گیا ہے بھلا ان خبروں کے اور اس قدر تجربہ کے باوجود بھی کہیں دنیا میں زندگی بآرام گذارنا ممکن ہے۔ پس حقیقی آرام خدا ہی کی طرف آجانے میں ہے یعنی مخلوق کو چھوڑ کر پابند قضاء قدر ہو جانا پس اس سے نازدہ قادر ہوگا خدا تعالیٰ کی مہربانی اور فضل و کرم ہے ۔

مقالہ ۱۸۔ قَالَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَرْضَاہُ اگر کوئی تکلیف بھی ان کو آپڑے تو لوگوں سے اس کی شکایت نہ کرنی چاہیئے خواہ وہ دوست ہوں یا دشمن اور پروردگار پر اس کے فعل کیلئے تہمت نہ لگا بلکہ ہر آن شکریہ ادا کر کیونکہ جھونٹ موٹ بغیر نعمت کے شکریہ ادا کرنا اس سے بہتر ہے کہ تو سچا بن کر اس کی شکایت کرے کیا دنیا میں کوئی ایسا فرد و بشر ہے جو اسکی نعمتوں سے خالی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو ان کو ہرگز نہ گن سکو گے۔ پس اس قسم کی نعمتیں جنکو تو جانتا بھی ہے تیرے پاس ان گنت نعمتیں ہیں۔ بہتر یہی ہے تو کسی سے جو مخلوق ہو الفت نہ کر اور نہ کسی کو اپنی حالت کی خبر دے پس اللہ سے تو محبت کر اور اسی کو اپنا آدام بنا اور اگر شکوہ کرے تو اسی سے کر ؎

پیش کہ برآورم زدستت فریاد ہم پیش از دست تو میخواہم داد

اور کسی اور کو مت دیکھ کیونکہ کسی کے اختیار میں نہ تو فائدہ ہے نہ نقصان نہ نیکی سے نہ بدی نہ عزت ہے نہ خواری نہ بلندی ہے نہ تونگری ہے نہ محتاجی نہ آرام ہے نہ حرکت تمام چیزوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔ اور اسی کے وہ اختیار میں ہیں ہر چیز مدت مقررہ تک جاری رہتی ہے اور ہر چیز کا اندازہ مقرر ہے جس کو اس نے پیچھے کیا ہے۔ اور اس کو کوئی آگے نہیں کر سکتا۔ اور جس کو اس نے آگے کیا ہے۔ اس کو کوئی پیچھے نہیں ہٹا سکتا اگر اللہ تعالیٰ نے تجھ پر کوئی

نقصان پہنچا دے تو سوائے اس کے اس کو کوئی دفع نہیں کر سکتا اور اگر وہ تیرے ساتھ کوئی ٹھگی کرنا چاہے تو اسکو کوئی منع نہیں کر سکتا۔ اگر تو باوجود نعمت اور عافیت موجود ہونے کے زیادہ طلبی کی خواہش سے اسکا شکوہ کریگا تو وہ تجھ کو اپنے غضب میں پھنسا دیگا اور نعمت و عافیت کو تجھ سے دور کر لیگا۔ اس وقت تیرا شکوہ سچا ہو جائیگا اور تجھ کو دوگنی سزا ملے گی۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے ناراض ہو کر دشمن سمجھے گا۔ اور تجھکو اپنی نظروں سے گرا دیگا۔ پس تجھ کو خوف کھانا چاہیئے۔ اگر چاقو اور قینچی سے تیرا گوشت کاٹا جانے تو اس سے بچانا لازم ہے یا نہیں۔ پس شکایت سے بھی اپنے تئیں بچا اللہ سے ڈرو اور جلدی جلدی بھاگ کر پرہیز کر کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شکایت کرنے سے انسان پر قسم قسم کی بلائیں نازل ہوتی ہیں بھلا اس ارحم الراحمین اور احکم الحاکمین کی شکایت زیبا ہے جو اپنے بندوں پر مدام رحمت کرتا اور ظلم سے بچاتا ہے جس طرح کوئی حکیم طبیب یا پیارے عزیز بلکہ مہربان والدین کرتے ہیں۔ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ رحم فرماتا ہے۔ جس قدر ماں اپنے بچہ سے محبت کرتی ہے پس ہر وقت اس کا ادب ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے۔ کسی مصیبت کے وقت صبر کرنا۔ مگر عاجزی کے وقت زبان کو شکایت سے روکنا یا گر دائرہ رضا کے وہ عاجزی ہو تو صبر کرنا۔ اگر ہنوز وجود باقی ہے تو رضا کو اختیار کرنا۔ اور مقصود ہو گیا ہے تو فانی ہو جانا چاہیئے آہ اے مقام فنا تو کس جگہ ہے اور تجھ کو کہاں ڈھونڈیں کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا کہ فرماتا ہے اور اسکا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے پر تم پر کافروں سے لڑنا لکھا گیا ہے حالانکہ وہ تم کو ناپسند ہے اور شاید کہ تم کسی چیز کو ناپسند جانو گے اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو گی اور کبھی کسی چیز کو بہتر خیال کرو گے پر وہ تمہارے لئے بری ہو گی اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے کیونکہ حقیقت اشیاء کا علم ہی آدم سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ لہٰذا اپنی پسند اور ناپسندی سے بے ادبی کرنا چاہیئے۔ بلکہ ہر شئے میں شریعت کی پیروی کرنا لازمی ہے جبکہ حالات تقویٰ میں جو قدم اول ہے ہوئے اور جو وہ لائیت انتفائے آتش ہوا کی حالت میں ہو جو دوسرا قدم ہے تو امر کی پیروی کر اور اس سے آگے قدم نہ بڑھا اور ولایت اور خوشیت اور صدیقیت کی حالت میں جو تیرا آخری درجہ ہے۔ فعل الٰہی پر راضی ہو کر

سے موافقت کر اور بالکل درست ہو جا اور قدر کے راست سے علیحدہ ہو جا اپنے نفس و ہوا کو ر
کر دے۔ اور اپنی زبان کو شکایت سے روک۔ پس جب تم یہ کام کریگا اور نیکی ہو گی تو اللہ تعا
تجھ کو خوش زندگی عطا فرمائیگا۔ اور اگر بُرائی ہو گی تو تجھ کو اسی طاعت میں محفوظ رکھے گا
تجھ سے ملامت کو دور کریگا۔ اور تجھ کو ایسا کم کر دیگا کہ وہ مصیبت و ملامت تجھ سے آگے
گزر جائے گی۔ جس طرح رات کی اندھیری گزر جاتی ہے اور دن نکل آتا ہے یا ایک موسم کے
بعد دوسرا موسم جلوہ گری فرماتا ہے یہ نمونہ ہیں لہٰذا ان سے عبرت کرنی چاہیئے انسان گنا
بد کاریوں جرم اور طرح طرح کی نافرمانیوں اور خطاؤں سے بھرا ہوا ہے۔ پر اللہ تعالیٰ کی حضو
وہی لوگ حاصل کر سکتے ہیں۔ جو گناہوں کی نجاستوں سے پاک ہیں اور اسکی چوکھٹ کو وہی چوم سک
ہیں۔ جو میل ہائے دعویٰ سے صاف ہوں جس طرح بادشاہوں کی مجلس میں وہی شریک ہو
سکتے ہیں۔ جو نجاستوں اور اقسام بدبوؤں سے پاک ہوں صاف ہوں۔ پس گناہوں کا بدلا اور
صاف کرنیوالیاں بلائیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک دن کا بخار ایک برس کا کفارہ ہے۔
مقالہ ۱۹۔ قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ اگر ضعف ایمان کی حالت میں کوئی وعدہ د
جاتا ہے تو وہ پورا کیا جاتا ہے اس لئے کہ تیرا ایمان و یقین زائل نہ ہو جائے اور جب تیرے دل میں ایما
یقین قوی ہو جائے۔ اور تجھ کو درگاہ الٰہی سے خطاب آوے کہ تو درگاہ الٰہی میں مرتبہ اور امانت
والا ہے اور یہ خطاب تیرے پاس بار بار کے بعد دیگرے آوے تو تو خاص بلکہ خاص الخاص سے
ہو جاوے اور تیرے لئے کوئی عبادت کہ تو اس پر بھروسہ کر سکے اور نہ کوئی مرتبہ کہ جس کی وجہ
تو خوش ہو سکے صرف تیرا مقصد اسی کی جانب ہو جائیگا۔ اور تو ایک طرف مشک کی مانند
ہو جائیگا۔ جس میں پانی نہیں ٹھہر سکتا۔ تجھ میں بھی کوئی ارادہ اور خصلت نہ ٹھہر سکے گی
نہ کسی کی جانب قصد کر سکے گا اور ماسوا سے بالکل پاک ہو جائیگا۔ اس وقت تجھ کو رضا الٰہی
مرتبہ ملے گا اور رضامندی الٰہی کا وعدہ دیا جائیگا۔ اور تجھ کو اللہ تعالیٰ کے تمام کاموں سے لذ
حاصل ہو گی۔ واضح ہو کہ وہ رضامندی الٰہی کا وعدہ بغرض آزمائش دیا جاتا ہے تاکہ تجھ کو

شئے موعودہ کے وصول کا شوق ہو اگر تجھ میں کوئی ایسی علامت دیکھی جائیگی اور اطمینان ہو جائیگا۔ تو اس سے اعلیٰ مرتبہ کی جانب پھیر دیا جائیگا۔ اور پہلے وعدہ سے بالکل بے نیاز کر دیا جائیگا۔ اس وقت تیرے لئے علوم معارفت کے در کھل جائیں گے اور تجھ کو کاموں کے اسرار حکمت کی اطلاع دی جائیگی۔ اور ان مصلحتوں پر مطلع کیا جائیگا۔ جو پہلے وعدہ سے دوسرے کی جانب انتقال کرتے ہیں۔ پوشیدہ نہیں اور اس وقت تیرا مرتبہ مال کی حفاظت میں زیادہ کیا جائیگا اور تیری امانت حفظ اسرار میں ٹھہرائی جاویگی ؎

ستانند زباں از رقیباں زار — کہ تا راز سلطان نگویند باز

ہر سادہ دل محرم اسرار نباشد — تا بستہ زباں در صفت اغیار نباشد

منصور صفت راز دروں کہ بر بوں زد — جو لانگہ او جز بسر دار نباشد

اور سینہ کی کشادگی اور دل کی روشنی زیادہ کی جاوے گی اور فصاحت زبان اور حکمت کا مراد محبت میں اضافہ ہوگا اور تو محبوب الٰہی ہونے کی وجہ سے تمام مخلوق کا خواہ وہ جن ہوں یا بشر محبوب ہو جائیگا کیونکہ تمام خلق اللہ کے تابع اور ان کی اس محبت میں درج ہے اور اسی طرح ان کا بعض بھی اس کے بعض میں مندرج ہے پس جب تو اس مقام میں پہنچ جاتا ہے کہ جس میں کوئی ارادہ موجود نہیں ہوتا تو تیرے لئے ایک ارادہ پیدا کیا جاتا ہے اور جب تیرا وہ ارادہ محقق ہو جاتا ہے تو اس چیز کو جس کا وہ ارادہ تھا۔ زائل کر دیا جاتا ہے اور تجھ کو وہ چیز دنیا میں ہرگز نہیں ملجاتی بلکہ اس کے عوض میں آخرت میں ایسی چیز ملے گی جو زیادہ تر تقرب الٰہی کا موجب ہوگی۔ اور جس کی وجہ سے جنت کے اندر تیری آنکھوں کو راحت حاصل ہوگی اور اگر بالکل اس کی طلب و آرزو نہ کریگا۔ حالانکہ تو ایسی دنیا ہی میں ہے۔ جو فانی ہے۔ جو تکلیفوں اور سختیوں سے بھری ہوئی ہے بلکہ تو دنیا میں صرف اسی ذات پاک کی آرزو رکھے گا جس نے ایک شئے پیدا کی ہے کسی کو کچھ بخشتا ہے اور کسی کو محروم رکھا ہے اور زمین کو فرش بنا کر آسمان کو بلند کیا ہے پس اگر تیرا وہی مطلوب مقصود ہے تو تلکر دنیا میں بھی

غافل نہ ہوں اس لیئے کہ اللہ کو ان کے ساتھ محبت ہے اور وہ اپنے محبوب کی جدائی کسی حالت میں گوارا نہیں فرماتا۔ پس بلا ان کے دلوں کو اللہ کی طرف لے جاتی ہے اور وہ ان کے نفسوں کے لیئے قید ہے اور ان کو مطلوب سے سوا دوسری جانب راغب نہیں ہونے دیتی۔ جب انکی بندش مداوی ہو جاتی ہے تو ان کی خواہشیں گل جاتی ہیں۔ اور ان کے نفس شکستہ ہو جاتے ہیں اور حق و باطل جدا جدا ہو جاتے ہیں اور کل شہوتیں سکڑ جاتی ہیں اور کسی لذت و خوشی کی جانب رغبت نہیں ہوتی پھر وعدہ الٰہی کی جانب آرام کرتا آتا ہے۔ اور اس کی قضا پر رضامندی، اسکے عطا پر قناعت اسکی بلا پر صبر اور اسکی خلقت کے شر سے امن حاصل ہوتی ہے اس وقت دل کی شوکت تو بڑھ جاتی ہے اور اعضاؤں کی قوت لوٹ کر دل میں آجاتی ہے کیونکہ نزول بلا سے دل اور یقین کو قوت ملتی ہے اور ایمان و صبر ثابت ہوتا ہے اور نفس و ہوا میں ضعف آتا ہے اور چونکہ رد کی حالت میں انسان صبر و شکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر خوش ہو جاتا ہے اور اس کی قدر فرماتا ہے لہٰذا اس پر مدد اور زیادتی اور نازل ہوتی ہیں چنانچہ ارشاد الٰہی ہے وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ یعنی اگر تم شکر کرو گے تو تم کو بہت دونگا اور نفس دل سے کوئی نشہ اور خواہش طلب نہ کرے اور دل بھی اسکی جانب راغب ہو اور امر اللہ کے حکم سے نہ ہو تو اس سے اللہ کے ساتھ غفلت شرک اور بیقراری پیدا ہوتی ہے پس اللہ تعالیٰ ایسے نفس اور دل کو بے توفیق چھوڑ دینے اور بلاؤں کو نازل کرنے اور اور مخلوق مسلط کر دینے اور رنج و آلام گوناگوں سے پکڑتا ہے اور کچھ نہ کچھ ہر ایک نفس و دل سے حصہ لیتا ہے اور اگر دل اس کی جانب راغب ہو اور نفس کے مطلوب کی خواہش نہ کرے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اذن ہو دلیوں کے حق میں تو الہام سے اور نبیوں اور مرسلوں کے حق میں صریح وحی سے اور عطا اور منع سے اس پر عمل کرے تو اللہ تعالیٰ نفس اور دل کو اپنی رحمت و برکت عافیت اور رضا نور و معرفت و قرب و تونگری اور سلامتی آفات اور دشمنوں پر فتح و امداد سے سرفراز فرماتا ہے۔ پس اس کو جاننا اور یاد کر لینا چاہیے اور نفس و ہوا کی پیروی کرنے میں جلدی نہ کرنی چاہیئے بلکہ ڈرنا اور توقف اور اذن الٰہی کا منتظر رہنا چاہیئے اسطرح انشاء اللہ تعالیٰ دنیا و عقبیٰ میں سلامتی حاصل ہوگی۔

مقالہ ۲۳۔ قال رضی اللہ عنہ اِرْضَ بِقَلِیْلِ الرِّزْقِ تھوڑے ہی رزق کے ساتھ راضی رہنا چاہیئے تاکہ نوشتہ تقدیر اپنی مدت کو پہنچے اور پھر اعلیٰ اور نفیس کی جانب بدلے اور وہ مبارک ہو اور اسی میں تو محفوظ باقی رہے دنیا و عاقبت کے کسی رنج و الم کے بغیر اور پھر اور بھی مبارک ترقی کرتا رہیگا یہ بھی جاننا چاہیئے کہ طلب چھوڑنے سے مقسوم رخصت نہیں ہو سکتا ؎

مَیں توکل بلرزاں پا دست ۔۔۔ رزق تو بر تو زتو عاشق تر است

اور نہ طلب کرنے سے کوئی ایسی چیز جو مقسوم میں نہ ہو مل سکتی ہے ؎

بخت وجوئی نیاید کسے مراد دلی ۔۔۔ کسے مراد نیابد کہ جستجو دارد

پس ہر حالت میں صبر بہتر ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جس حال پر پیدا کیا ہے اسی پر راضی رہے۔ اور خود کچھ لینے کی کوشش نہ کرے تاوقتیکہ حکم نہ ہو اور بطور خود نہ حرکت کرنی چاہیئے۔ نہ سکون و نہ بدتر حالت میں مبتلا کیا جاویگا کیونکہ تو اس کے ساتھ ظلم کر رہا ہے اور ظلم سے کسی حالت میں دم گذر نہیں کی جاتی چنانچہ ارشاد الٰہی ہے وَكَذٰلِكَ نُوَلِّیْ بَعْضَ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضًا اور اسی طرح بعض ظالموں پر بعض کو چھوڑتے ہیں تجھ کو اپنے ظلم کی سزا اس لئے ضرور ملے گی کہ تو اس بادشاہ کے مکان میں جس کی شان بزرگی ہے اور جس کا غلبہ سخت اور لشکر بہت ہے اسکی خواہش جاری ہونے والی ہے اس کا حکم غالب ہے۔ اس کا ملک باقی اور اسکی سلطنت دائمی ہے اس کا علم دقیق اور اس کی حکمت کامل ہے اس کی قضا درست ہے اور زمین و آسمان میں ایک ذرہ بھر شئی بھی اس سے پوشیدہ نہیں کسی ظالم کا ظلم اس سے تجاوز نہیں کرتا پس تو تمام ظالموں سے بڑا اور ہر گناہگاروں سے زیادہ ہے اس لئے کہ تو نے اپنے نفس میں اور خلق تصرف کرنے سے ہوا کو شریک ٹھہرایا ہے اور ارشاد الٰہی ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ مشرک کو نہیں بخشے گا اور سوائے اس کے جس کو چاہے گا بخش دیگا پس شرک سے پرہیز کرنا لازمی ہے اس کے قریب بھی نہ جانا چاہیئے اور شب و روز ظاہر و باطن میں اس سے برکنار ہو جاوے اور بے فرمانی و اعضاء سے کرنا دل سے اور گناہ کو خواہ وہ جلی

ہو یا خفی بالکل چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ سے مخالفت کر کے نہ بھاگ اور نہ اس کی مقررہ تقدیر میں اس سے جھگڑا کر کہ وہ تجھ کو چور کر دے گا اور اس سے غفلت نہ کر کہ وہ بھی بھول جائیگا تا اس کے گھر میں کوئی بُری بات نہ مکال کہ وہ تجھ کو ہلاک کر دے گا اور اپنی خواہش ہائے نفسانی کی وجہ سے اس کے دین میں کچھ نہ کہو وہ تجھ کو مار ڈالیگا اور تیرے دل کو بے نور کر دیگا اور تیرے ایمان و معرفت کو چھین لیگا اور شیطان و خواہشوں شہوتوں اور مخلوق حتیٰ کہ سانپ بچھو اور جنون کو موکل حیوانات وغیرہ کے تجھ پر مسلط کر دیگا اور عاقبت میں تجھ کو مبتلا عذاب کریگا۔

مقالہ ۴۴ قال رضی اللہ عنہ و ارضاہ اللہ کی نافرمانی سے بچ اور صادق صدق سے اس کے دروازہ پر ٹھہر کہ اپنا عذر بیان کر کے زاری کرتے ہوئے محتاجی کرنے کے بعد خشوع و خضوع کے ساتھ چشم بند اپنی کوشش کو اس کی طاعت و عبادت میں صرف کر اسکی مخلوق سے بالکل امید نہ رکھ اور اپنی خواہش کی پیروی چھوڑ کر کسی بدلے کی توقع دنیا و آخرت میں مت رکھ اور نہ مراتب ہائے بلند پر چڑھ۔ نیکی امید و آرزو میں مبتلا ہو اپنے تئیں اس کا غلام سمجھ اور جان لے کہ غلام کا جان و مال سب کچھ مالک ہی کا ہوتا ہے اور غلام اپنے مالک پر کسی شئے کا مستحق نہیں ہوتا پس ادب کو ملحوظ خاطر رکھ اور اپنے مالک کو متہم نہ کر آپنے ہر شئے کا اندازہ مقرر کیا ہے پس جس چیز کو اس نے آگے کیا ہے تو اس کو پیچھے نہیں کر سکتا لہذا تیرا مقسوم اپنے وقت مقررہ میں ضرور تجھ تک پہنچ جائیگا خواہ اس کی خواہش کرے یا نہ کرے پس جو تیرا ہے اسکی حرص کرنی عبث ہے اور جو دوسروں کا ہے اس کی طلب کرنی اور غم و افسوس میں رہنا فضول۔ جو چیز تیرے پاس موجود نہیں وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ تیرا حق ہے سو وہ ضرور تجھ کو ملے گی اور پھر ملے گی یا کسی اور کا حق ہے وہ تجھ کو ہرگز نہیں مل سکتی پس تجھ کو یاد تمام مشغول بہ عبادت ہونا چاہیے اور طاعت الٰہی سے کبھی سر نہ اٹھانا چاہیے جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے فرماتا ہے لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ الخ یعنی مت دیکھ اس چیز کی طرف جس سے ہم نے کئی اقسام کافروں کو بہرہ مندی دی ہے کہ وہ آرائش دنیا کی زندگانی کی ہے تاکہ وہ آزمائے جائیں۔ اللہ تعالیٰ انکا

رزق بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے تجھ کو سوائے اس کے جس پر تجھ کو مامور کیا ہے یعنی عبادت و طاعت کے دوسرے چیز کی جانب مائل ہونے سے منع فرمایا ہے۔ اور تجھ کو متنبہ بھی کیا ہے کہ علاوہ ان کے جو کچھ ہے۔ فتنہ ہے۔ لہٰذا تیرا اپنی قسمت پر راضی ہونا بہتر اور مبارک ہے۔ پس تیری عادت اور تیری بازگشت اور تیرا جامہ میں ہونا چاہئے۔ اسی سے تو ہر مقصود کو حاصل کر سکتا ہے۔ اور اسی سے ہر مرتبہ کو پہنچ سکتا ہے تو اسی کے ذریعہ سے تمام نعمتوں اور تازہ مال اور خوشی و اشیاء عیش و بہار کی جانب ترقی کر سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ط یعنی جو چیز کہ ان کے لئے خوشی اور آسائش کی ان کے عوض میں چھپائی ہوئی ہے۔ اس کو کوئی نفس نہیں جانتا۔ حاصل کلام یہ کہ بعد ارکان خمسہ کے ترک کر دینے کے اس مذکورہ بالا عمل سے بہتر کوئی نہیں ہے۔ خداوند کریم ہم تم کو اس کی توفیق عطا فرماوے۔ جو اس کے نزدیک محبوب ہے۔ اپنے احسان کے صدقہ میں۔

مقالہ ۲۵ قال رضی اللہ عنہ وارضاہ "خواہ کسی سے دنیا اور دنیا دار منہ پھیر لیں وہ تنگدست ہو۔ گمنامی اور بھوک و پیاس میں مبتلا ہو۔ اس کے جسم پر پہننے کو کپڑا نہ ہو۔ اس کا جگر تشنہ ہو اور وہ مساجد و مقابر اور ویرانوں میں مارا مارا پھرتا ہو۔ وہ ہر دروازہ سے دھتکارا گیا ہو۔ اور ہر مراد سے بے نصیب رہا ہو۔ خواہ اس کے دل میں آرزوئیں اژدہام کئے ہوتے ہوں اور مسل مسل کر رہ گئی ہوں۔ مگر اس کو بھی یہ نہ کہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو محتاج پیدا کیا ہے اور دنیا کو مجھ سے علیحدہ رکھ کر دشمن سمجھ کر اپنی نظروں سے گرا دیا۔ اور چھوڑ دیا ہے۔ پریشان ہوں مجھ کو جمعیت عطا نہیں فرمائی اور بے عزت و خوار کر دیا۔ مجھ کو دنیا میں گزارہ کے موافق بھی عطا نہیں کیا۔ آہ میں گمنام ہوں۔ اور دنیا و برادری میں میرا نام بالکل بلند نہیں کیا۔ حالانکہ اس نے دوسروں پر خوب عمدہ نعمتیں نازل فرمائی ہیں وہ رات دن ان نعمتوں میں کھیلتا ہے۔ اور اس کو ہر طرح مجھ پر اور میرے اہل و عیال پر فضیلت ہے بقول ؎ بندگانیم این یکے مقبول و آں مردود چیست ؎ حالانکہ ہم دونوں مسلمان اور ایک ماں باپ یعنی حضرت حوا و آدم علیہم السلام کی اولاد ہیں اے شخص اللہ تعالیٰ

نے تیرے ساتھ جو کچھ کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تیری زمین بغیر ریگ کے اور بہت اچھی ہے۔ اللہ کی رحمتیں اس پر ہر وقت برستی رہتی ہیں۔ اور تیرے پاس صبر۔ رضا۔ یقین موافقت علم ایمان اور توحید کے انوار مقرب تو میں پس تیرا نہال ایمان محکم اور بار آور ہے۔ جو خوب پھیلتا اور پھولتا ہے اس کو ہمیشہ بڑھنے میں زیادتی ہی ہوتی ہے۔ پس اس کو کھاد کی کیا ضرورت ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اس حال پر چھوڑ دیا ہے۔ اور تجھ کو عاقبت میں ہمیشہ رہنے کا ایک گھر عطا کیا ہے بلکہ تجھ کو اس کا مالک کر دیا ہے اور تیری عطا کو آخرت میں واقع کیا ہے۔ وہاں تجھ کو وہ نعمتیں ملیں گی۔ جن کو نہ کسی نے آج تک دیکھا ہے نہ سنا۔ بلکہ وہ خیال سے باہر ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے اور ہم مقالہ السابق میں لکھ چکے ہیں یعنی پس کوئی نفس اس چیز کو نہیں جانتا جو خوشی و آرام سے ان کے عوض میں رکھے ہوئے ہیں وہ اعمال کیا ہیں۔ امر و نہی کی پابندی اور تقدیر کو اس کی طرف تسلیم اور سپرد کرنا۔ اور ہر کام میں اس سے موافقت کرنی اور دوسری قسم کے شخص یعنی جن کو اللہ تعالیٰ نے نعمتہائے دنیاوی سے متمتع فرمایا ہے۔ اور ملکیت و نعمت عطا فرما کر اپنا فضل برسایا ہے۔ اس شور زمین کے مشابہ ہیں۔ جس میں پانی ٹھہر نہیں سکتا اور درخت جم نہیں سکتا۔ اور میوہ اور کھیتی پیدا نہیں ہو سکتی لہٰذا اس میں کوڑا کرکٹ ڈال دیا۔ تاکہ اس سے نباتات کی پرورش ہو سکے اور وہ کوڑا کرکٹ دنیا اور اس کا سر و سامان ہے۔ تاکہ اس کے دل میں جو ایمان کا درخت ہے وہ دنیا سے محفوظ رہے پس اگر کوڑا کرکٹ زمین سے اٹھا دیا جائیگا۔ تو وہ میوہ وغیرہ بھی خشک ہو جائیں گے۔ اور وہ مقام ویران ہو جائیگا۔ مگر اللہ کو تو ان کی آبادی منظور ہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ غنی کے ایمان کا درخت ضعیف الاصل اور ضعیف المنسب ہے۔ اور اس چیز سے جس سے تیرے ایمان کا درخت بھرا ہوا ہے۔ وہ خالی ہے۔ اے فقیر غنی کے ایمان کی قوت تو اس سے جو اس کے پاس ہے یعنی دنیا اور اس کی نعمتیں۔ پس اگر دنیا اور اس کی نعمتوں کو قطع کر دیا جائے گا۔ تو وہ درخت بھی سوکھ جائیگا۔ اس وقت غنی کا ایمان کفر بن جائے گا۔ اور منافقوں مرتدوں سے مل جاوے گا ہاں اگر اللہ تعالیٰ غنی کی طرف بھی صبر و رضا یقین علم اور معرفتوں کے لشکر بھیج دے تو اس کا

ایمان بھی قوی ہو جائے گا۔ پھر اس وقت تونگری اور نعمت کے دور ہونے کی کچھ پرواہ نہ ہوگی ؛

مقالہ ۶ قال رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ اپنے منہ سے پردہ اور حجاب دور نہ کر حتیٰ کہ تو خلقت سے بالکل علیحدہ ہو جائے۔ اور تیرا دل ان کی جانب سے تمام احوال میں منہ پھیر لے۔ تجھ میں کوئی ارادہ و آرزو نہ رہے۔ اس وقت تو ہمہ عالم سے خواہ عالم دنیا ہو یا عالم عقبیٰ فانی ہوگا۔ تو ایک مشک ظرف کی طرح ہوگا جس میں کوئی ارادہ سوائے ارادہ الٰہی ٹھہر نہیں سکتا اور تو اپنے رب کے ساتھ معمور کیا جائے گا۔ ؎

خرج الزور ما و من باشد　　دخل النور ذو لمنن باشد

تیرے دل میں اللہ کے ماسوا کسی کی جگہ ہی باقی نہ رہے گی۔ اور تو گویا اپنے دل کا زبان ہوگا اور تجھ کو عظمت و جبروت اور توحید کی تلوار عطا ہوگی۔ پس جس کسی کو دردِ دل تک آتا دیکھے گا تو تلوار سے اس کا سر گردن سے جدا کر دے گا۔ ؎

غیر حق ہر ذرّہ کان مقصود دلتست　　تیغ لا بر کش کہ آں معبود تست

پس دنیا و آخرت میں تیرے ہوا و ہوس بالکل سر نہ اٹھا سکیں گے۔ اور نہ تو ان کی بات کو سوچ سمجھ کر ان کی پیروی کرے گا۔ صرف امر الٰہی کی پیروی کرنا۔ اور اس پر بھروسہ رکھنا اور اس کے قضاء و قدر پر راضی بلکہ فنا ہونا تیرا کام ہوگا۔ اور بس اس لئے اللہ اور امر اللہ کا بندہ ہوگا۔ نہ مخلوق اور ہوا و ہوس کا بندہ۔ جب تجھ میں یہ تمام باتیں کم و بیش موجود ہوں گی۔ تو تیرے دل کے گرد غیرت کے ڈیرہ و خیمہ قائم کئے جائیں گے۔ اور عظمت کی خندق کھودی جائے گی۔ اس وقت جبروت کا غلبہ ہوگا۔ اور تیرے دل کو حقیقت و توحید کے لشکر سے گھیر لیا جائے گا اور بہت سے نگہبان قائم کئے جائیں گے۔ تاکہ شیطان ہوا و ہوس نفسانی و ارادہ باطل و آرزوئے موہوم و دعویٰ غلط جو اکثر بد طینتوں میں پیدا ہو جایا کرتی ہیں۔ اور گمراہیاں جو خواہش ہائے نفسانی سے پیدا ہوتی ہیں دل میں داخل نہ کر سکیں۔ پس اس وقت خلقت تیرے پاس پے در پے آوے گی اور تیرے کمالات پر متفق ہوگی۔ اور تجھ سے حصہ کی طلب ہوگی۔ نور عالم افروز اور روشن نشانیاں کا

حکمتیں اور عجیب و غریب کرامتیں اور محکم خرق و عادات میں ترقی حاصل کریں گے یعنی تیری یہ کرامتیں دیکھ کر وہ لوگ بھی عبادت و مجاہدہ میں کوشش بلیغ کریں گے پر تو بایں ہمہ ہر طرح محفوظ رہے گا۔ اور تجھ میں نفس کا میل نہ ہوگا۔ خواہش اور خود پسندی اور اس کثرت کو دیکھ کر فخر اور بڑائی اور اپنے اس قدر مقبول ہونے پر تیرے مزاج میں متغیر ہرگز پیدا نہ ہوگا۔ اگر تیری تقدیر میں ہے۔ تو تجھے نیک اور خوبصورت بی بی ملے گی۔ اور ساتھ ہی اس کا گذارہ اور مال بقدر کفایت ملے گا۔ اور اس کے عزیزوں اور فریبوں کے شر سے محفوظ رہے گی۔ اور اللہ تعالےٰ کی جانب سے انعام ملے گا۔ کہ تجھ پر اس کا بوجھ نہ پڑے گا۔ وہ انعام جو کفایت کیا ہوا برکت اور سازگاری والا کدورت۔ نجاست۔ دغا۔ خیانت۔ غصہ۔ دشمنی۔ وغیرہ سے پاک و صاف ہوگا۔ پس کیا تیری زوجہ اور کیا اس کے متعلقین سب تیرے تابعدار ہوں گے۔ حالانکہ نہ تجھ پر اس کی مشقت ہو گی نہ اذیت اور اگر اس کے کوئی اولاد ہوگی۔ تو وہ نیک اور صالح ہوگی جس سے دل کو راحت اور آنکھوں کو آرام ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ذکریا علیہ السلام کی بابت فرماتا ہے واصلحنا لہ زوجہ یعنی ہم نے اس کے واسطے نیک و شائستہ بنایا۔ اس کی بی بی کو اور اپنے بندوں کی دعا کے بارے میں فرماتا ہے وھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرت اعین ط اور ہمارے واسطے ہماری بیبیوں اور اولاد سے آنکھوں کو سرد کی بخش اور ہم کو پرہیزگاروں کے لئے امام بنا اور حضرت ذکریا کی حکایت میں فرماتا ہے ویجعلہ رب رضیا اور پسند کر اس کو اے رب میرے پسندیدہ۔ الغرض یہ تمام دعائیں جو ان آیات میں ہیں۔ تیرے حق میں قبول کی جاویں گی۔ خواہ تو نے وہ دعا مانگی بھی نہ ہو کیونکہ ان نعمتوں کے لئے ان کا اہل ہونا بھی ضروری ہے۔ پس جو ان کا اہل اور ہم مرتبہ ہوگا۔ اسی کو یہ نعمتیں بھی عطا ہوں گی۔ پس وہ ہی اہل ہو سکتا ہے۔ جو اس مقام پر قائم اور فضل الٰہی سے مقدر کیا گیا ہو نیز اگر تیری قسمت میں کسی دنیاوی چیز کا ملنا بھی لکھا ہے۔ تو بھی تجھ کو اس حالت میں نقصان نہ دے سکے گا۔ کیونکہ جو کچھ دنیا میں تیرا حصہ ہے۔ وہ تیرا ہی حصہ ہے۔ وہ تو ضرور ملیگا مگر چونکہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل و ارادہ اور حکم سے لیگا۔ اس لئے تو امر کی فرمانبرداری کرنے والا ہوگا

اوران کے لینے پر ثواب کا بھی مستحق ہوگا۔ جیسا کہ فرض نماز وروزہ کا ملتا ہے۔ اور جو تیرے مقسوم کا نہیں ہوگا۔ اس کی بابت حکم ہوتا ہے۔ مستحقین کو یا دوستوں وہمسائیوں میں سے محتاج ہوں اس کو ان کی طرف پھیر دے اس وقت حسب تقاضائے حال تو احوال ظاہر کرے گا اور سُنی ہوئی بات دیکھی ہوئی کے برابر نہیں ہوتی۔ پس جب تو اس امر کا مشاہدہ کرے گا تو صاف وروشن ہو جائے گا۔ نہ اس میں کسی قسم کا میل وغبار ہوگا نہ شک وشبہ پس صبر ہی کو لازم پکڑنا چاہیئے اور خاموش اور پرہیز اور خوفِ خدا اور اس کے در پر پڑا رہنا اور نگوں ساری وچشم پوشی وحیا کو اختیار کرنا چاہیئے تاوقتیکہ نوشتہ تقدیر پورا ہو۔ اور تیرا ہاتھ پکڑ کر تجھ کو پیشوا نہ بنا دیا جائے گا۔ اور تجھ سے سختی ومشقت دور کر لی جائے گی۔ اس وقت فضیلت اور احسانوں کے دریا میں تجھ کو نہلایا جائے گا اور وہاں سے نکال کر نور اور اسرارِ الٰہی اور علم ومعرفت کی خلعت تجھ کو پہنائی جائے گی۔ پس تو نزدیک ہوگا۔ کلام سُنے گا۔ تجھ کو عطا اور تونگری عطا ہوگی۔ اور شجاعت وعظمت ملے گی۔ اور خطاب کیا جائے گا کہ اے بشر آج تو ہماری درگاہ میں صاحبِ مرتبہ اور امانتدار ہے اس مقام پر ذرا حضرت یوسف علیہ السلام کی نسبت خیال کرنا چاہیئے کہ ان کو یہ خطاب فرعون کی زبانی ملا تھا لیکن درحقیقت اس کا کہنے والا خدا ہی تھا صرف فرعون کی تو بولنے کی خدمت تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کو ملک ظاہری یعنی سلطنت مصر عطا فرمائی ساتھ ہی حقیقت علم وقربت وخصوصیت کے بھی ذخائر بخشے قولہ تعالیٰ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْاَرْضِ الْمِصْرِ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ط اور اسی طرح ہم نے زمین میں یوسفؑ کو مرتبہ بخشا۔ اس میں جہاں اس کا جی چاہے رہے۔ اور سلطنتِ نفس کی بابت فرمایا ہے وَكَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ط اور اسی طرح ہم نے یوسف کو عزیز کی عورت کی قربت سے بچایا تاکہ ہم اس سے برائی اور بے شرمی کو دور کریں تحقیق وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہے اور بادشاہی علم ومعرفت کے بارہ میں فرماتا ہے یوسف کی حکایت کے ساتھ ذٰلِكَ مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ یہ اس سے جو میرے

میرے رب نے مجھے سکھایا ہے میں نے اس قوم کا طریقہ چھوڑ دیا جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے پس اے بزرگ صدیق اگر تجھ کو بھی یہ خطاب ہو جائے گا۔ تو علم بزرگ سے ایک وافر حصہ دیا جائے گا۔ اور مبارک باد دیں گے۔ تجھ کو توفیق اور توانائی و حکمت عام اور جزائے حکم نفس وغیرہ ہم ذالک سے اور ان چیزوں کی اللہ کے حکم سے پیدا کرنے کی دنیا میں قیامت سے پہلے اور آخرت میں سلامتی کا گھر ہے۔ اور جنت میں پس نظر کرنا اور اللہ تعالیٰ کی زیادتی اور احسان کے اور اس کی آرزو کی کوئی انتہا نہیں۔

مقالہ ۲۷ قال (رضی اللہ عنہ وارضاہ) نیکی و بدی گویا ایک درخت کی دو شاخیں ہیں جن میں سے ایک شاخ میں میٹھا پھل لگتا ہے۔ اور دوسری میں کڑوا پس تو ان شہر قبل اور ولایتوں کو چھوڑ دے۔ جہاں جہاں پر میوے بھیجے جاتے ہیں۔ اور ان سے دور رہ مگر درخت کے قریب ہو کر ان کی حفاظت اور نگہبانی کر اور خوب شناخت کر کے میٹھی ہی ٹہنی کی جانب ہو جا۔ پس وہی تیری غذا ہو جائے گی۔ مگر جو تلخ پھل سے کھائے گا۔ تو تیری ہلاکت کا باعث ہوگا۔ پس جب تو شیریں پھل کی مداومت کرے گا۔ تو تمام بلیات سے محفوظ رہے گا۔ کیوں کہ آفتیں تو صرف پھل سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور اگر تو اس درخت سے دور ہو گا۔ اور میوے ملے جلے تیرے سامنے آویں گے۔ کہ جن میں شیریں و تلخ کی تمیز نہیں ہو سکتی اور تو ان کو کھا دے گا۔ مگر اتفاقاً تیرا ہاتھ تلخ میوہ پر پڑ جاوے گا۔ اور اس کو چبا جاوے گا۔ پس اس کی تلخی تیرے منہ حلق دماغ اور کل رگوں میں سرائیت کر جائے گی اور اس کے سم آلود اثر سے ہلاک ہو جاوے گا۔ اس وقت اس کو منہ سے اگلنا اور منہ کا دھونا یا جسم سے اس کی تاثیر دفعہ کرنا کچھ فائدہ نہ دے گا۔ اور اگر اتفاقاً اس وقت تجھ کو شہد شیریں بھی مل گیا۔ اور اس کے کھانے سے تجھ کو نفع بھی حاصل ہوا تو یہ نفع تیرے لئے ہمیشہ کے واسطے کافی نہیں ہو سکتا اور تجھ کو پھر بھی کھانے کی ضرورت ہی رہے گی۔ ممکن ہے کہ دوسری دفعہ وہ اتفاق پیش آجائے۔ اور کڑوا پھل ہاتھ لگے اور اس کے چبانے

یا کھانے سے وہی مذکورہ بالا اثر پیدا ہو۔ الحاصل درخت سے دور رہنے میں سراسر نقصان ہے۔ اور اس کے قریب رہنے میں بہتری ہی بہتری ہے۔ پس خیر ہو یا شر دونوں اللہ ہی کی طرف سے ہیں اور وہی اُن کو جاری فرماتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ۔ اور اللہ نے تم کو اور تمہارے عملوں کو پیدا کیا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے کہ اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔ ذبح کرنے والے کو بھی اور اس کو بھی جس کو وہ ذبح کرتا ہے۔ حاصل کلام بندوں کے تمام کمالات و اعمال اللہ ہی کی جانب سے ہیں۔ اور اس نے فرما دیا ہے۔ اُدْخُلُوا الْجَنَّۃَ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ داخل ہو جاؤ بہشت میں اپنے عملوں کے عوض میں۔ سُبحان اللہ وہ کیسا رحیم و کریم ہے کہ عمل کو بندوں کی جانب منسوب کر کے ادخالِ بہشت کی نوید دیتا ہے۔ یہ دینا میں اس کی توفیق اور آخرت میں اس کی رحمت ہے۔ ایک مرتبہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت میں صرف اعمال سے کوئی نہیں جا سکتا کسی نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا آپ بھی نہیں جا سکتے فرمایا ہاں جب رحمت الٰہی شامل حال ہو اور اپنا ہاتھ سر پر رکھا۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں مروی ہے۔ پس جب تو مطیع اوامر و نہی کا صدق دل سے پابند ہو جاوے گا۔ تو اللہ تعالیٰ تجھ کو محفوظ رکھے گا اور شر سے بچا کر اپنا فضل و کرم فرماوے گا۔ اور دینی و دنیاوی بُرائی سے بھی تیری حفاظت فرماوے گا۔ دینی بُرائی کے بارہ میں ارشاد الٰہی ہے۔ یہ آیت پہلے درج ہو چکی ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اسی طرح ہم نے یوسفؑ سے معاملہ کیا۔ تاکہ پھیریں اس سے بُرائی اور بے شرمی کو تحقیق وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہے۔ اور دنیاوی بُرائی سے بچانے کی بابت ارشاد ہے۔ مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ پھر اللہ تعالیٰ تم کو کیوں عذاب دے گا۔ اگر تم شکر کرو یقین کرو۔ شکر گذار مومن بلا کی نسبت عافیت سے زیادہ تر قریب ہے۔ کیونکہ وہ شاکر ہونے کی وجہ سے زیادتی کے محل میں ہے۔ چنانچہ ارشاد

الٰہی ہے لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ اگر تم شکر کرو تو تم کو زیادہ دوں گا۔ درآں حالیکہ قیامت کے روز تیرا ایمان مشعلوں کو جو کل گناہوں کی سزا ہوگی۔ بجھا دے گا۔ بھلا اس دنیاوی آگ کی اس آگ کے سامنے کیا حقیقت ہے لیکن اگر بندہ مجذوبوں کے گروہ سے ہو جو ولایت و بزرگی کے لئے پسندیدہ ہیں۔ تو ان پر بلا کا مسلط ضروری ہے تاکہ اس کی وجہ نجاست ہوا و ہوس و رغبت و خواہش ہائے شیطانی و نفسانی و امید خلق سے دل پاک و صاف ہو جائے۔ اور سب کو دور کر کے کامل العیار کہلائے۔ یہ اس کی آزمائش ہوتی ہے تاکہ سب کچھ دور ہو جائے۔ اور توحید اور معرفتِ الٰہی اور رغبت اور اسرار علوم اور فریب کے انوار سے اس کا دل معمور ہو جائے۔ کیونکہ دل اصل خلقت میں کچھ اس طرح ہے کہ اس میں دو مانی الکیفیت حالوں کا گزرنا نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔ مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ کسی مرد کے پیٹ کے لئے دو دل نہیں بنائے اور فرمایا ہے اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّۃَ اَھْلِھَآ اَذِلَّۃً فَاَخْرَجُوْا الْاَعِزَّۃَ اَنْ یَکْتُبُ الْمَنَازِلَ وَنَعِیْمُ الْعَیْشِ ط کہ جب کسی گاؤں میں بادشاہ چلے جاتے ہیں تو اس جگہ کے سرکش رہنے والے ذلیل و خوار ہو کر نکل جاتے ہیں۔ پس سرکشوں کو خوش منزلوں اور عیش کی نعمتوں سے نکال دیتے ہیں ؎

گر ہمچو من سرمست را در خانہ خود راہ دہی آخر ندانی ایں قدر ایں نشکنم ایں بشکنم

چونکہ قبل ازیں شیطان اور ہوا و ہوس کی حکومت تھی اور اعضاء ان کے حکم سے گناہوں اور بدراہیوں کی جانب مجبوراً حرکت کرتے تھے۔ پس وہ حکومت دفع ہوئی اعضائے حرکت سے باز رہے۔ اور دل کہ منزل گاہ سلطانی تھا۔ خالی ہو گیا۔ اور سینہ کا صحن پاک ہو گیا پس دل میں توحید و معرفت کا قیام ہوا اور سینہ میں ارادت و عجائب کا نزول ہونے لگا۔ یہ جو ثمرہ بلا مصائب و بلاہی کی طفیل ملا۔ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ میں راہ خدا میں تم سے زیادہ عارف اور اس کے خوف میں تم سے بڑھ کر

سخت ہوں۔ کیونکہ جس قدر زیادہ تقرب سلطانی حاصل ہوتا ہے۔ اسی قدر خطرہ اور ڈر بھی بڑھتا جاتا ہے۔ اس لئے وہ تو ہر وقت بادشاہ کی نظروں میں رہتا ہے۔ اور اس کی رفتار گفتار نشست و برخاست تک کا بادشاہ نگران رہتا ہے۔ مگر اس کلام سے کیا فائدہ ہے۔ تجھے کہا جائے گا کہ جب اس کا مرتبہ بڑھے اور درجہ بلند ہوتا تو اس کا خطرہ بھی بڑھ گیا۔ کیونکہ اس پر اس کے فضل اور نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا واجب ہوا۔ اور اس کی خدمت سے روگردانی کرنی گویا شکریہ میں قصور کرتا ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰنسآء النبی من یات منکن بفاحشۃ مبینۃ یضعف لھا العذاب ضعفین ط یعنی اے نبی کی بیبیو تم میں سے جو ظاہر بے شرمی کا کام کرے گی۔ اس کو دوگنا عذاب دیا جائے گا۔ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقربین کے لئے حکم ہے اور یہ ان کے فیض کی صحبت کا اثر ہے تو بھلا اس کا کیا ٹھکانا ہے۔ جو اصل باللہ ہو اللہ تعالیٰ بہت بلند مرتبہ ہے۔ اس میں کوئی چیز نہیں جس سے اس کو تشبیہ دی جا سکے

مقالہ ۲۸ قال رضی اللہ عنہ وارضاہ اگر تیری خواہش ہے کہ دنیاوی آزمائش آسودگی۔ خوشی اور نعمت حاصل ہو تو جاننا چاہیئے کہ ہنوز تو اس بھٹی میں ہے۔ جس میں گداختگی اور نفس کشی اور نفس کے ساتھ جہاد اور مرادیں اور عوض کی ناخواستگی ظہور میں آتی ہے۔ نیز یہ بھی معلوم کرنا چاہیئے۔ کہ ہنوز تجھ میں ان میں سے کچھ اثر باقی ہے۔ پس اسے جلد بازاور منتظر آہستہ چل اور جلدی نہ کر تا وقتیکہ مرادوں اور آرزوؤں کو دور نہ کر دے گا منزل مقصود تک نہ پہنچ سکے گا۔ اگر ایک ذرہ بھی باقی ہے۔ تو بھی مکاتب غلام ہے اور قرب و جوار سے روکا ہوا ہے۔ واضح کہ اگر کھجور کی گٹھلی کے برابر بھی دنیا تجھ پر باقی رہ گی تو وہی تیری آرزو سمجھی جائے گی۔ حتیٰ کہ محبت کے ساتھ کسی چیز کو دیکھنا اور کسی دنیاوی اور اخروی غرض پر نظر طمع ڈالنا بھی اس امر کا شاہد ہے۔ کہ تو فنا کے دروازے پر کھڑا ہے۔ پس اس وقت تک صبر کر کہ بالکل فنا ہو جاوے اور بیش بہا پوشاک زیور

پہنا کر اور خوشبو لگا کر اس جلیل القدر بادشاہ کی جانب اٹھا لیا جاتے اور تجھ کو خطاب ہو کہ تو ہمارے حضور میں امانت دار اور صاحب مرتبہ ہے۔ پھر تجھ پر لطف عنایت الٰہی کا نزول ہو۔ اور فضل کے ساتھ کھلایا پلایا جاتے۔ تقرب الٰہی حاصل ہو۔ اور اسراروں سے مطلع کیا جاتے۔ ان نعمتوں کی وجہ سے تجھ کو ہر شے سے بے پرواہی ہو جاتے گی ایک مثال سُن۔ دیکھ ایک سونے کا ٹکڑا ہی ہے۔ جب تک وہ رکھ نہیں چھوڑا جاتا۔ اس وقت دست بدست مارا مارا پھرا کرتا ہے۔ کبھی کسی کے ہاتھ میں ہے۔ کبھی کسی کے کبھی عطاروں کے پاس گیا۔ ان سے کنجروں نے لیا۔ کنجروں سے قصائی کے گیا۔ وہاں سے بھاڑ پر گیا۔ اس سے بھنگی کے پاس پہنچا۔ غرضیکہ اسی طرح نیک و بد اچھے بُرے اور ادنےٰ اعلیٰ لوگوں کے پاس آتا اور جاتا رہا۔ اور اس کے بعد اکٹھا ہو کر سُنار کی بھٹی میں ڈال کر گلایا گیا۔ اس میں سے نکال کر ہتھوڑوں سے کوٹا گیا۔ اور ملائم و صاف کئے جانے کے بعد زیور بنایا گیا تب اس کو جگہ ملی۔ خوشبو اس کو لگتی ہے مقفل مقامات میں بصد حفاظت رکھا جاتا ہے۔ خزانہ اس سے پُر کیا جاتا ہے۔ حسینوں اور دلہنوں کی آرائش کرتا ہے۔ اور بعض اوقات بیگموں اور جلیل القدر بادشاہوں کی بیبیوں کا سنگھار ہوتا ہے۔ جانتے غور ہے کہ وہی سونے کا ٹکڑا جو بھنگی چماروں کے ہاتھ میں مارا مارا پھرتا تھا کیسا جلیل المراتب ہو گیا۔ کہ سلطانی تاج کو زینت دی۔ مگر یہ مرتبہ اس کو اس وقت حاصل ہوا کہ جب وہ گلایا گیا۔ اور کوٹا گیا۔ اسی طرح اگر مرد مومن قضا و قدر پر راضی رہے گا۔ تو تقرب الٰہی حاصل ہو گا۔ اور معرفت و علم و اسرار کا اس کو علم عطا ہو گا اور آخرت میں اس کا مقام صلحا اور شہدا کے ساتھ جنت اور اللہ تعالےٰ کی ہمسائیگی میں ہو گا۔ لہٰذا صبر کرنا اور شکایات کا ری کو ترک کر کے قضا و قدر پر راضی رہنا واجب ہے اس پر تہمت نہ لگانی چاہیئے۔ تاکہ اس عضو کی سردی محسوس ہو اور اس کی معرفت و رحمت و مہربانی و کرم و احسان کی حلاوت حاصل ہو"

مقالہ ۲۹ قال رضی اللہ عنہ وارضاہ **بقول** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والفقر ان تکون کفرا یعنی فقر کفر کے بھی قریب ہے اور یہ اس طرح پر کہ بندہ کو اللہ تعالےٰ کے ساتھ ایمان ہوتا ہے۔ وہ اپنے تمام کاموں کو اللہ تعالےٰ کے سپرد کرتا ہے۔ اس کا اعتقاد ہوتا ہے، کہ اللہ ہی کی جانب سے روزی کی آسانی ہوتی ہے۔ اور جو کچھ اس کو ملا ہے وہ اس کو ملنا چاہیئے تھا۔ اس کا اعتقاد یہی ہوتا ہے کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ اس کو نکلنے کا راستہ بتا دیتا ہے۔ اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے۔ جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہو، اور جو اللہ پر توکل کرتا ہے، وہ اس کو کافی ہے، یہ تو وہ عاقبت کی حالت میں کہتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اس کو یکایک مبتلائے مصائب و بلا کر دیتا ہے، پس اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ فقر کفر بھی ہو جاتا ہے، اور ثابت بھی جاتا ہے مگر جس پر کرم اللہ کا نازل ہوتا ہے۔ اس سے سختی کو دور رکھتا ہے، اور اس کو عاقبت اور تونگری عطا فرماتا ہے، ساتھ ہی اس کو ادائے شکریہ کی توفیق دیتا ہے اور مرتے دم تک اللہ کی یہ عنایت اس کے ساتھ جاری رہتی ہے۔ ہاں جس کو اللہ اللہ تعالےٰ اور نشہ میں ڈالنا چاہتا ہے۔ اس کی بلا دائمی کر دیتا ہے جس کی وجہ سے اس کے ایمان کو امداد نہیں ملتی۔ اور وہ اللہ تعالےٰ پر اعتراض اور تہمت لگانے کی وجہ سے کفر کرتا ہے، وہ شک کرتا ہے، اور آیاتِ قرآنی کا انکاری ہو کر اپنے خالق سے ناراض ہو کر مرتا ہے، جس کی جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے (یعنی تحقیق تمام لوگوں سے زیادہ عذاب والا بروز حشر وہ شخص ہوگا جس کے لئے اللہ تعالےٰ فقر اور عذاب آخرت کو جمع کرے، اور اسی کو منسی (یعنی فقر اللہ سے فراموش کرنے والا) کہتے ہیں، جس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی پناہ مانگی ہے

امر سوم وہ ہے کہ اللہ تعالےٰ جس کی بزرگی چاہے، اس کو اپنے خواصوں اور دوستوں و یاروں سے لے کر اس کو وارث الانبیاء کا معزز خطاب عطا فرماوے، اور

ولیوں کا سردار کرے، اس کو بزرگ بندوں علما حکما، وشفاعت کرنے والوں سے کرے اور بندوں کے لئے کو توال و معلم بنائے کہ وہ مخلوق کو ہدایت کرے، اور ہلاکت کے راستہ سے تنبیہ کرے تاکہ ان سے بچیں پس اللہ تعالےٰ ان کی جانب صبر کے پہاڑ اور رضا و رغبت اور موافقت و فضل الٰہی میں فنا ہو جانے کے دریا بھیج دیتا ہے، اور اپنی بخشش و عطا اور اس کا تدارک عطا فرماتا ہے، اور ناز و نعمت سے اس کو پرورش کرتا ہے۔ رات ہو یا دن جلسہ ہو یا تخلیہ ظاہر ہو یا باطن وہ اپنے الطاف و عطایا کو اس پر متصل و پے در پے مرتے دم تک نازل فرماتا رہتا ہے۔"

مقالہ ۳۰ قال رضی اللہ عنہ وارضاہ، تو کہتا ہے کہ کیا عمل کروں اور میرے لئے کون سا کام ہے، پس تجھ کو چاہئے کہ جب تک تجھ کو کشادگی آوے اپنے ہی مقام پر ٹھہرا رہ اور اپنی حد معین سے قدم آگے نہ بڑھا چنانچہ ارشاد الٰہی ہے اِصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ ط اے مومنو صبر کرو اور سہارا اور گھوڑے وغیرہ باندھے رکھو، اور اللہ تعالےٰ سے ڈرو پس تجھ کو اللہ تعالیٰ نے صبر و سہارے اور دل باندھنے اور اس کی حفاظت و ملائمت کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور اس کے ترک کرنے سے ڈرایا ہے مطلب یہ کہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو کیونکہ ہر طرح کی سلامتی صبر ہی میں ہے جیسا کہ ارشاد رسول اللہ ہے اصبر من الایمان کالراس من الجسد ایمان میں صبر ایسا ہے جیسا کہ جسم کے لئے سر۔ اور ارشاد ہے:۔ لکل شیئ توبہ بمقدارہا لاثواب الصبر اجرھم بغیر حساب غیر مقتدر (ہر ایک چیز کا ثواب کا اندازہ مقرر کے ساتھ ملتا ہے، مگر صبر کا ثواب بے اندازہ ہے) جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب۔ صابروں کو ان کے صبر کا ثواب پورا دیا جاوے گا بغیر حساب کے، پس تو اللہ سے ڈر کر حدود اور صبر کی حفاظت کرے گا، تو وہ تجھ کو اپنے وعدوں کے موافق عطا فرماوے گا۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ حیث لا یحتسب۔ جو کوئی اللہ سے ڈرے گا۔ اللہ اس کے نکلنے کا راستہ بنا دے گا۔ اور اس کو وہاں سے رزق دیا جاوے گا۔ جہاں سے ان کو گمان بھی نہ ہو اور اس وقت صبر کرنے سے کشائش اور خلاصی آوے جو انسان متوکلوں سے ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ ویتوکل علی اللہ فھو حسبہٗ اللہ پر جو کوئی توکل کرے پس اس کو کافی ہے، اور صبر و توکل کے ساتھ محسنوں میں سے ہو جاتا ہے، اور اس حالت میں اللہ نے جزا کا وعدہ فرمایا ہے۔ کہ ہم اس طرح احسان کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں اور اللہ تجھ سے محبت فرماتے گا" کیونکہ ارشاد ہے کہ تحقیق اللہ محسنوں سے محبت کرتا ہے، حاصل کلام دنیا میں ہو یا آخرت میں صبر ہر ایک قسم کی نیکی کا امر ہے اور اس سے مومن ترقی کر سکتا ہے رضا و موافقت کے حال کی جانب اور اس کے بعد افعال نہی میں فنا ہونے کی طرف ابدالیت اور غوثیت کی حالت میں، پس اس حال اور ترقی مقام کے ترک کرنے سے احتراز کر، کیونکہ اگر اس کو ترک کر دے گا، تو دنیا و آخرت میں محروم اٹھے گا" اور دونوں جہاں کی بہتری جاتی رہے گی۔

مقالہ ۱۳ قال رضی اللہ عنہ وارضاہ جب تو اپنے دل میں کسی کی جانب بغض یا محبت سے دیکھے تو اس شخص کے اعمال کو قرآن اور سنت سے موازنہ کر اگر اس کے اعمال از روئے قرآن و حدیث ناپسندیدہ ہیں، اور تجھ کو اس سے دشمنی ہے تو تجھ کو قرآن اور سنت کے موافق ہونے سے خوش ہونا چاہیئے۔ اگر اس کے نیک ہوں تو تجھ کو جاننا چاہیئے کہ تو نفسانیت سے اس کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اور اس وجہ سے تو اس کے لئے ظالم ہے، اور گویا اللہ و رسول و رسول کا نافرمان اور ان سے مخالفت کرنے والا ہے، اس سے توبہ کر اور اس شخص کو بلکہ ان تمام شخصوں سے جو اللہ کے پیارے ہیں۔ محبت کرتا تو اللہ سے موافقت کرے ے

خیال بسے چشم در آئند و بگزرند آں شوخ دیگر اندر سینہ جا کنند

اور جس کی محبت تیرے دل میں ہے، اس کی نسبت بھی یہی فیصلہ کر اگر اس کے اعمال کتاب و سنت کے موافق ہیں تب اس سے بے شک محبت کر اور اگر مخالف ہیں" تو اس کو دشمن سمجھ اور اپنی نفسانیت سے نہ کسی سے دشمنی کر نہ محبت چنانچہ ارشاد الٰہی ہے تتبع الھوی فیضلك عن سبیل اللہ کہ ہوا کی پیروی چھوڑ کیونکہ وہ تجھ کو صراط مستقیم سے گمراہ کر دے گی۔

مقالہ ۳۲ قال رضی اللہ عنہ و ارضاہ تو کہتا ہے کہ جس سے میں محبت کرتا ہوں وہ ہمیشہ قائم نہیں رہتے کیونکہ ہمارے درمیان میں موت یا عداوت حائل ہو جاتی ہے اگر مال ہو تو چوری ہو جاتا ہے یا چھن جاتا ہے، پس جاننا چاہئے اب خدا کے محب اور اسے وہ شخص جس کے ساتھ اللہ نے عنائی فرمائی ہے اور جس کی جانب نظر مہربانی فرماتی ہے اور جس کے واسطے غیرت کی گئی ہے کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ بڑی غیرت والا ہے۔ اس نے تجھ کو اپنے لئے پیدا کیا ہے۔ مگر تو دوسرے کا ہونا چاہتا ہے کیا تو نے ارشاد الٰہی نہیں سنا وہ فرماتا ہے یحبھم و یحبونہ وہ ان کو دوست رکھتا ہے، جو اس کو دوست رکھتے ہیں اور فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی ہی عبادت کے لئے پیدا نہیں کیا ہے اور کیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں سنا اذا احب اللہ عبدا ابتلاہ فان صبر واقتناہ یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے۔ تو اس کو سختی میں ڈالتا ہے، پس اگر وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اس کو ذخیرہ کر لیتا ہے کسی نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس لفظ ذخیرہ سے کیا مراد ہے بذولہ مال و ولدانہ تو اس کے پاس مال چھوڑتا ہے نہ اولاد کیونکہ اگر اس کے پاس مال و اولاد ہوگا۔ تو وہ ان سے محبت کرے گا اور وہ محبت جو اس کو اللہ سے ہے"

تقسیم ہو جاتے گی۔ اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر کم ہو جاوے گی، اور دوسروں کے ساتھ مشترک ہو جاتے گی حالانکہ اللہ تعالےٰ کو شرک بالکل پسند نہیں ہے وہ صاحب غیرت ہونے کے ساتھ ہی قادر مطلق اور غالب کل بھی ہے اس لئے وہ اپنے شرک کو ملاک برباد کر دیتا ہے، تاکہ بغیر شرکت کے بندہ کا دل صرف اپنے ہی لئے مخصوص کرے پس اس وقت اسکا قول کہ وہ ان سے محبت رکھتا ہے۔ اور وہ ان سے محبت کرتے ہیں پورا ہو گا۔ حتیٰ کہ جب وہ کل شریکوں سے خواہ وہ سرداری ہو یا حکومت منزل ہو یا مقام بہشت ہو درجات قرابت ہو نزدیکی وغیرہ کے طلب سے دل پاک وصاف ہو جائے گا اور دل میں کوئی ارادہ و آرزو باقی نہ رہے گی۔ اور سوراخ دار برتن کی مانند ہو جاتے گا، جس میں کوئی رقیق اور سیال چیز نہیں ٹھہر سکتی، اور اس میں کوئی ارادہ مستحکم نہ ہو سکے گا۔ اس لئے کہ وہ دل فضل الٰہی سے ٹوٹ چکا ہے۔ اور جب کوئی ارادہ پیدا ہو گا تو فضل الٰہی اور غیرت خدا سے ٹوٹ جاتے گی، پس گویا اس کے گرد ہیبت اور عظمت و جبروت کے ڈیرے گاڑے گئے اور ان کے گرد غلبہ و بزرگی کی خندق کھودی گئی، جن کی وجہ سے دل میں کسی قسم کا ارادہ آ ہی نہیں سکتا پس اس وقت دل کو اسباب یعنی مال و زر آل و اولاد و دوست و احباب کرامتیں و حکمتیں اور عبادتیں وغیرہ کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں، کیونکہ یہ سب چیزیں دل سے باہر ہوں گی، اور اس وجہ سے اللہ تعالےٰ غیرت نہ کرے گا، بلکہ یہ سب کچھ بندہ کے لئے اس کی جانب سے کرامت مرحمت ہو گی اور ساتھ ہی نعمت و لطف و رزق کو نفع بھی ہو گا۔ اور اس وجہ سے اس کو بزرگی ملتی ہے۔ اور بزرگی کے لئے رحم اور ان کی حفاظت ہوتی ہے اور اس طرح وہ اس کے لئے بدرقہ اور کوتوال دنیا و آخرت میں شفیع ہو جاتا ہے

مقالہ ۳۳ قال رضی اللہ عنہ وارضاہ آدمی کی چار قسمیں ہوتی ہیں ایک تو اس قسم کے ہوتے ہیں، کہ ان کی زبان ہوتی ہے نہ دل اور وہ عامی اور غبی اور دوسری

قسم کے ہیں، اللہ کے پاس وہ کسی شمار میں نہیں اور نہ ان کے لئے کوئی بہتری ہے مگر جو اللہ اس پر رحمت نازل فرماوے اور اپنے اوپر ایمان لانے کی ہدایت کرے، اور اپنی طاقت سے ان کے اعضا کو تحریک دے۔ پس ڈرنا چاہیئے اور بچنا چاہیئے کہ کہیں ان میں نہ ہو جاتے کیونکہ ان کا کوئی اعتبار نہیں اور وہ غضب اور ناراضگی کے قابل ہیں، ان کا مقام دوزخ ہے اور خدا اس سے بچاوے لیکن اگر تو عالم یا ہادی یا پیشوائے قوم ہے تو ان سے بے شک مل اور ان کو راہ الٰہی پر لانے کی کوشش کر اور ان کو اللہ کی نافرمانی سے ڈرا، اس وقت تو اللہ کے نزدیک بہادر عالم ہوگا۔ اور تجھ کو رسولوں اور نبیوں کا ثواب ملے گا، جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ تیری تعلیم سے کسی مرد کو ہدایت کرے تو یہ امر تیرے لئے کل چیزوں سے جن پر سورج چڑھتا ہے بہتر ہے، اور دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں کہ ان کی زبان تو ہو مگر دل نہ ہو یعنی لوگوں کو نصیحت کرتے پھریں مگر خود اس پر عمل نہ کریں، دوسروں کو اللہ کی جانب بلاویں اور خود بھاگیں۔ دوسرے کے عیوب کو بُرا سمجھیں اور اپنے عیبوں پر خیال بھی نہ کریں، لوگوں میں اپنی عبادت و سقاہت ظاہر کرے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتا رہے اور خلوت میں گویا انسان کی صورت میں بھیڑیا ہو ایسے شخص سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی ڈرایا ہے، ارشاد ہے کہ میری اُمت میں زیادہ تر خوفناک بُرے علماء ہیں، خدا ان سے بچائے، پس ان سے دور رہنا اور گریز کرنا ہی بہتر ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی شیریں زبان تجھ کو پھانس لے اور اس کی نافرمانیوں کی آگ تیرے لئے وبال جان ہو، اور اس سے باطن کی سراند تجھ کو ہلاک کر دے تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں کہ ان کے دل تو ہوں مگر زبان نہ ہو، اور یہی مومن پاک دین ہیں اللہ تعالےٰ نے ان کے تیئس

دامن رحمت کے سایہ میں لے لیا ہے اور اپنی رحمت اس پر نازل فرمائی ہے۔ اور اس کو بینا کر دیا ہے تاکہ اپنے عیوب دیکھ سکے اس کا دل منور ہے اور عوام کی صحبت کی سختیاں اور زبان قدرت سے اللہ تعالیٰ نے اس کو اطلاع بخشی ہے اور وہ جانتا ہے کہ وہ خاموشی اور عزلت میں ہی بہتر شے ہے جیسا کہ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو کوئی چپ ہو اس کی نجات ہوئی اور فرمایا ہے کہ عبادت کے دس حصے ہیں جن میں سے نو خاموشی میں ہیں پس اس قسم کا آدمی اللہ کا دوست ہے اور اس کے رازوں میں زیادتی عقد کے ساتھ محفوظ کیا گیا ہے تمام دنیا کی بھلائی اس کے پاس ہے پس اسی کی صحبت اختیار کرنا بہتر ہے، یعنی اس کی خدمت کر دوستی رکھ اور حاجت برلا اس کو نفع پہنچا تاکہ اللہ اس کی طفیل میں تجھ کو بھی اپنے دوستوں میں داخل فرماوے اور چوتھی قسم کے وہ لوگ ہیں جن کی زبان بھی ہو اور دل بھی اور یہ وہ لوگ ہیں، جن کو ملکوت میں عظمت کے بلایا جاتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس نے علم سیکھ کر اس پر عمل کیا اور دوسروں کو بھی سکھایا۔ ان کو ملکوت میں عظیم کہتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی امانت کے عالم ہیں، اللہ تعالےٰ نے ان کے دل میں علم کے عجائبات امانت رکھے ہیں اور ان کو ان اسراروں سے آگاہ کیا گیا ہے۔ جو دوسروں سے پوشیدہ ہیں اور ان کو منتخب اور برگزیدہ کیا ہے، اور اپنی جانب کھینچا ہے، ان کو ہدایت دی ہے اور اپنی طرف ترقی عطا فرمائی ہے، ان کے سینہ کو رازہائے خفی اور علوم کے لئے کھولا ہے ان کو بہت کچھ عطا فرمائی ہے، وبندوں کو نیکی کی طرف بلاتے ہیں، اور ان ڈراتے ہیں اور خدا کی ذات وصفات میں دلائل سے ثبوت دیتے ہیں اور وہ ہدایت کرنے والے ہیں اور ہدایت کئے گئے ہیں۔ وہ شفاعت کرنے والے ہیں اور شفاعت کئے گئے ہیں وہ سچے ہیں اور سچ ہی بولتے ہیں اور وہ نائب رسول وارث الانبیاء ہیں۔ انسان کے لئے یہ درجہ اخیری ہے

جس سے بالاتر سوائے نبوت کے کوئی درجہ نہیں، پس تو اسی سے چمٹ جا اور اس سے علیحدہ ہونے اور بھاگنے یا دشمنی کرنے کی کوشش مت کر ایسا نہ ہو کہ تو اس کی بات قبول نہ کرے اور اس کی نصیحت پر کان نہ دھرے جو وہ کہتا ہے اس میں سلامتی ہے اور دوسری باتوں میں ہلاکت و گمراہی بھری پڑی ہے، مگر اللہ تعالیٰ جس کو توفیق عطا فرماوے اور رامتی و رحمت سے اس کی امداد کرے، میں نے لوگوں کی یہ تقسیم کر دی ہے اب صاحبِ فہم و ذکاء ہونا شرط ہے تاکہ اپنے نفس کو بچائے اور اس پر شفقت کرنے والے کو پہچان لے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس چیز کی جانب جس کو وہ دوست رکھتا ہے، ہدایت کرے۔"

مقالہ ۳۴ قال رضی اللہ عنہ وارضاہ اللہ تعالیٰ کی طرف تیرا کتنا بڑا غصہ ہے تو اس کو بخل سے متہم کرتا ہے اس پر اعتراض کرتا ہے ظالم خیال کرتا ہے تو اس کو سختی و بلا سے دور کرنے اور رزق و تونگری میں اس کی جانب سے دیر ہونا سمجھتا ہے، اے شخص کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ ہر وقت کیلئے ایک نوشتہ ہے اور ہر مصیبت و بلا کیلئے ایک وقت معین جس سے آگے ہو سکتی ہے نہ پیچھے بلا وقت بلکہ عاقبت کا وقت نہیں ہو سکتا۔ فقر کی حالت تونگری سے نہیں بدل سکتی، پس تجھ کو با ادب رہنا چاہیئے اور خاموشی و رضا و صبر کے ساتھ اللہ کی موافقت پکڑ اور اس پر غصہ ہونے اور اس کے کاموں میں تہمت لگانے سے تائب ہو کیونکہ درگاہ الٰہی میں بغیر گناہ اور موافق طبیعت کے حق میں پورا کرنا اور بدلہ لینا جیسا کہ عام طور سے بندوں میں باہم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ واحد مطلق اور ازلی ہے اس نے تمام چیزیں بنائی ہیں اور مصلحتیں اور خرابیاں بھی اسی کی پیدا کی ہوتی ہیں، ان کی ابتدا بھی معلوم ہے اور انتہا بھی وہ اپنے کام حکمت اور اپنی صنعت میں مضبوط ہے اس کے کام میں تناقص نہیں ہوتا اور اس کا کوئی کام بے فائدہ نہیں ہوا کرتا۔ اس نے کوئی شے صرف کھیل کے لئے پیدا نہیں کی ہے۔ پس

اس کے کام میں ملامت کرنی جائز نہیں اگر تو اس کی موافقت و رضا اور اس کے فعل میں فانی ہونے سے عاجز ہے، تو سختی کے دور ہونے کا منتظر رہ حتےٰ کہ فرشتہ رحمت اپنی مدت مقررہ پر پہنچ جاتے اور ہر حالت میں اپنی ضد سے مدت مقررہ کے گزرنے کی خبر کرتی ہے، مثلاً جاڑے کا گزرنا گرمی کے آنے کی دلیل ہے، اور رات کا ختم ہونا دن کے نکلنے کا ثبوت ہے، مگر جب تو عشا کے وقت آفتاب کی روشنی کا خواستگار ہو تو تیری یہ آرزو بر آنی محال ہے بلکہ ہر لحظہ تاریکی بڑھتی ہی جاوے گی حتےٰ کہ اس کی مدت پوری ہو اور صبح کی نورانی کرنیں دنیا کو منور کر دیں۔ اس وقت خواہ تو اس کو طلب کرے یا اس سے بیر سے دل میں کراہت ہو اور تو پھر رات ہونے کا خواستگار ہو، مگر تیری یہ خواہش ہرگز پوری نہ ہو سکے گی۔ اور اس وقت تجھ کو غصہ آوے گا۔ اے شخص اپنی اس بے محل طلب سے درگزر کر اور اللہ کے حکم سے موافقت کر اور صبر کو اختیار کر جو کچھ تیرا ہے وہ گزیز نہ کر تجھ کو ضروری ملے گا۔ بقولیکہ ؎

گر ستانی بہ ستم مے رسد

مگر جو تیرا نہیں ہے وہ تجھ کو ہرگز نہ مل سکے گا۔ میں اپنی قسم کھاتا ہوں کہ جب تو عبادت و ریاضت کے ساتھ تضرع و زاری سے دعا کرتا ہے، اس کے قول کے موافق مجھے پکارو، میں تمہارے واسطے اجابت کروں اور اللہ سے اس کا فضل مانگو وغیرہ ہم ذالک۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں کی اس دعا کو قبول فرماتا ہے، مگر وقت مقررہ کے ساتھ اور کہ تیرے لئے اس میں دینی و دنیاوی مصلحت ہو بالقضاء الٰہی اور اس کی مدت کے ختم ہونے کے موافق بڑھ جاتے تاخیر اجابت کی وجہ سے اس پر تہمت نہ لگا۔ تو فرضاً اگر اس سے فائدہ بھی نہ ہوتا تو نقصان بھی نہ ہوگا اور اگر دنیا میں قبولیت کا ظہور نہ ہوگا۔ تو آخرت کو ثواب عطا فرماوے گا۔"

پس یہ تحقیق حدیث شریف میں وارد ہے کہ بندہ قیامت کے روز اپنے نامۂ اعمال میں اس قسم کی نیکیاں دیکھے گا۔ کہ ان کو شناخت بھی نہ کر سکے گا۔ پس اس کو کہا جائے گا کہ یہ دنیا میں تیرے سوال کرنے کا عوض ہے، جن کی دنیا میں قضا مقدار نہ تھی (یعنی دنیا میں تیری قسمت کی نہ تھی) یا تو اس کے موافق ہوگا۔ کہ تو اپنے خالق کے لئے ذاکر ہوگا اور مواحد۔ تو سوائے اس کے کسی سے سوال نہ کرے گا۔ اور حاجت کو سوائے اس کے کسی کے سامنے پیش نہ کرے گا۔ اور صحت و بیماری تنگی و نعمت و سختی و نرمی وغیرہ میں دو حالتوں کے درمیان میں ہوگا۔ یا تو سوال سے رک جاتے گا اور رضا اختیار کر کے اس کے فعل میں فانی ہو جائے گا جیسا کہ میت کا غسال کے ہاتھ اور بچہ دایہ کے ہاتھ میں اور گیند کا چوگان باز کے ہاتھ میں اختیار ہوتا ہے پس تقدیر حسب منشا اس کو گردش کر دے گی اگر قسمت میں نعمت ہوگی تو شکر و ثنا کرے گا اور اس سے بخشش اور بھی زیادہ ہوگی تو صبر و رضا اختیار کرے گا۔ تو وہ بھی تیری امداد فرما دے گا اور مہربانی کرے گا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ترجمہ:۔ تحقیق کہ اللہ صابروں کے ساتھ ہے کیوں نہ ہو درحالیکہ وہ صابر خود اللہ تعالیٰ کا مددگار ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے قدموں کو ثابت رکھے گا۔ پس جب تو نفس و ہوا کی مخالفت میں اللہ پر اعتراض نہ کرے اور اپنے حق میں اس کے فعل پر غصہ نہ کرے تو اللہ تعالےٰ تیری امداد کرے گا۔ تو تو جہاد کرنے والا ہوگا۔ اور فی سبیل اللہ اپنے نفس پر تلوار اٹھانے والا بنے گا۔ کہ جب تو اپنے کفر و شرک و رعونت سے حرکت کرے، تو تو اس کے سر کو قلم کرنے اور اللہ تعالیٰ کی موافقت کرنے اور اس کے فعل و وعدہ کی جانب اطمینان کرنے وعدہ الٰہی کے ساتھ راضی رہنے سے اللہ تیرا مددگار ہوگا۔ چنانچہ

اس کی رحمت کے واسطے اسی کا یہ ارشاد ہے۔ اور خوش خبری دی صابروں کو جو مصیبت پہنچنے کے بعد کہتے ہیں۔ کہ تحقیق ہم اللہ کے ہیں اور ہم اس کی جانب رجوع کرنے والے ہیں، ان لوگوں پر اللہ کی طرف سے درود اور برکتیں اور رحمت ہے، اور وہی ہدایت پانے والے ہیں، اور دوسری حالت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی جانب تضرع وزاری سے دعا کرلے۔ صرف اس کی بزرگی اور اس کے حکم کی بجا آوری کے لیے اور اس بیس شے کو اس کے موقعہ میں رکھنا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے سوال کرنے اور دعا مانگنے کے لئے حکم فرمایا ہے۔ اور وہ سوال و دعا تیرے حق میں موجب راحت بنائی ہے گویا وہ دعا تیری جانب سے اس کے حضور میں ایک فال کی مانند ہوتی ہے اور اس سے ملنے کا وسیلہ ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قبولیت کے وقت کے آنے تک اس سے خفگی اور ناراضگی نہ ہو۔ اگر دیر نہ ہو تو دو حالتوں کے درمیان میں اعتبار کر اور ان کی حدود سے آگے قدم نہ بڑھے کیونکہ عبادت و تقرب الٰہی میں کوئی اور حالت نہیں ہے پس تو ان ظالموں میں ملنے سے جو حد سے بڑھ گئے ہیں۔ اعراض کر ورنہ اللہ تجھ کو ہلاک کر دے گا۔ اور اس کی مطلق پرواہ نہ کرے گا۔ جیسا کہ اس نے اگلی امتوں کو دنیا میں مبتلائے بلا کر کے اور آخرت میں عذاب دے کر ہلاک کیا۔ میں اللہ تعالےٰ کو جو بزرگ ہے یاد کرتا ہوں۔ اے میرے حال کے جاننے والے تجھ ہی پر میرا اعتماد ہے۔"

مقالہ ۳۵ قال رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ پرہیزگاری کو کبھی ہاتھ سے نہ دے اور جان لے کہ ہلاکت تیرے گلوبند سے لپٹی ہوئی ہے۔ تجھے اس سے ہرگز نجات نہ ملے گی۔ مگر ہاں اس وقت کہ اللہ تعالےٰ تجھ کو اپنے طور پر

رحمت میں لے لے۔ حدیث مروی میں یہ تو ثابت ہو ہی چکا ہے کہ دین کا رار
بہ تحقیق پرہیز گاری ہے، اور اس کی بربادی طمع ہے۔ اور یہ تحقیق ہے کہ جو چراگاہ
کے گرد گھومے گا وہ اس میں داخل بھی ہو جائے گا جیسا کہ اگر کوئی جانور کھیت کے
وٹوں پر چرے گا۔ تو وہ ضرور اس کھیت میں بھی منہ مارے گا۔ حضرت عمر رضی
بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ہم حرام کے خوف سے حلال کے بھی
تو حصے چھوڑ دیتے ہیں، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے۔
کہ بخوف گناہ ستر دروازہ حلال کے ملنے سے بھی ترک کر دیتے ہیں، یہ اس لئے
کرتے تھے کہ حرام کی نزدیکی سے بھی بچیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
اس قول کی پابندی کریں۔ واضح ہو کہ ہر ماہ بادشاہ کے لئے چراگاہیں ہیں اور
اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں۔ پس اگر کوئی اس کے گرد آوے
گا۔ تو وہ ضرور تھوڑی دیر کے لئے اس میں پڑ جاوے گا۔ اگر کوئی شخص بادشاہ
کے قلعہ میں داخل ہوتے اور ایک دروازہ سے گزر کر دوسرے پر اور
دوسرے سے گزر کر تیسرے پر اور تیسرے سے گزر کر چوتھے پر جو در خاص
ہے۔ اور محل شاہی کا دروازہ ہے پہنچ جاوے تو وہ اس سے بہتر ہے جو
ہنوز پہلے دروازے پر کھڑا ہے۔ کیونکہ اب اگر تیرا دروازہ بھی بند کر لیا جائے
تو اس کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ بخلاف دوسرے کے اگر پہلا دروازہ بھی
بند کر لیا جائے تو وہ میدان میں کھڑا رہ جاوے۔ اور وہاں اس کو بھیڑیئے
اور دشمن پکڑ لیں، اور تو ہلاک ہو جائے۔ اسی طرح اگر کوئی عزیمت
کے رستہ پر چلے۔ اور اس سے ملازمت کرے۔ تو اگر اس سے توفیق
اور اعانت بھی چھین لی جائے تو رخصتوں میں پڑ جائے گا اور شرع سے
خارج نہ ہوگا۔ اگر وہ اسی حالت میں مر بھی گیا۔ تو طاعت اور عبادت میں

ہوگا اور اس کے لئے نیک عملوں کی شہادت دے دی جائے گی۔ لیکن اگر کوئی رخصت ہی کے ساتھ ٹھہرا رہا اور آگے عزیمت تک بڑھا اور اس کی توفیق چھین لی گئی اور امداد قطع کر دی گئی تو اس پر خواہش ہائے نفسانی غالب ہو جائے گی پس وہ حرام میں پھنس کر شرع ہی سے نکل جاوے گا اور شیطان کے گروہ میں مل کر اللہ تعالےٰ کے دشمنوں میں سے ہو جائے گا۔ اور جو شرط ہدایت سے گمراہ ہیں اگر اس حالت میں ان کو نیند آگئی اور توبہ نہ کر سکے تو وہ ہلاک ہونے والوں میں شامل ہو جائیں گے۔ سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمتوں کے ساتھ بچا لے حاصل کلام یہ کہ تمام خطرہ رخصتوں کے ساتھ قیام کرنے میں ہے اور ہر طرح کی سلامتی عزیمت کے ساتھ قیام کرنے میں ہے۔

مقالہ ۳۶ قال رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ آخرت کو اپنا راس المال سمجھنا چاہیئے اور دنیا کو اس کا منافع پس اوّل تو اپنا وقت راس المال یعنی آخرت حاصل کرنے میں صرف کر اور جب کچھ اس سے بچے تو منافع یعنی حصول معاش کی کوشش کر اور بخلاف اس کے دنیا کو راس المال اور آخرت کو اس کا نفع خیال نہ کر مطلب یہ کہ ایسا ہرگز نہ کر حصول دنیا میں کل وقت صرف کرے اور بجا کہے وقت آخرت کے کام میں بھی لگاوے مثلاً پانچ وقت کی نماز کیا پڑھے ایک بگاڑ سی ڈال دے نہ رکن ہوں نہ واجب نہ رکوع ٹھیک سجدہ درست یا تکان اور سستی لاحق ہو اور بالکل ادا ہی نہ کرے اور سو جاتے اور تمام رات مردار کی طرح پڑا رہے اور دن میں اپنے نفس اور شیطان کا تابعدار ہو کر بیکار پڑا رہے اور آخرت کو دنیا کے عوض بیچ ڈالے۔ نفس تیرا غلام اور گھوڑا ہے تجھ کو حکم ملا ہے کہ تو اُس پر سوار ہو اس کی اصلاح کرے اور اس پر چڑھ کر سلامتی کے رستہ میں اور اللہ کی بندگی کی راہ میں چلے مگر تو نے اس کا کہا ماننے اور اس کی لگام اسی کے ہاتھ میں دے

دینے کی وجہ سے اس پر بڑا ظلم کیا ہے کہ تو نے لذتوں اور شہوتوں میں اس کی پیروی کی ہے اور شیطان کے اور اس کے موافق ہو گیا ہے لہذا تیرے ہاتھ سے دارین کی بھلائی جاتی رہی اور تو نے کونین میں خسارہ اٹھایا۔ پس قیامت کے روز تو سب سے زیادہ مفلس ہو گا اور لطف یہ ہے کہ دنیا میں بھی تجھ کو نفس اور شیطان کی پیروی کرنے سے کچھ قسمت سے زیادہ نہیں مل گیا۔ اگر تو آخرت کو راس المال سمجھتا تو تجھ کو دونوں جہاں میں فائدہ ہوتا۔ دنیا کا حصہ تجھ کو مبارک ہو کر ملتا اور ہر قسم کی سختی سے تیری حفاظت کی جاتی اور تجھ کو عزت عطا ہوتی جیسا کہ ارشاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت کی نیت پر دنیا مگر دنیا کی نیت پر آخرت نہیں دیتا ہے اس لئے کہ نیت آخرت طاعت الٰہی ہے کیونکہ نیت عبادت کی روح اور اس کی ذات ہے، پس جب تو دنیا کی محبت و رغبت ترک کر کے اللہ کی فرمانبرداری کرے گا۔ تو تُو اللہ تعالےٰ کے محبوں اور بندگان خاص سے ہو جائے گا اور تجھ کو آخرت یعنی جنت و تقرب الٰہی حاصل ہو جائے گی۔ دنیا تیری مطیع ہو گی اور اللہ تیرا دنیاوی حصہ پورا پورا عطا فرمائے گا۔ کیونکہ دنیا کی تمام چیزیں اس کی تابع ہیں۔ اگر تو بخلاف اس کے آخرت سے منہ موڑ کر دنیا کی جانب راغب ہو جائے گا تو اللہ تعالےٰ تجھ پر غضب نازل کرے گا جس کی وجہ سے آخرت بھی جاتی رہے گی اور دنیا بھی بآسانی مل نہ سکے گی تیرا نصیب تجھ کو ملے گا۔ مگر سختی کے ساتھ یہ سب غضب الٰہی کی وجہ سے ہو گا۔ کیونکہ دنیا تو اللہ تعالیٰ ہی کی مطیع ہے پس جو اس کی نافرمانی کرتے ہیں دنیا ان کو ذلیل کرتی ہے اور جو اللہ تعالےٰ کی اطاعت کرتے ہیں دنیا ان کی عزت کرتی ہے اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد ثابت ہوتا ہے کہ دنیا و آخرت دو سوتنیں ہیں اگر ایک کو راضی رکھے گا تو لازمی طور پر دوسری ناراض ہو جائیگی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی مخواستگار دنیا ہے اور کوئی خواستگار آخرت اس کا مطلب دنیا و آخرت کے بیٹوں سے ہے پس تو غور کر کہ دنیا کا بیٹا ہونا پسند کرتا ہے یا آخرت کا یعنی کون سے گروہ میں ہونا چاہتا ہے۔ اب تو دنیا میں ہو مگر پھر آخرت کی جانب جانا ہوگا۔ اس وقت ایک گروہ دوزخ میں ہوگا اور ایک جنت میں اور ایک گروہ موقف میں حساب کی درازی میں کھڑا ہوگا۔ حسب الارشاد اللہ تعالیٰ اس روز میں جس کا اندازہ پچاس ہزار برس ہے تمہاری گنتی میں اور ایک گروہ عرش اعظم کے سایہ میں مقیم ہوگا خوانوں پر۔ جن پر بہت لطیف کھانے اور میوے اور شہد جو برف سے زیادہ مفید ہوگا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ حتیٰ کہ جب مخلوق حساب سے فارغ ہو جائے گی تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گی اور اپنی منزلوں کی جانب جس طرح کوئی انسان دنیا میں اپنے گھروں کا راستہ جانتا ہے اسی طرح بے کھٹکے سیدھے چلے جائیں گے ان لوگوں کو یہ مرتبہ ترک کر دینا اور شغل عقبیٰ کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے اور جو لوگ بڑے بڑے حساب کتاب کے جھمیلوں میں پڑے تھے وہ لوگ تھے جو صرف دنیا کی جانب متوجہ رہے اور آخرت کی جانب بالکل توجہ نہیں کی اور وحشت حشر کی مطلق پرواہ نہ کر کے اس چیز کو جس کی جانب ہر کسی کی بازگشت کرنا ضروری ہے بالکل بھول گئے اے شخص اب تو اپنے نفس پر رحم کر اور ان ہر دو گروہ سے جو اچھا ہو اس کی تقلید کر اور اپنے نفس کو برے ساتھیوں جن و انسان و شیطان سے علیحدہ رکھ اور کتاب و سنت کی پیروی کر اور ان کو پڑھ کر خوب غور کر اور باتیں ملانے یا ہوا و ہوس پر مغرور نہ ہو ارشاد الٰہی ہے مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا جو کچھ تم کو رسول دیوے اس کو پکڑ لو اور جس سے منع کرے اس سے باز آؤ اور اللہ سے ڈرو۔ تحقیق کہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے اور اللہ سے ڈر کر رسول اللہ کی مخالفت نہ کرو کہ جو کچھ وہ لایا ہے۔ اس پر عمل کرنا چھوڑ دو اور اپنے نفس کے لیے ایک نیا عمل اور نئی عبادت گھڑ لو اللہ تعالیٰ

نے اسی قسم کی قوم کے لئے فرمایا ہے۔ جو اپنے سیدھے راستے کو چھوڑ کر گمراہ ہو گئے تھے اور اہل کتاب نے رہبانیت کو نیا بنایا ہم نے اس کو ان پر فرض نہیں کیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پاک کیا اور دروغ سے محفوظ رکھا جیسا کہ ارشاد ہے اور نہیں بولتا وہ ہوا سے وہ تو وحی ہے جو اس کی جانب کی جاتی ہے مطلب یہ ہے کہ وہ ہر بات کو میری جانب والا یا اس کی پیروی کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا ہے کہ کہو اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (ترجمہ) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ طریقہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر قول و فعل میں پیروی کرنا ہے ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے میری سنت کسب کرنا اور میری حالت توکل کرنا ہے اس سے ظاہر ہوا کہ تو سنت و حالت کے درمیان میں ہے۔ پس اگر تیرا ایمان ضعیف ہے تو کسب کر اور اگر قوی ہے تو توکل۔ ارشاد الٰہی ہے فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ اللہ ہی پر توکل کرو اور فرمایا وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ جو کوئی اللہ پر توکل کرے وہ اس کے واسطے کافی ہے اور فرمایا ہے تحقیق اللہ متوکلوں کو دوست رکھتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ توکل کے لئے حکم الٰہی ہے اور اس نے اس کے واسطے تجھ کو تنبیہ کی ہے اور اسی طرح رسول اللہ نے حکم دیا ہے۔ پس اللہ اور رسول اللہ کی پیروی کرو ورنہ تجھ پر عمل روک دیئے جائیں گے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ جو کوئی ایسا کام کرے جس پر ہمارا حکم نہیں ہے سو وہ رد ہے یہ حکم کیا رزق اور اعمال و اقوال سب کے لئے شامل ہے ہمارا کوئی اور تو نبی ہی نہیں ہے جس کی پیروی کرنی ہم پر لازم ہو پس انہی کی پیروی کرنی ہر شخص کو واجب ہے ورنہ ہلاکت سامنے موجود ہے صرف کتاب اور سنت ہی کی پیروی میں سلامتی ہے اور اس کے علاوہ موت و گمراہی

انہی دونوں کی وجہ سے بندہ ابدالیت اور غوثیت کی جانب ترقی کرتا ہے۔

مقالہ ۴۷۔ قَالَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَرْضَاہُ اے مومن اس کی کیا وجہ ہے کہ میں تجھ کو اپنے ہمسایہ کا حاسد پاتا ہوں تو اس کی پوشاک اس کی خوراک۔ عورت بچے مکان، دولت، عبادت وغیرہ سے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں لکھا ہے سب ہی سے جلتا ہے تو یہ نہیں جانتا کہ حسد ایمان کو ضعیف کرنے والی چیزوں میں سے ہے اس کی وجہ سے تو اللہ کی نظروں سے گر جائے گا۔ اور اس کا دشمن بن جائے گا۔ کیا تم نے یہ حدیث نہیں سنی۔ تحقیق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حاسد میری نعمتوں کا دشمن ہے اور فرمایا ہے حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو پھر تو اے سست ایمان اس کا حسد کس امر پر کرتا ہے آیا تو اس کی قسمت پر جلتا ہے جسکو اللہ نے مقرر کر دیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ ہم نے ان کے درمیان ان کی معیشت تقسیم کر دی۔ دنیا کی زندگی میں تو اس پر ظلم کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں پھرتا اور تصرف کرتا ہے جس کو اللہ نے اپنی مہربانی سے اس کو مرحمت فرمائی ہیں۔ اور دوسرے کا حق اس میں نہیں لکھا ہے بھلا تجھ سے زیادہ بخیل احمق اور ظالم کون ہو گا۔ تو ناحق جلتا ہے اور اگر تجھ کو اپنی قسمت کی وجہ سے حسد ہے تو یہ اور بھی نادانی ہے کیونکہ تیری قسمت تیرے ساتھ ہے جو کسی کی طرف ہرگز نہیں پھیری جا سکتی جیسا کہ ارشاد ہے اور میرے پاس بات نہیں بدلتی اور میں بندوں پر ظالم نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر ظلم نہیں کرتا ہے کہ وہ جو کچھ تجھے دیتا ہے لے کر کسی اور کو دے دے۔ پس یہ تیری حماقت ہے اور اپنے بھائی کے لئے تو ظلم کرتا ہے پس تو اس بھائی کے حسد کی بجائے تو زمین کا حسد کر جس میں جواہرات اور فلزات کے خزائن بھرے پڑے ہیں جن کو بڑے بڑے بادشاہوں مثلاً قیصر کسریٰ اور ثمود وغیرہ نے جمع کیا تھا۔ تیری مثال بالکل اس شخص جیسی ہے جس نے ایک بادشاہ کو حشمت عزت

لشکر دولت اور طرح طرح کی عیش و عشرت کے ساتھ دیکھ کر تو حسد کیا نہیں۔ مگر ایک جنگلی کتے کو دیکھ کر جو بادشاہ کے کتوں میں سے ایک کتے کی خدمت کرتا تھا اور اس کو بھی اس کتے کی طفیل شاہی باورچی خانہ کے بچے کھچے ٹکڑے مل جاتے تھے حسد کیا اور اس کا دشمن ہوگیا اور چاہا کہ وہ رتبہ خود حاصل کرے۔ بھلا اس سے بھی زیادہ دنیا دنیا میں کوئی بیوقوف ہوگا یہ اس کی طبیعت اور ہمت کی کمینگی کی دلیل ہے پھر اے سست اعتقاد اگر تجھ کو یہ بھی معلوم ہو کہ قیامت کے روز کیا پاوے گا۔ اگر اس نے اللہ کی فرمانبرداری نہ کی ہوگی اس چیز میں جو اللہ نے اس کو عطا فرمائی ہے اور اس کے حکم کو نہ مانا ہوگا اور نہی سے باز نہ رہا ہوگا اور امر و نہی سے اللہ کی عبادت میں مدد نہ لی ہوگی اس کو اس قدر سختی ملے گی کہ وہ اس وقت آرزو کرے گا۔ کاش اس کو نعمت سے ایک ذرہ بھی نہ ملا ہوتا بلکہ وہ نعمت کو کبھی دیکھتا بھی نہیں کیونکہ تو نے حدیث کا یہ بیان نہیں سنا کہ قیامت کے روز اکثر قومیں آرزو کریں گی کہ کاش دنیا میں ان کے گوشت چھریوں سے کاٹے جاتے۔ یعنی وہ بھی مبتلائے بلا ہوتے تو آج ثواب تو حاصل کرتے پس اسی طرح تیرا ہمسایہ قیامت کے روز تیرے جیسی حالت کی آرزو کرے گا۔ تاکہ وہ لمبا چوڑا حساب پچاس ہزار سال آفتاب کی حدت و شدت میں کھڑے رہنے سے بچتا یہ سب دنیا میں نعمتوں سے متمتع ہونے کے عوض میں ہوگا۔ مگر تو اس سے بچا ہوا سایہ عرش عظیم میں کھاتا پیتا اور چین و آرام و خوشی سے بسر کرتا ہوگا۔ یہ دنیا کی سختیوں اس کی آفات و فقر و فاقہ و صبر و رضا اور اپنے رب کی موافقت و تقدیر و قضا پر شکر کرنے اور تیرے غیر کو غنی اور تجھ کو مبتلائے مصائب و بیماری و بے عزتی وغیرہ کے دینے کے عوض میں ہوگا دعا ہے کہ ہم تم کو ان میں سے کرے جو بلا پر صبر اور نعمت پر شکر کرتے ہیں اور تمام کاموں کو سپرد بخدا کرتے ہیں۔

مقالہ ۳۸۔ قال رضی اللہ عنہ وارضاہ جو اللہ تعالیٰ سے صدق اور خلوص کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں۔ وہ اس کے ماسوائے ہر حالت میں نفرت کرتے ہیں اے طالبان حق تم اس چیز کا جو تم کو حاصل ہے دعویٰ مت کرو اور صرف اس واحد مطلق خدا کی پرستش کرو اور تقدیر کے تیروں کا نشانہ بنو وہ تم کو زخمی کرتے ہیں۔ قتل نہیں کرتے اور جو چیز ارادہ الٰہی میں تلف ہوگی اللہ تعالیٰ اس کا عوض ضرور عطا فرمادیگا۔

مقالہ ۳۹۔ قال رضی اللہ عنہ وارضاہ کسی چیز کا بلا حکم صرف اپنی خواہش سے لینا عناد اور خلاف حق ہے اور حکم ساتھ اپنی ذاتی خواہش کے بغیر حاصل کرنا موافقت اور اتفاق ہے بلکہ اس کو چھوڑ دینا اور ترک کرنا ریا اور نفاق ہے۔

مقالہ ۴۰۔ قال رضی اللہ عنہ وارضاہ روحانیوں میں داخل ہونے کی اس وقت آرزو نہ کر جب تک کہ تو اپنے وجود کا بالکل دشمن نہ ہو جائے اور اپنے اعضاء سے علیحدگی اختیار نہ کرے بلکہ اپنے وجود ہی کی حرکات و سکنات اپنی بینائی و شنوائی تقدیر و تحریر گرفت چلنا پھرنا عمل عقل حتی کہ جو کچھ روح سے پہلے تھا اور جو کچھ نفخ روح کے حاصل ہوا سب چھوڑ دے اور سب سے علیحدگی حاصل کرلے کیونکہ یہ تمام چیزیں تجھ میں اور اللہ تعالیٰ میں حجاب ہیں۔ پس جب تو اسرار روح اور غیب الغیب کل چیزوں سے جدائی کرنیوالا اور سب کو دشمن و حجاب و تاریکی سمجھنے والا جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بتوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ سب میرے دشمن ہیں مگر ایک اللہ تعالیٰ ہی دوست ہے اسی طرح تو اپنے تمام اعضا اور قویٰ کو دشمن خیال کر اور ان میں سے کسی کی متابعت نہ کر پس جب تجھ میں یہ باتیں ہو جائیں گی تو تو علوم لدنیہ اور اسرار ہائے مخفیہ کا امین ہو جائے گا اور تجھ کو پیدا کرنا اور عادتوں کا خلاف کرنا جو کہ قدرت کی قسم سے ہے۔ اور وہ مومنوں کی جنت میں ہوگی حاصل ہو جائے گا۔ پس اس وقت تیری حالت ایسی ہو جائے گی۔ کہ گویا

مرنے کے بعد دوبارہ قیامت میں زندہ ہوا ہے پس تو سراپا قدرت ہو جائے گا۔ اللہ ہی کے ساتھ سنے گا اور اسی کے ساتھ دیکھے گا اور بولے اور پکڑے اور سمجھے اور آرام کرے گا اور سوائے اس کے ہر چیز سے اندھا اور بہرہ ہو جائے گا اور تو باوجود حدوں کی حفاظت کرنے اور امر و نہی کے لازم پکڑنے کے اس کا وجود ہی نہ دیکھے گا۔ پس اگر تجھ میں حدوں سے کوئی چیز ٹوٹ جائے تو تجھ کو سمجھنا چاہیئے کہ تو نشہ میں ڈالا گیا ہے اور ابلیس تیرے ساتھ بازی کر رہا ہے۔ پس تجھ کو شرع کی جانب رجوع کرنا اور اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنا اور اپنے کو ہوا و ہوس سے دور کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جس حقیقت کی اجازت شریعت نہ دے وہ زندقہ یعنی کفر و الحاد انکار دین و نفی نبوت وغیرہ ہے

مقالہ ۱۴ - قال رضی اللہ عنہ وارضاہ دوستدی کے حق میں ہم تجھ کو ایک مثال سناتے ہیں۔ مثلاً ایک بادشاہ کسی معمولی آدمی کو کسی شہر کی حکومت عطا فرماوے اور اس کو خلعت نشان لشکر طبل نقارہ بخشے اور وہ شخص کچھ دنوں تک اس حالت پر رہے حتی کہ اس کو اطمینان ہو جائے اور وہ اس کی ثبات و بقا کا اعتقاد کرے اور وہ اپنی سابقہ حالت فقر و ذلت و گمنامی کو بھول کر اس پر فخر کرنے لگے اور خودی اس میں پیدا ہو جائے یہ حالت ہو کہ یکایک عین خوشی میں بادشاہ کی جانب سے اس کو معزولی کا حکم پہنچے اس کے بعد اس سے بادشاہ مطالبہ و محاسبہ کرے اور اس کے گناہوں اور امر و نہی کی عدم پابندی کے جرم میں اس کو تنگ و تاریک زندان میں قید کر دے اور وہ تکلیف و قید ذلت و خواری اور فقر و فاقہ اس کا طول طویل جس سے اس کا وہ تکبر اور خودی دور ہو جائے اور اس کا نفس ٹوٹ جائے اور آتش خواہش ہائے نفسانی بالکل فرو ہو جائے۔ اور بادشاہ اس تمام کیفیت کو دیکھے اور جانے بادشاہ اس پر مہربانی فرما دے۔ قید سے رہا کر دے اور نہ کہ خلعت و حکومت عطا فرماوے بلکہ پہلے سے دگنی دے اور وہ حکومت اس کے لئے بدقرار اور دائمی ہو۔

بالکل یہی حکومت مومن کی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اس کو اپنی قربت عطا فرماتا ہے اسے برگزیدہ کرتا ہے تو اس کے دل کی آنکھ کے آگے رحمت و احسان اور انعام کے دروازے کھول دیتا ہے اس وقت وہ اپنے دل سے وہ کچھ دیکھتا ہے جس کو نہ تو چشم ظاہر بین دیکھ سکتی ہے اور نہ کان سن سکتے ہیں۔ بلکہ کسی آدمی کے دل پر بھی سوائے امداد الٰہی کے وہ خیالات نہیں گذر سکتے اور یہ کیا ہوتا ہے۔ بس یہی کہ وہ آسمان و زمین کی ملکوت کے عیبوں کا مطالعہ کرتا ہے۔ اور نزدیکی سے لطیف و لذیذ کلام کرتا ہے اور نیک وعدہ دینا اور ناز کرنا اور دعا کا قبول کرنا اور سچا کرنا اور وعدہ کا پورا کرنا اور حکمت کی باتیں جو دور سے اس کے دل میں ڈالی جاتی ہیں اور اس کی زبان سے ظاہر ہوتی ہیں۔ بایں ہمہ اس پر ظاہر نعمتیں بھی وافر کر دی جاتی ہیں اس کے جسم اور اعضا غیرہ کے لئے لذیذ خوراک و پوشاک اور نکاح وغیرہ حلال اور حدود کی حفاظت اور ظاہری عبادتوں میں اللہ تعالیٰ اپنے بندہ مومن مجذوب پر اس حال کو مدت تک رہنے دیتا ہے۔ حتیٰ کہ بندہ کو اس پر اطمینان ہو جاتا ہے اور وہ غرور سے اس کی ہمیشگی کا یقین کرنے لگ جاتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ اس پر بلائیں اور طرح طرح کی سختیاں اس کے نفس اور اس کے مال و اولاد وغیرہ پر نازل فرماتا ہے اور اس وقت تمام پہلی نعمتیں موقوف ہو جاتی ہیں۔ پس وہ حیران اور شکستہ دل اپنے یاروں وغیرہ سے محروم رہ جاتا ہے جب وہ ظاہر اپنے تئیں دیکھتا ہے تو وہ مکروہ پاتا ہے اور جب باطن اپنے میں نگاہ پاتا ہے تو اور بھی غمزدہ ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ سے وفا اور راز کرتا ہے۔ تو مقبولیت نہیں پاتا اور کوئی بڑا وعدہ طلب کرتا ہے تو اس میں جلدی نہیں پاتا اور کوئی وعدہ پورا بھی کیا جاتا ہے تو اس کو اس کے وفا ہونے کی اطلاع نہیں ہوتی۔ جب کوئی خواب دیکھتا ہے تو اس کی تعبیر نہیں پاتا اور اگر مخلوق کی جانب متوجہ ہوتا ہے تو اس طرف بھی باریاب نہیں ہوتا اور اگر اس حالت میں اس پر کوئی

رخصت ظاہر ہوتی ہے اور وہ اس پر عمل کر گزرتا ہے تو سزائیں اس کی جانب دوڑتی ہیں لوگوں کے ہاتھ اس کے جسم پر اور زبان اس کی ذات پر غلبہ کرتی ہے یعنی مار بھی کھاتا ہے اور دشنام بھی سنتا ہے اگر وہ خود اس حالت سے نکلنا چاہے تو یہ بھی نہیں ہو سکتا اور اگر وہ رضا اور خوشی وغیرہ طلب کرے تو اس سے بھی محروم و مایوس رہتا ہے کہ آخر کار اس وقت نفس اس کا گلنا شروع ہو جاتا ہے اور خواہش سادہ آرزو ہستیاں وغیرہ دور اور نابود ہونے لگتے ہیں اور مدام یہ کیفیت رہتی ہے بلکہ تشدد اور سختیوں میں ہمیشہ گونہ افزائش ہی ہوتی رہتی ہے۔ حتیٰ کہ جب وہ بالکل صفات بشری اور خوئے انسانی سے فانی ہو جاتا ہے۔ تو اس کو اپنے باطن سے ندا آتی ہے۔ اپنا پاؤں مار۔ یہ نہانے کا پانی ہے سرد اور پینا ہے جیسا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو کہا گیا تھا اس وقت اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اس کے دل پر اپنی رحمت مہربانی احسان اور لطف کے مینہ برساتا ہے اور اپنی معرفت کے باریک علوم اس پر ظاہر کرتا ہے اور اپنی نادر نعمت کے در اس پر کھول دیتا ہے اور لوگوں کو اس کا خدمت گزار اور مال دینے والا بناتا ہے اور ان کی زبانوں سے اس کی تعریف اور ذکر نیک کراتا ہے۔ لوگ اس کی زیارت کے لئے منزلیں طے کر کے آتے ہیں۔ بادشاہوں تک گردنیں تسلیم جھکاتے ہیں۔ غرضیکہ اپنی ہر طرح کی نعمت خواہ وہ ظاہری ہو یا باطنی اس کے لئے کامل کر دیتا ہے ظاہری پرورش تو خلقت سے کرواتا ہے اور باطنی پرورش خود فرماتا ہے۔ مرتے دم تک اس کی یہی حالت رہتی ہے آخر کار اس کو اس میں داخل کر دیتا ہے جس کو نہ کانوں سے سنا نہ آنکھوں نے دیکھا اور نہ انسان کے دل پر اس کا خیال گزرا۔ جیسا کہ ارشاد ہے اس چیز کو کوئی نفس نہیں جانتا جو اس کے لئے پوشیدہ کی گئی ہے آنکھوں کی سردی سے ان کے عملوں کے عوض میں۔

مقالہ ۲۴۔ قال رضی اللہ عنہ وارضاہ نفس کے لئے صرف دو حالتیں ہیں ایک

حالت بلا اور دوسری حالت عافیت اگر وہ بلا کی حالت میں ہے تو اس کی علامت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ جزع فزع شکوہ کرے گا اور قضا سے ناراض رہے گا اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرے گا تہمت لگائے گا۔ صبر و رضا کی بجائے بے ادبی کرے گا اور مخلوق کو وسیلہ اور شریک الٰہی بنا کر کفر کرے گا۔ اور عافیت کی حالت میں ہے مطلب یہ کہ بحیثیت دُنیا خوش و خرم ہے تو وہ منکر شہوت و لذت پرست ہو گا۔ اس کی خواہشوں کا لامتناہی سلسلہ کبھی کبھی ختم نہ ہو گا۔ کمانے پہننے نکاح کرنے وغیرہ کے واسطے خواہ اس کے پاس سب ہی کچھ ہو مگر وہ دوسروں کے حصہ کا بھی آرزومند رہتا ہے اور اپنے سے حقیر خیال کرتا ہے اور ان میں عیب و نقص نکالتا ہے اور اپنے مقسوم سے پُر ہو کر شئے موجودہ سے اعلیٰ بھی طلب کرتا ہے۔ اس حالت میں انسان کو ایک سختی و راز میں ڈالتا ہے اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں یا اس کی قسمت میں ہے وہ اس سے راضی نہیں ہوتا۔ آخر سختیوں کا مرتکب ہوتا ہے اور ایسی جگہ جہاں ہلاکت ہے گھن پڑتا ہے اور جہاں کہ مشقت کی کوئی انتہا نہیں نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

اِنَّ مِنْ اَشَدِّ الْعُقُوْبَاتِ طَلَبُ لَا یُقْسَمُ

کہ عقوبات میں سے زیادہ تر سخت چیز کا طلب کرنا ہے جو مقسوم میں نہ ہو پس جب مبتلائے بلا ہو جاتا ہے تو سب کچھ آرزوئیں اور خواہشیں بھول جاتی ہیں اور بس یہی چاہتا ہے کہ کسی طرح مصائب دُور ہوں۔ حتیٰ مصیبتیں جاتی رہتی ہیں۔ مگر وہ مصیبتوں کے دفع ہوتے ہی پھر خوشی تکبر اور طاعت الٰہی کے دریا میں ڈوب جاتا ہے۔ اور اپنی پہلی مصیبت کو بالکل فراموش کر دیتا ہے۔ لیکن رب کی نافرمانی کی سزا بھی اس کو ایسی ملتی ہے۔ اور پھر وہ ہمیشہ کے لئے اللہ کی سب نعمتوں سے محروم کر کے مصائب اور بلا میں مبتلا کر دیا ہے اس لئے کہ اس کی حفاظت اس صورت میں ہے پس اگر وہ اس وقت جب کہ اس کی بلائیں اور مصائب دُور کی گئی تھیں

اطاعت اور شکریہ کے ساتھ رہتا۔ تو یہ اس کے لئے دنیا و آخرت میں بہتر ہوتا اور وہ افزائش نعمت و عافیت اور رضامندی الٰہی و توفیق لطف کبریائی کو حاصل کر لیتا۔ پس جس کو سلامتی دنیا و آخرت مطلوب ہے اس کو صابر اور راضی ہونا چاہیئے کبھی خلقت سے کسی امر کی شکایت نہ کرے اور اللہ ہی سے حاجت براری کے لئے دعا اور التجا کرے اسی کی جانب سے کشائش کا منتظر رہے اور تمام علائق توڑ کر اسی کا ہو رہے کیونکہ وہ مولے اپنے سب سے بہتر ہے وہ اپنی عطا سے محروم کرتا ہے اور اپنی عنایت سے عذاب کرتا ہے اس کی سختی ہی گویا دوا ہے اس کا وعدہ نقد ہے اس کا ادھار روک ہے اس کا قول فعل ہے اس کا حکم یہ ہے کہ وہ کسی چیز کا ارادہ کر کے کہتا ہے ہو۔ پس ہو جاتی ہے اس کے تمام کام نیکی حکمت اور مصلحت پر مبنی ہیں مگر اس نے اپنی مصلحتوں کا علم اپنے ہی تک محدود رکھا ہے پس بندہ کو مناسب اور اس کی حالت کے موافق ہے کہ وہ رضا تسلیم اور بندگی کے ساتھ مشغول اور امر و نہی کو پابندی کے ساتھ بجا لائے تقدیر کو تسلیم کرے اور بوجہیت سے جو تقدیریں کے جاری ہونے کی جگہ ہے مشغول نہ ہو اور چنین و چناں اور اللہ تعالیٰ کو تہمت دینے سے زبان کو بند کر لے یہ مذکورہ جملہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب پھرتا ہے اور وہ حدیث یہ ہے جس کو عطا نے روایت ہے اور جس کا ترجمہ تمام و کمال درج ذیل کیا ہے +

انہوں نے فرمایا کہ جس وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے اونٹ پر سوار تھا تو فرمانے لگے صاحب زادے اللہ کی حفاظت کرو وہ تمہاری حفاظت کریگا۔ اللہ کی حفاظت کرو گے تو اسے اپنے آگے پاؤ گے اگر سوال کرنا ہو تو اللہ کی مدد کرو اور اگر مدد چاہو تو اسی کی طلب کرو اگر تمام دنیا ملکر چاہے کہ اس چیز کو جو اللہ نے تیری قسمت میں نہیں لکھی تجھ کو دیں تو یہ ناممکن ہے وہ ہرگز اس پر

قدرت نہیں پا سکتے یا اگر وہ کسی ایسی چیز سے تجھ کو نقصان پہنچانا چاہیں۔ جو تیری قسمت میں نہیں ہے تو یہ بھی ان کے امکان سے باہر ہو گا۔ پس اگر تو یقین اور راستی سے بوجہ اللہ عمل کر سکتا ہے تو کر سکتا ہے تو کر ورنہ صبر ہی اختیار کر لے۔ کیونکہ طبیعت کی ناپسند شئے میں صبر کرنا بھی بہت اچھا ہے واضح رہے کہ صبر کے ساتھ مدد اور سختی کے کشائش و آسانی وابستہ ہے۔

پھر ہر مومن کو اس حدیث کو اپنے دل کا آئینہ اور لباس بنا لینا چاہیئے۔ اور ہر طرح اس پر عمل کرنا چاہئے اپنی تمام حرکت و سکون میں تاکہ دنیا و عقبیٰ میں سلامت رہے اور ہر دو جہان میں عزت پاوے اللہ تعالیٰ عزوجل کی رحمت و عنایت سے۔

مقالہ ۴۳۔ قال رضی اللہ عنہ و ارضاہ جو لوگ مخلوق سے سوال کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ سے بے خبر ہیں۔ اور اپنے ایمان و معرفت و یقین کی سستی اور صبر کی کمی کے سبب سے سوال کرتے ہیں مگر جو لوگ سوال کرنے سے بچے رہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت کچھ علم ہے اور ان کا ایمان و یقین قوی ہے اور ان کو معرفت و حیا ہے۔

مقالہ ۴۴۔ قال رضی اللہ عنہ و ارضاہ عارف کی ہر ایک دعا اس لئے فوراً قبول نہیں کی جاتی اور اسی وجہ سے وعدہ پورا نہیں دیا جاتا ہے کہ اس سے اس پر امید غالب ہو جائے گی۔ جو اس کو ہلاک کر دے گی کیونکہ ہر حالت میں خوف و درجہ لازم و ملزوم ہیں اور وہ دو طائر کے دو پروں کی مانند ہیں کہ بغیر ان دونوں کے اڑ نہیں سکتا۔ لیکن خوف و درجہ ہر حالت کے لائق و قابل ہو چونکہ عارف مقرب بارگاہ صمدی ہے اور اس کی حالت یہ ہے کہ وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی چیز کا ارادہ نہ کرے نہ کسی سے میل کرے نہ اطمینان نہ کسی غیر سے محبت کرے پس قبول سوال اور ایفائے وعدہ کی طلب کرنی وہ چیز نہیں ہے جس کے وہ درپے اعداس کے حال

کے لائق بھی نہیں پس وہ وجہ سے اس کا سوال قبول نہیں ہوتا اول تو یہ کہ اس پر رجا اور اللہ کے مکر سے غافل ہونا غافل ہو جائے اور وہ با ادب قیام کرنے سے غافل ہو کر ہلاک نہ ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ماسوا میں سے شریک کرنا کیونکہ با عتبار ظاہر جہان میں کوئی شخص نبیوں کے بعد معصوم نہیں ہے لہٰذا اس کی اجابت نہیں کرتا کہ کہیں عادتاً سوال نہ کرنے لگے کہ یہ شرک ہے۔ اور شرک بھی بہت بڑا تمام احوالوں میں اور ان سب پر اقدام کرنے اور کل مقامات میں۔ مگر جو سوال حکم سے ہو تو یہ افزائش تقرب کا سبب ہے جیسا کہ نماز روزہ فرائض و نوافل وغیرہ۔ کیونکہ وہ اس امر کی فرمانبرداری کرنے والا ہے۔

مقالہ ۴۵۔ قال رضی اللہ عنہ وارضاہ واضح ہو کہ انسان کی دو قسمیں ہیں۔

اول :۔ وہ جن پر انعام کیا گیا ہے۔

دوم :۔ وہ جو قضا الٰہی سے مبتلا کیا گیا ہے۔

پس منعم علیہ بے صفات و کدورت سے اس چیز میں جو اس پر انعام کیا گیا ہے خالی نہیں ہوتا لہٰذا وہ اس حالت میں خوش و خرم ہوتا ہے کہ ناگہاں تقدیر اس پر ایسی چیز لاتی ہے جو یکایک اس کے عیش کو منغص کر دیتی ہے مثلاً مصائب و بلا و بیماری و درد وغیرہ جو اپنے نفس وغیرہ جو اپنے نفس و اہل و عیال ہو اس وجہ سے اس کی زندگی اس قدر بے لطف ہو جاتی ہے کہ گویا اس پر کبھی انعام الٰہی ہوئے ہی نہ تھے اس وقت وہ تمام نعمتوں کی لذت و حلاوت بھول جاتا ہے۔ خواہ تونگری مال و جاہ لونڈی غلام قائم ہو مگر وہ بلا کی حالت میں ایسا ہو جائے کہ گویا نعمت کا وجود ہی اور تو غم کی حالت میں ایسا ہو کہ گویا بلا پیدا ہی نہیں ہوئی یہ تمام کیفیت اللہ تعالیٰ سے جہالت کی وجہ سے ہے اگر وہ جانتا کہ اللہ تعالیٰ اپنی حسب منشا لوگوں کی حالتیں بدلتا ہے۔ اور ایک کی جگہ دوسرے کو جانشین کرتا ہے میٹھا کرتا ہے کڑوا بنا دیتا ہے

غنی کرتا ہے اور فقیر بناتا ہے۔ غرضیکہ پستی بلندی عزت ذلت موت زندگی آگے پیچھے سب کچھ وہی کرتا اور دیتا ہے تو وہ اس نعمت کی جانب جو اس کے پاس ہے۔ کبھی اطمینان نہ کرتا اور ہرگز مغرور نہ ہوتا۔ نیز بلا کی حالت میں بھی وہ اس قدر شکستہ دل اور کم ہمت نہ بن جاتا اور یہ بھی جہالت اس کو دنیا کی جانب متوجہ کرنے کا باعث ہوئی ہے۔ کہ وہ ایسی صفائی کا طالب ہے جس میں قدرت نہ ہو اس کو یہ معلوم نہیں کہ دنیا بلا و بے مزگی مصائب و کدورت کا گھر ہے بلا تو اس کی اصلی ہی ہے اور یہ نعمت عارضی ہے دیکھو دنیا کی مثال ایلوے کے درخت جیسی ہے کہ اول اس کا جل تلخ ہوتا ہے مگر آخر میں اس کا نتیجہ بہت شیریں ہے بقول سعدی علیہ الرحمۃ ع

صبر تلخ است و لیکن بر شیریں دارد

مگر تا وقتیکہ اس کی تلخی کو نہ پیئے گا۔ اس کی شیرینی تک بھی نہ پہنچ سکے گا۔ پس جو لوگ مصائب دنیا کو برداشت کریں گے ان پر نعمتیں بھی نازل ہوں گی مطلب یہ کہ مزدور کو اپنی مزدوری ملے گی مگر اس وقت جبکہ پیشانی عرق آلود ہوگی یعنی جسم تھک جاوے گا روح سختیوں میں مبتلا ہو چکے گی سینہ تنگ ہو چکے گا۔ قوت جاتی رہے گی اور اس کے نفس کی خواری اور اس کی خواہش ہائے دنیا کی شکستگی عمل میں آچکے گی پس جب وہ اس قسم کے تمام مصائب جھیل چکے گا تو اس کے عوض میں اس کو اچھا کھانا پہننا میوہ لباس آرام و خوشی حاصل ہوں گی۔ پس دنیا کی ابتداء تلخی سے ہے۔ جس طرح برتن میں بھرے ہوئے شہد کا وہ حصہ جو اس کنارہ سے ملا ہوا جو تلخی سے ملا ہوا ہے پس اگر کوئی شخص اس شہد کو چکھ کر اور تلخ سمجھ کر چھوڑ دے تو اس اچھے شہد سے محروم رہے گا جو نیچے ہے مگر جو صبر کرے وہاں تک پہنچ جائے گا۔ اسی طرح اگر امر الٰہی کی بجا آوری اور نہی عن المنکر سے اعتراض کرے گا اور جس طرح چیز کے ساتھ تقدیر جاری ہوئی ہے۔ اس کو قبول کرے گا۔ اور اس قسم کے بار کو برداشت

کر کے گویا اس تلخی کو پہنچائے گا اور اپنی ہوا سے مخالفت کر کے اپنی مراد کو چھوڑ دیگا تو اللہ تعالیٰ اس کو نیک زندگانی عطا فرمائے گا اور ناز خوشی عزت وغیرہ اس کو اخیر عمر دے گا اور اس کو اس طرح غذا دے گا جس طرح شیر خوار بچہ کو غذا دی جاتی ہے بغیر کسی تکلیف اور بوجھ اٹھانے اور بد عاقبت دیکھنے دنیا اور آخرت میں جس طرح وہ سخت لذت پاتا ہے جو اوپر کے تلخ شہد کے کھانے کے بعد صبر کے ساتھ نیچے کے حصہ تک پہنچ جاتا ہے پس جس کو انعام الٰہی عطا ہو اس کو نڈر اور مغرور ہو کر اس کی ہمیشگی کے قیام کا یقین نہ کر لینا چاہیئے کہ اسکے شکر سے غافل سے ہو کر اسکی قید ڈھیلی چھوڑ دے۔ اسکا شکر چھوڑنے کے بارہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَلنِّعْمَةُ وَحْشِيَّةٌ فَقَيِّدُوْهَا بِالشُّكْرِ نعمت بھاگ جانے والی ہے لہٰذا اسے شکر سے قید کرو پس شکر نعمت الٰہی اس کے دینے والے فضل و کرم کا اقرار کرنا اور وجود الٰہی کا مقرر رہنا اور اس کے احسان کو دیکھنا ہے کہ اس پر ملک ظاہر کرنے سے تکبر نہ کرے اور خدا سے اس میں نہ بڑھے اور اس کے حکم کو اس میں نہ چھوڑ دے۔ اور مال کی نعمت کا شکر اس کے حقوق کی ادائیگی سے ہے یعنی زکوٰۃ دے کفارہ اور نذر گذارے صدقہ دے مظلوم کی فریاد رسی کرے حاجت مندوں کی حاجت روائی۔ جب کہ وہ سختی میں ہوں اور نیکی سے برائی کی جانب ان کی حالت بدلتی ہو اور جسم و اعضاء سے اس طرح شکریہ ادا کرے کہ بے جا لگی بجا لائے اور حرام اور نافرمانیوں اور گناہوں میں ان کو شریک نہ ہونے دے۔ پس یہ شکر نعمت کی قید ہے کوچ کرنے اور جاتے رہنے میں گویا یہ اس کے پودے کو سینچنا اور پانی دینا اور اس کی شاخوں و پتوں کو بڑھانا اور میوہ کو اچھا بنانا ہے پس اس میوہ سے عاقبت کی سلامتی اور کھانے کی لذت ہے اور اس کو حلق میں اتارنے کی آسانی ہے اور اس کا پیچھے آنا عافیت ہے۔ اس کا جسم میں بڑھنا اور پھر اعضاء میں طرح طرح کی اطاعتوں اور قربتوں کا ظاہر ہونا دنیا دی برکت ہے اور آخرت میں اللہ کی رحمت جنت کا دائمی مسکن صدیقوں شہیدوں صالحوں اور نبیوں کی صحبت حاصل

ہو لیکن جو لوگ شکر نہیں کرتے اور مغرور ہو جاتے ہیں دُنیا کی زینت اور اس کی لذت کے اور اطمینان کرتے ہیں اس کی شراب کی تری اور اس چیز کی جانب جو اس کی چمک سے روشن ہوئی ہے اور اس چیز کی جانب جو اس کی سخت گرمی کے دن ابتدائی ہوا سے چلی ہے اور اس کے سانپ اور بچھو کے چمڑوں کی ملائمت نرمی کی جانب ..... اور اس کے مہلک زہروں سے غافل ہوتے ہیں جو ان کے اندر بھرے ہوئے ہیں اور وہ جانوں سے جو انہیں پکڑنے اور قید و ہلاک کرنے کے لیے لگائے گئے ہیں بالکل بے خبر ہوتے ہیں۔ پس ان کے لئے وعید ہے کہ وہ عنقریب قہر ذلت میں گرنے والے ہیں اور بہت جلد فقر و فاقہ ہلاکت و ذلت و خواری دنیا میں اور آخرت میں دوزخ کے زیر پائدار عذاب میں مبتلا ہوں گے اور مبتلا بگناہ کے مقابلہ میں جس کا وہ مرتکب ہوا ہے سزا میں مبتلا کیا جاتا ہے اور درجات اعلیٰ کے حاصل کرنے میں مبتلا کیا جاتا ہے کہ اس کی وجہ اہل حالات اور مقامات سے ملے کہ جن کے لئے مقامات الٰہی سبقت کی ہے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے وادی بلا میں اپنی مہربانیوں کی سواری پر سوار کرایا اور ان کو راحت و آرام پہنچایا ہر حالت میں خواہ حرکت میں یا سکون میں کیونکہ ان کو ہلاک اور غرق پستی کرنے کے لئے مبتلا کیا ہے۔ اور ان بلاؤں کی وجہ سے ان سے حقیقت ایمان نکالا ہے اور اس کو دعویٰ باطل اور شرکت و نفاق سے صاف و پاک ہے اور ایمان بلاؤں کے عوض میں ان کے قسم قسم کے اسرار اور انوار منکشف کئے ہیں درحالیکہ وہ ہر طرح صاف اور خالص ہو گئے تو کیا ان کو خاصان خاص سے اپنے حضوریوں اور جلیسوں سے دنیا میں ان کے دلوں کے ساتھ اور آخرت میں ان کے جسموں کے ساتھ نہ لے گا ارشاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے ترجمہ حدیث شریف صابر فقیر قیامت کے دن اللہ کے جلیس ہوں گے پس بلائیں ان کو شرکت تعلق و خلق سے اور اسباب و عوم و آرام کے میل سے پاک

کرنے والیاں ہیں وہ دعویٰ کو گلا دیتی ہیں اور وسوسوں و طلب عوض کو پھلا دیتی ہیں طاعت پر ہی درجات اعلیٰ اور جنت کے آرزومند نہیں ہوتے ہیں صرف پابند رضا رہتے ہیں اور بس اور مبتلائے وجہ عقوبت ہونے کے وقت جزع و فزع کرنا اور شکوہ شکایت کرتے پھرنا بے صبری کی علامت ہے اور گناہوں کے تکفیر اور خالص کرنیکے لئے بغیر شکوہ و شکایت اور جزع فزع کے دوستوں اور ہمسایوں پر ظاہر کرنا اور ادائیگی طاعات سے ملول ہونا صبر کی نیک علامت ہے اور رضا و موافقت کا ہونا اور نفس کا اطمینان کرنا اور آرام حاصل کرنا فعل اللہ تعالیٰ کے لئے جو زمین و آسمان کا مالک ہے اور بلاؤں میں تا وقت انکشاف نیست و فانی ہو جانا دنوں اور ساعتوں کے گذرنے تک

مقالہ ۴۶ - قال رضی اللہ عنہ اس رضا کا اس مضمون کی حدیث قدسی ہے کہ جس کو میرا ذکر مجھ سے سوال کرنے میں مشغول کر دے میں اس کو اس سے کہ جو عام سائلوں کو دیتا ہوں۔ بہت زیادہ دونگا۔ بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مومن کو حالتوں میں چلانا چاہتا ہے اور قسم قسم کے مصائب اور بلاؤں سے آزماتا ہے تو اس کو غنا کے بعد فقیر کر دیتا ہے اور خلقت سے سوال کرنے کی بابت اس کو مجبور کر دیتا ہے اس کے کل ذرائع بند کر دیتا ہے مگر سوال سے بچا لیتا ہے اور قرض کی جانب راغب کرتا ہے اور بعض کو قرض سے بچا لیتا ہے اور کسب کی جانب مائل کرتا ہے اور کسب کو اس پر آسان کر دیتا ہے اور وہ شخص کسب سے جو سنت ہے فوت لایموت حاصل کرتا ہے۔ لیکن اس پر کسب کو بھی دشوار کر کے خلق سے سوال کرنے کی تحریک کرتا ہے باطنی حکم کے طور پر کہ وہ اس کو جانتا ہے اور اس کے حکم بجالانے میں عبادت اور ترک میں گناہ کر دیتا ہے تاکہ اس سے اس کو ہوا و ہوس دور ہو جائے اور نفس بالکل ٹوٹ جائے یہ حالت ریاضت کی پس زبردستی کی وجہ پر سوال ہوگا۔ نہ جبار کے ساتھ شرک کرنے کی وجہ پر پھر اس کو بچا کر قرض کا حکم قطعی کرتا ہے۔ جس کا ترک ناممکن ہے۔ جیسا کہ اس سے پیشتر سوال تھا پھر

قرض اٹھانے سے دوسری جگہ لے جاتا ہے اور خلقت سے بالکل قطع تعلق کر دیتا ہے۔ اور صرف اللہ سے سوال کرنے میں اس کا رزق زیادہ کر دیتا ہے اور وہ بندہ اپنی تمام حاجتوں کا اس سے سوال کرتا ہے اور وہ عطا فرماتا ہے۔ لیکن اگر وہ سوال نہیں کرتا تو وہ کچھ عطا بھی نہیں کرتا آخر زبانی سوال سے دل کے سوال کی جانب بدلتا ہے وہ حسب حالت اپنے ہی دل میں سوال کرتا ہے تو اس کو پورا نہیں کرتا آخر کار اس کے وجود کو سوال کرنے سے بالکل ہی غائب کر دیتا ہے اور ہر ایک سے جو اس کے لئے مناسب ہوتی ہے بغیر وسیلہ اور بے سوال اس کو عطا فرماتا ہے، بغیر اس کے اس میں کچھ دخل ہو پس اللہ تعالیٰ خود اس کے تمام کاموں کا کفیل ہو جاتا ہے اور یہی اس کے ارشاد کا مطلب ہے کہ تحقیق میرا ولی اللہ ہے، جس نے کتاب اتاری ہے اور وہی کارساز ہے نیکوں کا اور اس کا یہ قول ثابت ہوتا ہے۔ حدیث قدسی ہے ہم تک پہنچا ہے یعنی ترجمہ آیت شریف) جس کو میرا ذکر میرے سوال سے مشغول کرے میں اس کو اس سے افضل دوں گا۔ جو سائلوں کو دیتا ہوں، اور ذکر کی وجہ سے سوال سے باز رہنا فنا کی حالت ہے جو اولیاء اللہ اور ابدالوں کی حالت کی انتہا ہوتی ہے پھر اس پر تکوین پھیرا جاتا ہے مطلب یہ کہ کرامات دی جاتی ہیں کہ وہ جس امر کی خواہش کرتا ہے۔ وہ اللہ کے حکم سے ہو جاتی ہے، بعض کتابوں میں اس کا حکم ہے اے بنی آدم میں اللہ ہوں اور میرے سوا کوئی معبود نہیں میں جس چیز کو کہتا ہوں وہ ہو جاتی ہے تو میری فرمانبرداری کرتا کہ جس چیز کو تو کہے ہو، وہ ہو جائے

مقالہ ۷۴ قال رضی اللہ عنہ واسمہ رضاء۔ ایک مرحوم بڈھے نے مجھ سے خواب میں دریافت کیا کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک کرنے والی کیا چیز ہے۔ میں کہا کہ وہ ابتدا اور انتہا ہے یعنی ابتداء میں پرہیزگاری کرے اور انتہا میں رضا و تسلیم اور توکل۔

مقالہ ۴۸ قال رضی اللہ عنہ وارضاہ مومن کو لازم ہے کہ اوّل فرائض بجا لاوے اور بعد بجا آوری فرائض کے سُنت نبوی کی جانب مائل ہوتا وقتیکہ فرائض سے فارغ نہ ہووے سنتوں کی جانب راغب ہونا حماقت ہے اور اسی طرح سنتوں یا نفلوں میں قبل از ادائیگی فرائض مشغول ہونا قبول نہ کیا جائے گا۔ بلکہ وہ خوار ہوگا۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ کسی شخص کو بادشاہ اپنی حضوری میں طلب کرے۔ مگر وہ وہاں تو نہ جائے اور امیر کے پاس آکر کھڑا ہو رہے، جو اس شہنشاہ کا غلام ہے اور اسی کے زیر حکومت ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے روایت ہے، کہ آپ نے فرمایا کہ رسول خُدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نماز کی مثل جو باوجود فرائض ذمہ ہونے کے نفل ادا کرے اس حاملہ جیسی ہے جو حاملہ رہے مگر قریب نفاس واسقاط حمل کرا دے اب نہ تو وہ حاملہ ہی رہے اور نہ زچہ۔ اسی طرح بے نماز ہے، اللہ اس کے نوافل قبول ہی نہیں فرماتا۔ تاوقتیکہ فرائض ادا نہ کرے اور ایک سوداگر کی بھی ہے۔ کہ اس کو جب تک کہ وہ اپنا سرمایا نہ لے لے گا۔ کوئی منافع معلوم نہ ہوگا۔ اسی طرح اس نفل گزار کے نفل جب تک کہ وہ فرائض ادا نہ کرے قبول نہیں ہوتے اور ایسا ہی وہ شخص ہے جو سنت ترک کر کے نوافل پڑھ دوڑے جو تاکیدًا نماز کے ساتھ مقرر نہیں کئے گئے ہیں۔ حاصل کلام فرائض یہ ہیں حرام کا ترک کرنا، شرک کرنا۔ اس پر اعتراض کرنے کو اس کی قضاء قدر میں شرک کرنا مخلوق کی فرمانبرداری اور اجابت کو ترک کرنا جیسا کہ ارشاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے لا طاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق (ترجمہ) نہیں فرمانبرداری مخلوق کی خالق کی بے فرمانی میں

مقالہ ۴۹ قال رضی اللہ عنہ وارضاہ جس نے بیداری پر جو ہوشیاری

کی دلیل ہے، خواب کی ترجیح دی، جان لو کہ اس نے بہت بھلائیوں پر برائی کو اور مصلحتوں پر بے خبری مستولی کر دیا، کیونکہ سونا اور مرنا برابر ہے، اسی لئے اللہ تعالےٰ پر سونا جان نہیں ہے، حتیٰ کہ فرشتے بھی جو اس سے قریب ہیں، نیند سے معرّا ہیں نیز اہل بہشت سے بھی کہ وہ بلند مراتب ہیں نیند دور کی گئی ہے، کیونکہ نیند نقصان کا سبب ہے پس جاگنے میں بھلائی اور سونے میں برائی ہے۔ لیکن جو لوگ خواہش نفسانی سے کھاتے ہیں، وہ کھاتے ہیں، وہ کھاتے پیتے بھی بہت اور سوتے بھی بہت ہیں مگر وہ ایسے یتیمان بھی ہوں گے اور اپنے ہاتھ سے بہت کچھ بھلائی کو کھو بیٹھیں گے، اور ذرہ حرام کھانا بہت سے حلال کھانے برابر ہے۔ کیونکہ حرام خوری ایمان کو چھپا لیتی ہے اور اندھیرا کر دیتی ہے، جیسا کہ شراب عقل کو تاریک کر دیتی ہے، پس جب کہ ایمان ہی بے نور ہو گیا۔ تو پھر نہ تو نماز ہو سکتی ہے، نہ عبادت نہ اخلاص مگر جو لوگ اللہ تعالےٰ ہی کے حکم سے مال حلال میں سے بہت سا کھائیں گے وہ انہیں کی مانند ہوں گے جو حلال میں سے تھوڑا کھاتے ہیں، عبادت میں خوشی اور قوت پانے کے لئے۔ پس حلال تو نور میں سے تھوڑا کھاتے ہیں، اندھیرے میں اندھیرا ہے، حاصل کلام حلال کا مال صرف اپنی خواہش سے بغیر حکم کے کھانا حرام کھانے کی مانند جو نام اور ہے اور جس میں بہتری نہیں ہے۔"

مقالہ ۵۰ قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ واراضاہ۔ واضح ہو کہ تیرا حال یقیناً دو قسموں پر ہو گا۔ یا تو قرب الٰہی سے غائب ہو گا یا واصل۔ اگر تو درگاہ الٰہی سے دور اور تقرب تقرب سے غائب ہے تو پھر اس طرح سستی اور کاہلی کے ساتھ بیٹھا رہنا کیا معنی؟ اُٹھ اور عجلت سے اپنے دونوں بازوؤں کے بل اڑ کر درگاہ الٰہی تک پہنچنے کی کوشش کر۔ دونوں بازوؤں میں ایک لذتوں اور شہوتوں کا ترک کرنا ہے۔ خواہ وہ حلال ہوں یا حرام دوسرے اذیت و سختیاں

سہنی اور عزیمت دعا مال مشکلہ بھی سواری کرتی اور مخلوق وہوا سے وارادہ و آرزوں سے خواہ وہ دنیا کی ہوں یا آخرت کی نکل جاتا ہے، تاکہ قرب وصول کے ساتھ فتح یاب ہو، اور اس وقت تجھ کو حسب آرزو سب کچھ مل جاتے۔ یعنی تجھ کو اگر امت عظیم اور عزت بزرگ حاصل اور اگر تو واصلان الٰہی اور مقربان بارگاہ صمدی میں سے ہے، یعنی ان لوگوں میں سے جن کو عنایت نے پایا۔ رعایت نے گھیرا۔ محبت نے کھینچا، اور رحمت اور مہربانی نے پکڑا ہے تو بھی ہے تو ہمیشہ نیک نگاہ رکھ آداب کو ہاتھ سے نہ دے، اور اپنی حالت پر مغرور نہ ہو کہ کہیں خدمت میں قصور و خرابی واقع نہ ہو جائے، پس تو نادانی رعونت بے انصافی عجلت کی جانب مائل نہ ہو، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے فَحَمَلَهُ الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا اور اٹھایا اس کو انسان نے تحقیق وہ ہے ظلم کرنے والا نادان۔ اور فرمایا وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا اور ہے انسان جلدی کرنے والا، پس اپنے دل کو اس چیز کی جانب مائل ہونے سے نگاہ رکھ جس کو تو ترک کر چکا ہے، یعنی خلق وہوا و ارادہ و اختیار و تدبیر اور نزول اور بلا کے وقت بے صبری و عدم رضا وغیرہ سے بلکل اپنے تئیں مُبرّا و بخدا کر دے، جس طرح غسال کے ہاتھ مردہ اور چوگان باز کے اختیار میں گیند ہوتی ہے کہ جس طرح وہ چاہتا ہے لے جاتا ہے، یا دایہ کے پاس شیر خوار بچہ ہوتا ہے کہ جس طرح وہ چاہتی ہے رکھتی ہے پس اللہ کے سوا کسی کو نہ دیکھو اور وجود ضرر و نفع و عطا و منع خلقت و اسبابوں وغیرہ کو سب اسی کی جانب سے جانو اور مصائب و بلا کو تازیانہ خیال کرو، اس سے مار کر ادب سکھاتا ہے اور نعمت و عطا کو دست شفقت سمجھو کہ جس طرح تجھ کو نوالا کھلاتا ہے۔

مقالہ ۱۵ قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ واسم اضافۂ۔ زاہد کو دفعہ ثواب ملتا ہے، اوّل تو ترک ہوا و ہوس میں کہ وہ جو کام کرتا ہے۔ نفس کی پیروی سے نہیں کرتا بلکہ صرف اللہ کے حکم سے کرتا ہے، پس جب کہ زاہد کی نفس و ہوا سے عداوت و دشمنی ثابت ہو گئی، اور وہ اہل ولایت سے گنا گیا، اور ابدالیوں و عارفان الٰہی کے گروہ میں داخل کیا گیا، تب ان کو حکم ہوتا ہے کہ ان اقسام کو پکڑیں اور ان سے آمیزش کریں، کیونکہ وہ قسمت میں ہے، جس سے کوئی چارہ نہیں، وہ کسی غیر کے لئے پیدا ہوئی۔ اس کے لئے علم خشک ہو چکا ہے، اور علم الٰہی سبقت کر چکا ہے۔ پس جب کہ امر کی فرمانبرداری کرے تو پکڑے، اس کو یا اطلاع پاوے، علم کے ساتھ پس اس کے بغیر کہ اس میں ہوا اس کو ملے، قدر اور فعل کے جاری ہونے کے لئے مطلب یہ کہ اس کا اپنا دخل نہ ہو از روے ہوا و ارادہ و قصد وغیرہ کے تو اس لئے اس کو دوسری مرتبہ ثواب دیا جاتا ہے، کیونکہ وہ اس کے حکم کی فرمانبرداری کرنے والا اور اس کے فعل کی موافقت کرنے والا ہے، شائد کوئی شخص سوال کرے کہ یہ کس طرح سمجھا گیا۔ کہ اس شخص کو بڑے درجہ میں ہے تو ضرور ہی ملے گا۔ حالانکہ وہ ابدالوں اور عارفوں کی جماعت میں داخل کیا گیا ہے، وہ نفس و خلقت فانی ہو چکا ہے۔ خواہشوں۔ ارادوں، نصیبوں اور آرزوں کے اعمال کے بدلوں سے دست کش ہو چکا ہے۔ بندگی اور عبادت کو اللہ تعالےٰ کی جانب سے اور توفیق و رحمت کو بھی اسی کی طرف سے سمجھتا ہے، اس کا اعتقاد ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کا بندہ ہوتا ہے، اور بندہ کا اپنے ملک پر کوئی حق نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ اپنی جان و مال سے اپنے مالک کی ملک ہے پھر کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ اس کو اپنے فعل کا ثواب ملے گا۔ درانحالیکہ اس

اس کو عوض کی تمنا ہی نہیں، بلکہ وہ خود تو با کل بے کاری سمجھتا ہے اور بحیثیت اعمال وہ مفلس ترین انسان خیال کرتا ہے کہ اعتراض ایک حد تک درست ہے لیکن جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ثواب ضرور پہنچاتا ہے اپنے فضل وکرم سے اس کو اپنی نعمتوں سے پالتا ہے، اپنے لطف سے پرورش کرتا ہے، اور اپنی مہربانی اپنی نیکی اور اپنے کرم کو مبذول فرماتا ہے، اس لئے کہ اس نے اپنی مصلحتوں اپنے حظوظ اپنے لئے اکتساب نفع اور دفع اضرار سے ہاتھ کھینچ لیا ہے، جس طرح شیر خوار بچہ اپنی مصلحتوں سے بالکل علیحدہ ہو کر افضال الٰہی پر اس کے رزق کے ساتھ جو والدین کے ذریعہ سے پہنچتا ہے۔ پرورش پاتا ہے، پس جب کہ اللہ تعالیٰ اس کی مصلحتیں اس سے چھین لیتا ہے تو مخلوق کے دلوں کو اس پر مہربان کر دیتا ہے، اور اس کی محبت ہر ایک دل میں پیدا کر دیتا ہے حتیٰ کہ ہر شخص اس سے مہربانی سے پیش آتا ہے پس جو شخص اللہ کے ماسوا سے خالی ہو جاتا ہے اور اس کو امر وفعل الٰہی کے سوائے کوئی چیز حرکت نہیں دیتی تو وہ اس طرح فضل الٰہی سے دنیا و آخرت میں بہ ناز و نعم پرورش پاتا ہے، اور اس سے ایذا دور کر دی جاتی ہے، جیسا کہ خود باری تعالیٰ عزوا سمہٗ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے اَنَّ وَلِیِّیَ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ ط تحقیق میرا کارساز اللہ تعالےٰ ہے، جس نے کتاب اتاری ہے اور وہ نیکو کاروں کی کارسازی کرتا ہے،

مقالہ ۵۲ قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔ اللہ تعالیٰ مومنوں میں سے جو اس کے دوست اور صاحب ولایت و معرفت ہیں ایک گروہ کو صرف اس غرض سے مبتلائے بلا فرماتا ہے کہ وہ کچھ سوال کریں، اور ان کے سوال کو پسند کرتا ہے تاکہ جود و کرم سے ان حق ادائے مومن اللہ تعالےٰ سے سوال

کے وقت ہی قبولیت بھی چاہتے ہیں، بعض اوقات تو فوراً اجابت ہو جاتی ہے، مگر بعض اوقات بالفعل مطلب نہیں حاصل ہوتا یہ سب ناز رکھنے تقدیر کے اس کا مطلب ناقبولیت نہیں ہوتا یا محروم رکھنا نہیں ہوتا پس بندہ پر لازم ہے کہ نزول بلا کے وقت صبر کرے اور ادب سے رہے اور اپنے گناہوں کی جستجو کرے کہ کیا کیا سرزد ہوئے ہیں۔ آیا کون کون سے حکم ترک کر دے، ظاہر و باطن میں کیا کچھ کیا۔ تقدیر میں تنازعہ کیا، وغیرہم ذالک کے واسطے حالتوں میں مبتلائے بلا ہونا ہے۔ قرین مصلحت تھا۔ پس اگر بلا دفع ہو جاتے تو فبہا و رنہ دعا و زاری و عذر داری کرے۔" پس اس بات کے جائز ہونے کے لئے ہمیشہ دعا کرتا ہے کہ مبتلائے بلا ہوتا کہ سوال کر سکے، اور اگر قبولیت میں توقف لاحق ہو تو اللہ تعالےٰ کو متہم نہ کرے، جیسا کہ ہم بیان کر چکے،

مقالہ ۵۳ قال رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہ۔ اللہ تعالےٰ سے اس کی قضا پر راضی رہنے اور اس کے فعل میں فانی ہونا طلب کرو، کیونکہ رضا الٰہی بہت بڑی خوشی بلکہ دنیا کی جنت ہے اور تقرب الٰہی کے لئے وہ ایک بڑا دروازہ ہے اور بندہ مومن سے اللہ تعالیٰ کی دوستی کا ذریعہ ہے، اللہ تعالےٰ اپنے دوست پر ہرگز عذاب نہ کرے گا نہ دنیا میں نہ آخرت میں، اور رضاء فنا میں اللہ تعالیٰ سے ملنا اور اس تک پہنچنا اور اس کے ساتھ انس و آرام حاصل کرنا ہے، نصیبے اور قسمت کی طلب میں مشغول نہ ہونا چاہیئے، خواہ وہ اپنی مقسوم ہو یا نہ ہو، اگر وہ مقسوم ہی میں نہیں، اس کی طلب سراسر حماقت پر مبنی ہے، جس سے بڑھ کر کوئی عذاب ہی نہیں چنانچہ مقولہ ہے کہ اس چیز کا طلب کرنا جو قسمت میں نہ ہو سخت ترین عذاب ہے، اگر وہ چیز مقسوم میں ہے تو اس کی طلب سراسر طمع

وحرص اور شرک ہے اس لئے کہ اللہ کے ماسوا سے مشغول ہونا شرک ہے، اور جو طالب حفظ ہے، وہ اللہ کی دوستی میں صادق نہیں ہے، پس جو لوگ سوائے اللہ تعالےٰ کے دوسری چیزوں کی طرف مائل ہوتے ہیں، وہ محب الٰہی میں جھوٹ بولتے ہیں اور اعمال کا عوض طلب کرنے والا ہرگز مخلص نہیں ہے کیونکہ شانِ اخلاص یہ ہے کہ صرف اس نیت سے اس کی عبادت کی جاوے کہ ربوبیت کو اس کا حق دیوے اور حقیقت اور ملکیت ہونے کی وجہ سے اس کی عبادت کرے کیونکہ طاعت الٰہی کا اس پر حق ہے، اس لئے بندہ کی ہر ایک چیز خواہ وہ متحرک ہو یا سکون یا کسب اللہ تعالےٰ ہی کی ملکیت ہے نیز وہ بھی اس کی ہے جس کا وہ خود مالک ہم قبل ازیں چند بار لکھ چکے ہیں، کہ عبادتیں منجانب اللہ اور انعام الٰہی ہیں، اور یہ اس کا فضل ہے، اس لئے کہ اس نے بندہ کو اس قدر توفیق عطا کی اور اس کو قدر بخشی کہ وہ عبادت کر سکے، لہٰذا شکر الٰہی بجالانا لازم ہے نہ کہ اور الٹا طلب عوض ہو۔ اے طالب حق تو کیا سوچ کر لذتیں طلب کرتا ہے، درحالیکہ یہ بات عام طور سے دیکھی جاتی ہے کہ فراوانی لذت ہو جاتی ہے، اور پے در پے نعمتیں اور لذتیں اُن کی جانب آتی ہیں، تو وہ اپنے پروردگار سے بھی زیادہ ہی ناراض ہوتے ہیں اور وہ بے قرار ہو کر کفرانِ نعمت اور ناشکری اپنی کرتے ہیں، ان کا غم واندوہ اور بھی بڑھ ہی جاتا ہے، اور وہ ان کے لئے جو ان کی قسمت میں نہیں ہیں زیادہ تر محتاج ہونے لگتے ہیں، ان کے علاوہ جو ان کے پاس ہے وہ اپنی قسمتوں کو ناچیز اور حقیر سمجھنے لگتے ہیں، اور دوسروں کی قسمتوں کو بزرگ و خوبصورت خیال کرتے ہیں، اور انہیں کی طلب میں لگ جاتے ہیں حالانکہ وہ اس کی قسمت میں نہیں ہوتی الحاصل انہی موہوم امیدوں اور پریشان خیالوں میں انکی عمریں آئی گئی ہوتی

ہیں۔ ان کے قویٰ تحلیل ان کے جسم ماند ہو جاتے اور ان کی پیشانیاں عرق آلود اور ان کے نامۂ اعمال سیاہ ہو جاتے ہیں۔ یہ سب کچھ ان کے گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے جو وہ غیر از قسمت امور کی تحصیل حاصل میں کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے حکم کو ترک کر دیتے ہیں۔ پر لطف یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ان چیزوں کو بھی نہیں پاتے اور مفلسانہ حالت میں دنیا سے نکلتے ہیں۔ بقولیکہ ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے ہوئے

آہ! نہ تو امر الٰہی ہی بجا لاتے کہ آخرت میں اس کا اجلال ملتا۔ اور نہ غیر کی قسمت ہی کو پا سکے۔ پس اس طرح بھولنے سے دنیا و آخرت ضائع کر دی۔ ایسے لوگ سخت احمق اور بیوقوف ہیں۔ جن کی کوئی نظیر نہیں۔ اگر وہ راضی بقضاء اور قانع بطاعت رہتے تو ضرور بضرور دنیا بھی ان کے پاس بے مشقت و رنج پہنچ جائیں۔ اور آخر کار وہ ہمسائیگی الٰہی کی جانب تبدیل کئے جاتے اور اس وقت جو چاہتے پا لیتے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم تم کو ان لوگوں میں سے جو قضا پر راضی ہوتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے سوالوں کو رضا اور فنا اور حفظ و حال اور اس چیز پر جو محبوب الٰہی ہے منحصر رکھا ہے۔

مقالہ ۵ قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ واضح ہو کہ جو شخص خواستگار آخرت ہو۔ اس کو دنیا میں زہد کرنا لازمی ہے۔ اور جو خواستگار ربوبیت ہو اس کو آخرت میں زہد کرنا ضروری ہے۔ پس دنیا کو آخرت کے لئے اور آخرت کو اللہ کے لئے چھوڑ دینا چاہئے۔ پس تا حدِ امکان دنیا کی شہوتوں میں سے کوئی شہوت اور لذتوں میں سے کوئی لذت اور اس کی خوشیوں میں سے کوئی خوشی خواہ کھانے کی ہو یا پینے کی یا پہننے کی یا نکاح کرنے، سکونت و حکومت کی چیزوں میں سے یا علم فن میں سے سوائے پنج ارکان اسلام کے اور یا حدیث

کی روایات اور اس کے ساتھ قرآن مجید کی قرأت اور صرف و نحو فصاحت و بلاغت میں سے محتاجگی کے دور ہونے اور تونگری اور رفع بلا سے یا عافیت کے آنے ضرر کے دور ہونے اور نفع کے ملنے وغیرہ سے غرضیکہ ان میں ہر ایک کا ہونا شانِ زہد و ورع سے بعید ہے۔ اس لئے کہ ان میں ہر ایک میں لذت ہو اور ہوس مضمر ہو۔ اور ہوا و ہوس سے محبت کرنا خاص دنیا سے ہے۔ اور یہی تو وہ چیزیں ہیں۔ جو حیات کو محبوب بناتی ہیں۔ اور موت سے ڈراتی ہیں۔ اور جن کے ذریعے سے دنیا میں ہر قسم کی لذت ملتی ہے۔ پس زاہد کو چاہئے کہ وہ ان سب کو دل سے نکالنے کی کوشش کرے۔ اور اپنے نفس کو ان سے دور کرنے اور اکھاڑنے میں مواخذہ کرے اور فکر و فاقہ پر راضی رہے۔ حتےٰ کہ اس کے دل میں ایک گٹھلی کے چوسنے کی بھی آرزو باقی نہ رہے۔ تب اس کا زہد خالص ہو جائے گا۔ پس جب اس کا زہد ترک لذات پورے ہو جائیں گے۔ تو دل سے غم و اندوہ اور پیٹ سے سختی بھی جاتی رہے گی جیسا کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

ترجمہ حدیث شریف زہد کو دنیا میں دل اور جسم کو آرام دیتا ہے۔ پس جب تک اس کے دل میں لذت ہائے نفس و ہوا سے ایک ذرہ بھر بھی باقی رہے۔ تو غم و اندوہ۔ خوف و غم بھی اس وقت رہے گا۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کے درمیان میں حجاب رہے گا۔ مگر جب دنیا کی محبت دور ہو جائے گی۔ اور کل علائق ٹوٹ جائیں گے۔ تو وہ پردہ بھی اٹھ جائے گا۔ الحاصل زہد کو لازم ہے۔ کہ وہ آخرت زہد کرے۔ یعنی دنیا و آخرت میں طالب درجات نہ ہو۔ اور منزل ہائے بلند و حور و قصور غلمان گلزار سواریاں پوشاک و زیور و کھانے وغیرہ کی اشیاء کو جو اللہ تعالےٰ نے مومنوں کے لئے پیدا کی ہیں۔ اپنے مال کے عوض میں طلب نہ کرے تو وہ بے شک اللہ تعالےٰ کو پالے گا۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے

اس کا حصہ بھی اس کو پورا عطا فرمائے گا۔ اس کو مرتبۂ تقرب بخشے گا۔ اس کے ساتھ مہربانی کرے گا۔ اور قسم قسم کی مہربانیوں سے اس کو اپنی طرف سے پہچان کرائے گا جیسا کہ اللہ تعالےٰ اپنے نبیوں، مرسلوں، ولیوں۔ اور جہان کے ساتھ ہے پس بندہ اپنے کام میں تا بہ زیست ہر روز ترقی کرتا رہے گا۔ حتےٰ کہ بازگشت کا وقت آجائے گا۔ اور وہ دارالآخرت کی جانب لوٹ جائے گی۔ اور اس کی طرف جائے گا۔ جس کو نہ آنکھوں نے دیکھا ہے۔ نہ کانوں نے سُنا اور نہ کسی شخص کے دل پر گذرا یعنی وہ چیز جس کے وصف میں مہم وعبارتیں بھی قاصر ہیں

مقالہ ۵۵ قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔ خطوط میں مرتبہ ترک کئے جاتے ہیں۔ ایک تو جب کہ انسان جہل تاریکی میں چلتا ہو۔ اور بے راہ ہاتھ پر پیٹتا ہو وہ ہر کام کو اپنی خواہش کے موافق کرتا ہو بغیر عبادت الٰہی و مہار شرعی کے یا کسی موحد کے حکم کے بغیر جب وہ اس حال پر ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اس کی جانب بھیجتا ہے۔ دوسرا اس کا نفس بطور خورد وعظ کا کام کرتا ہے۔ حتیٰ کہ یہ دونوں واعظ مل جل کر اپنا کام کر جاتے ہیں یعنی نفس اور طبع پر فتح حاصل کرتے ہیں۔ اور نفس کو اپنی معیوب حالت معلوم ہو جاتی ہے کہ وہ شرع کا مخالف ہے۔ پس وہ اس کی موافقت کی کوشش کرتا ہے۔ اور کل تصرفات میں شرع کی پابندی کرنے سے وہ اس کو قائم کرنے والا اور نفس و طبع سے فنا جانے والا ہوتا ہے۔ وہ دُنیا کے حرام اور اس کے مشتبہ کو اور لوگوں کی خوشامد وغیرہ کو یک لخت ترک کر دیتا ہے۔ اور کھانے پینے پہننے نکاح وغیرہ کی حلال چیزیں حاصل کرتا ہے۔

لایموت حاصل کرے۔ جو جسم کی بنیاد ہے۔ اور طاعت الٰہی قوت پاوے اور اپنی قسمت کو جو اس کے لئے مقسوم ہو چکی ہے۔ اور جس سے آگے ایک بھر بھی بڑھانا ممکن ہے۔ بخوبی پالے الحاصل وہ بحکم شرع مباح اور حلال ہوای

پر سوار ہو کر اپنے تمام احوال میں سیر کرتا ہے حتےٰ کہ یہ سواری آستانِ ولائیت تک پہنچ کر ان کی جماعت میں داخل ہو جائے۔ جو محض اور خواص اور صاحب عزیمت اللہ تعالےٰ کے محب ہیں۔ پھر صرف امر الٰہی کے ساتھ کھاتے بغیر حکم صاحب مباح اشیا کو بھی نہ کھائے۔ اس وقت اللہ تعالےٰ کی جانب ندا سنتا ہے گویا کہ اس کا باطن کہتا ہے کہ اے بندہ اگر تو خالق چاہتا ہے۔ تو نفس اور حظوظ مخلوق کو ترک کر دے اور اپنی دنیا اور آخرت اپنی ہستی و موجودات کو چھوڑ دے کہ گویا ابھی پیدا ہوا ہے۔ اور اپنی کل آرزوؤں سے معرا اور فانی ہو۔ اور ترک شرک سے خوش ہو۔ اس کے بعد اندر داخل ہوا۔ اور فرش پر با ادب گردن خمیدہ چلا آ۔ دائیں آخرت بائیں دنیا کی جانب بالکل نظر نہ کر اور نہ مخلوق اور حظوظ کو دیکھ۔ پس جب انسان اس مقام میں داخل ہو جاتا ہے۔ تو منجانب اللہ اس لئے خلعتیں آتی ہیں۔ اور انوار و معارف و علوم گوناگوں افضال الٰہی کا اس پر نازل ہوتا ہے۔ اور اس کو کہا جاتا ہے۔ کہ تو اور افضال سے آراستہ ہو اور ان کے رد کرنے سے بے ادبی نہ کر کیوں کہ شاہی نعمتوں سے منہ موڑنا اس کی بارگاہ کو خفیف و رفیق سمجھتا ہے۔ پس اس وقت اپنے سے فانی ہو کر اللہ تعالےٰ کے ساتھ باقی رہ کر فضل و قسمت کو ملے گا۔ بغیر اپنے ہونے کے۔ مگر پہلے ہوا و ہوس سے ملتا تھا۔ الحاصل حظوظ اور اقسام کے لینے میں چار حالتیں ہیں اوّل از روئے طبع یہ حرام ہے دوم از روئے طبع یہ مباح ہے سوم از روئے امر باطنی اور وہ ولائیت و ترک ہوا کی حالت ہے چہارم از روئے افضال الٰہی اور یہ حصول ابدالیت کی حالت ہے۔ اور قضاء قدر کے ساتھ جو فعل الٰہی ہے۔ قائم ہونے کی دلیل اور یہ علم ہے۔ صلاح کے ساتھ متصف ہونے کی دلیل ہے پس وہ حقیقت جو اس مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔ صالح اس کا نام ہے۔ اللہ تعالےٰ کے اس قول سے

ہی یہ مراد ہے۔ تحقیق اللہ تعالےٰ میرا کارساز ہے۔ جس نے کتاب نازل فرماتی ہے اور وہی نیکیوں کی کارسازی فرماتا ہے پس وہ بندہ ایسا ہے جس کا ہاتھ مصلحتوں اور نعمتوں کے حاصل کرنے اور احترام و فسادوں کے دور کرنے سے روک دیا گیا ہے۔ جیسا کہ دایہ کے ساتھ شیر خوار بچہ کی اور غسال کے ساتھ مردہ کی نسبت ہے۔ ایسی ہی دست قدرت کے نسبت ہے۔ کہ وہ اس کی پرورش کا متولی ہے اور سوائے اس کے وہ کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ اور کوئی تدبیر نہیں کرتا۔ خواہ حال ہو یا مقام یا ارادہ وہ سب سے فانی ہوتا ہے۔ اس کا قیام قدر کے ساتھ کہ وہ اس کو کبھی کشادہ کرتی ہے۔ اور کبھی تنگ کبھی غنی کرے کبھی محتاج مگر وہ تو کسی چیز کو اختیار کرتا ہے نہ کسی کی طلب و آرزو کرتا ہے۔ اور نہ اپنی قسمت کے بدلنے کی خواہش کرتا ہے۔ پس اس کا دائمی رضا اور موافقت ہی وہ حال ہے کہ جن کی جانب اولیاء و ابدالوں کی حالت ختم ہوتی ہے۔

مقالہ ۵ قال رضی اللہ عنہ فاعلم واضح ہو کہ جب بندہ خلق ارادہ و آرزو سے فانی ہو جاتے اور دنیا و آخرت میں سوائے اللہ کے کچھ نہ چاہے تو وہ خدا رسیدہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو منتخب و برگزیدہ اور اپنا اور اپنی خلقت کا محبوب کرے گا۔ اور اس کو توفیق عطا فرماوے گا کہ تقرب الٰہی کا خواستگار اور فضل باری سے متنعم اور اللہ تعالےٰ اس پر اپنی رحمت کے دروازے وا کر دے گا اور ان سے وعدہ کرے گا کہ وہ دروازہ ہائے رحمت ان پر کبھی بند نہ کئے جائیں گے۔ پس اس وقت بندہ صرف اللہ تعالےٰ ہی کو اختیار کر لیتا ہے۔ اسی کے ارادہ سے ارادہ اسی کی تدبیر اسی کی خواہش سے خواہش کرتا ہے۔ اور اسی کی رضا سے راضی ہوتا ہے وہ سوائے امر الٰہی کے اور کسی غیر کے امر کی بالکل فرمانبرداری نہیں کرتا بلکہ سوائے خدا تعالےٰ کے اور کوئی وجود دیکھتا ہے نہ فعل۔ پس اس وقت ہو سکتا ہے کہ اللہ

تعالےٰ بندہ کے ساتھ کوئی وعدہ کرے اور اس کی وفا نہ ہو یعنی بندہ کے دل میں جو خیال گذرا تھا وہ پورا نہ ہوا اس لئے کہ دوئی تو دور ہی ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ بندہ کے ارادہ میں مغائرت تو رہی ہی نہیں۔ پس بندہ فعل و ارادہ الٰہی بن گیا۔ پس اس کی جانب وعدہ نسبت نہ کیا جاویگا۔ اور نہ اس کا اختلاف محسوب ہوگا کیونکہ یہ تو ان کی ضعف ہے جن میں ہوا اور ارادہ ہو پس وقت میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ اسکے حق میں ایسا ارادہ ہوگا جیسا کہ کسی شخص نے کسی کام کا ارادہ کیا۔ مگر اس کی نسبت کر کے پھر کسی وجہ سے وہ نیت بدل دی۔ مانند ناسخ و منسوخ کے اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب وحی فرمائی ہے اور وحی یہ ہے۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ جب ہم منسوخ کرتے ہیں کسی آیت کو یا اس کو بھلاتے تو لاتے ہیں اس سے بہتر یا اس کی مانند کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارادہ کھینچا گیا تھا۔ ان جگہوں کے علاوہ جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ بدر کی قید وغیرہ سے حالانکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے مراد اس کے محبوب تھے جب ان کو ایک حالت پر نہیں چھوڑا اور تقدیر کی جانب بدلا اور تقدیر کی باگ ان کی جانب چھوڑ دی اور ان کو تقدیر سے پھرایا اور بدلا اور فرمایا کہ تو جانتا نہیں کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے تنبیہہ فرمائی قدر کی موجیں کبھی ادھر کبھی ادھر پلٹتی رہتی ہیں۔ پس ولی امر کی نہایت نبی کے امر کا شروع ہی نہیں ہے پیچھے ولائیت اور ابدالیت مگر نبوت

مقالہ ۵۷۔ قال رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہ۔ واضح ہو کہ تمام حالتوں میں قبض ہے۔ اس لئے کہ ولی ان کی حفاظت پر مامور ہے۔ اور جس چیز کی حفاظت کا حکم ہوتا ہے اس میں قبض ضرور اور تقلید و قدر کے ساتھ قیام کرنا بسط ہے۔ کیونکہ وہاں کوئی چیز نہیں حفاظت کا حکم کیا جاوے۔ سوائے اس کے قدر میں موجود ہونے کے پس

اس کو لازم ہے کہ قدر میں نزع نہ کرے بلکہ موافقت کرے ہاں اس پر نزع کرے جو اس پر جاری ہو۔ اور اس میں بیٹھا و کٹھا ہو اور احوال کی ایک حد ہے کہ اس کی حفاظت کا حکم کیا گیا ہے۔ مگر فعل جو قدر ہے لامحدود ہے۔ اس امر کی علامت کہ بندہ قدر و فعل بسیط کے مقام میں داخل ہو گیا ہے یہ ہے کہ اس کو حظوظ کے مانگنے کا کیا جاوے بعد اس کے کہ ان کے چھوڑنے اور اس میں زہد کرنے کا حکم ہوتا تھا۔ کیوں کہ جب اس کا دل لذات سے بالکل خالی ہو گیا۔ اور اس میں اللہ تعالےٰ کے سوائے کچھ باقی نہ رہا۔ تو اس کے لئے فراخی کی جاتی ہے اور سوال کرنے کا حکم کیا جاتا ہے۔ اور ان چیزوں کو طلب کرنے کو کہا جاتا ہے۔ جو اس کے مقسوم میں ہیں۔ اور ان کے سوال کے غیر کوئی چارہ ہی نہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی بزرگی اور اس کا مرتبہ ثابت ہو نیز اللہ تعالےٰ کا احسان فرمانا بھی معلوم ہو جائے۔ اس سوال کی محبوبیت سے اور حظوظ کے دینے میں سوال کرنے سے زبان کھول دی۔ بہت سی بسط بعد قبض کی علامتوں میں سے ہے احوال و مقامات اور حدود کی حفاظت کی تکلیف سے نکال دینا اگر کوئی شخص سوال کرے کہ یہ مقولہ تو تکالیف شرعیہ کے دور کرنے اور بے دینی قائم کرنے خارج الاسلام ہونے اللہ اس کے قول سے وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ط عبادت کر رب اپنے کی حتیٰ کہ آوے تجھ کو مدت کے رد کرنے پر اس کے جواب میں کہا ہے کہ یہ مقولہ ان باتوں پر ہرگز دلالت نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور اس کی عزت کا قائل دل میں اس سے زیادہ کہ وہ مبتلائے معصیت کر سکے جو کمی مرتبہ کا موجب ہے۔ ہونا۔ اور ان امور سے جو از روئے شرع ناپسند ہیں بچانے اور اس کی حفاظت کرنے اور اس کو تنبیہ کرنے کا موجب و باعث غالب ہوتا ہے۔ وہ اس کو حفظ و حدود کے لئے سیدھا کرتا ہے جس سے عصمت حاصل ہوتی ہے اور حدود محفوظ رہتی ہیں اور بلا مشقت و تکلیف کے اور دماس سے نجیب اللہ

تعالےٰ کے قرب میں ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے یوسف علیہ السلام سے فرمایا۔ کَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۔ اسی طرح کہ ہم پھیریں اس سے بُرائی اور بے شرمی کو بہ تحقیق وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہے۔ اور شیطان کے خطاب میں فرمایا ہے اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۔ ترجمہ تحقیق میرے بندے نہیں ہے تجھ کو اس پر غلبہ۔ اور فرمایا ہے۔ ترجمہ قال اللہ تعالیٰ۔ مگر بندے میرے مخلص۔ یعنی تو ان کو گمراہ نہ کر سکے گا۔ اے شخص وہ اللہ جل جلالہ عزوجل کا اٹھایا ہوا اور اس کا چاہا ہوا ہے۔ وہی اس کی پرورش فرماتا ہے اور کنار رحمت وقرب میں جگہ دیتا ہے۔ پھر بھلا شیطان یا مجربات شرع اس تک کیوں کر دخل پا سکتے ہیں۔ اگر تو نے اس کی تعظیم کی۔ مگر بات بہت بُری کی ان نالائق اور کمینی ہمتوں اور ناقص عقلوں اور فاسد خیالات سے ہلاکت ہے اللہ تعالیٰ ہم کو اور مومن بیانوں کو مختلف مذہبوں سے بچائے اور اپنی قدرت و الطاف و رحمت کی پناہ میں رکھے اور کتابوں کو روکنے اور حمایت کرنے والے پردوں میں ہم کو چھپائے اور اپنی کامل نعمتوں اور دائمی فضلوں اور احسانوں سے ہماری پرورش فرمائی۔

مقالہ ۵۸ قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔ ہر طرف سے اندھا ہو جا اور کسی کی جانب نہ دیکھ تا وقتیکہ تو ان میں سے کسی ایک کی جانب دیکھے گا۔ اس وقت تیرے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل و قرب کی راہیں نہ کھولی جاویں گی الحاصل اول تو اپنی ذات اور نفس کو بھول کر پھر اپنے علم کو پناہ کر کے سب اطراف کو بند کر دے۔ پس اس وقت تیری چشم باطن اللہ تعالےٰ کے فضل عظیم کی جانب ہو کیجائیں گی۔ اور تو فنا نہ ہو گا۔ بعد اپنے سر کی دونوں آنکھوں اور ایمان اور دل اور یقین کے نور کی شعاع سے دیکھے گا۔ اور ایک شمع کی مانند جو اندھیرے گھر میں روشن کی جائے اور اگر تمام گھر منور ہو جائے تیرے باطن سے تیرے ظاہر پر نور ظاہر ہوگا اور وعدہ و عطا الٰہی پر نفس اور اعضا آرام پکڑیں گے پس

اے شخص تو اپنے نفس پر رحم فرما اور اس پر ظلم نہ کر اور نہ اس کو جہالت وحماقت کی تاریکی میں پھنسا۔ یعنی جہالت اور خلق وحول وقوت واسباب کو نہ دیکھ اور نہ اس پر بھروسہ کر۔ ایسا کریگا تو تجھ سے طرفین بھی بند کرلی جائیں گی اور شرک ومقابلہ کی وجہ سے تیرے لئے فضل وکرم الٰہی کی راہیں بھی نہ کھولی جائیں گی اور اگر تو صرف اللہ ہی کی جانب نظر امید رکھیگا اور اس کے سوا سے بالکل اندھا ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو تقرب مرحمت فرمائیگا اور تجھ پر رحم فرما کر پرورش کریگا کھانے پینے کو عطا کرے گا۔ بیماری میں دوائی اور تندرستی عطا کرے گا مفلسی میں مال دے گا مدد کرے گا دوست اور حاکم بنائے گا۔ مگر پھر خلقت اور نفس سے محو کرے گا اور تجھ کو فنا کر دیگا۔ تو اس کے بعد نہ تو اپنے فکر کو دیکھ سکے گا نہ تونگری کو۔

مقالہ ۵۹ ۔قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورضاہ تیری جانب میں وہ کیفیتیں یعنی بلا یا نعمت ہونا لازم ہے اگر بلا ہے تو تجھ سے اس میں بہ تکلیف صبر کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے یہ ادنیٰ درجہ ہے اور صرف صبر کرنا یہ اعلیٰ درجہ ہے۔ اس کی رضا اور فنا پر۔ مگر یہ ابدالوں عارفوں اور اللہ تعالیٰ کے جاننے والوں کے درجات ہیں نعمت کیلئے تجھ سے شکر کا مطالبہ ہوتا ہے اور وہ شکریہ زبان دل ہاتھ اور پاؤں سے ادا کیا جاتا ہے۔ یعنی زبان سے تو اسی طرح ادا ہوتا ہے کہ وہ اقرار کرے کہ یہ نعمت منجانب اللہ ہے اور مخلوق کی جانب نہ دے اور نہ اپنے نفس حول وقوت وحرکت وکسب یا کسی غیر شخص کی جانب جس کے ذریعے سے وہ کام انجام پایا ہو منسوب کرے کیونکہ یا تو وہ جسکے ذریعہ کام انجام پایا ہو گویا اوزار ہیں اور اس کو بانٹنے والا یا جاری یا پیدا کرنیوالا اور اسباب بنانیوالا اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا وہی شکریہ کا سچا حقدار ہے نہ اس کا غیر جیسا کہ وہ غلام جو ہدیہ یا تحفہ اٹھا کر لائے شکریہ کا مستحق نہیں بلکہ وہ تو مستحق ہے جو اس نعمت کو بھیجے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے حق میں جنہوں نے اس نذر کو معدوم کر دیا ہے فرمایا ہے جانتے ہیں ظاہر کو دنیا کی حیاتی سے اور وہ آخرت سے بے خبر ہیں پس جو لوگ صرف ظاہر اور اسباب ہی کو دیکھتے ہیں اور ان کی مفارقت اس سے آگے تجاوز نہیں کرتی وہ لوگ

جہل اور بیوقوف ہیں۔ کیونکہ عقل مند کو عاقل تو اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ انجام کار پر نظر کرتا اور دلی شکریہ جب ادا کیا جاتا ہے کہ اس کو پکا اعتقاد ہو جو کچھ اپنے پاس ہے خواہ وہ ظاہر میں ہے یا باطن میں لذت منفعت نعمت و حرکات و سکنات وغیرہ ہم ذالک وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے ہے اور کسی غیر کو اس میں مطلق دخل نہیں۔ اور زبانی شکریہ اس شئے کا بیان ہوتا ہے اور اپنے پاس ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان تینوں آیتوں میں جن کے ترجمے ذیل میں کئے جاتے ہیں۔ پہلی آیت کا ترجمہ جو نعمت تمہارے پاس ہے۔ وہ اللہ کی جانب سے ہے اور فرمایا دوسری آیت جس کا ترجمہ یہ تحریر کیا ہے۔ اس ظاہر و باطن اپنی نعمتوں کو تم پر کامل کیا ہے اور فرمایا ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ترجمہ اگر تم اس کی نعمتوں کو گنوں تو نہ کن سکو گے۔ پس مومن کیلئے کوئی منعم سوائے اللہ تعالیٰ کے نہ رہیگا اور اعضاؤں سے اس طرح شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ ان کو طاقت الٰہی میں حرکت دے اور سوائے اس کے کسی غیر کی طاعت میں ان کا استعمال نہ کرے اور کسی بات میں جو خلاف حکم الٰہی ہو نہ مانے خواہ وہ نفس کی ہو یا اولادوں یا آرزوؤں وغیرہ کی۔ پس چاہیے کہ طاعت الٰہی کو پیشوا کرے اور اس کے ماسوا کو اس کا تابع بنائے اگر تو ہمارے اس قول کے برخلاف کریگا اور ظالم اور بے انصاف اور اللہ کے حکم کے خلاف کرنیوالا اور بدیوں کے راستہ پر چلنے والا ہو جاویگا۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ترجمہ اور جو کوئی نہ حکم کرے اس چیز سے جو اللہ نے اتاری ہے تو وہ کافر ہے اور ایک آیت میں اس طرح بھی آیا ہے کہ جو کوئی نہ حکم کرے اس چیز سے جو اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے تو وہ ظالم ہے اور ایک آیت میں فرمایا ہے کہ وہ بدکار ہے حاصل کلام انجام کار تجھ کو اس آگ کی طرف جانا ہوگا۔ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں حالانکہ تو دنیا میں ایک ذرا سی آگ کی چنگاری یا معمولی حرارت کو بھی برداشت نہیں کر سکتا جائے غور ہے کہ پھر اس دوزخ میں کس طرح صبر کر سکے گا تنبیہ ہو جلدی کر اللہ تعالیٰ کو لازم پکڑ خواہ ابلا کی حالت ہو یا نعمت کی ان کی شرائط کی حفاظت کر

اس لئے کہ کسی حالت میں ہونا خواہ وبلا ہو یا نعمت تیرے لئے لازمی ہے پس بہتر یہ ہے کہ ہر حالت کو صبر اور شکر کے ساتھ اس کا حصہ دیدے جیسا کہ میں نے قبل ازیں تجھ کو بتا دیا ہے یعنی بحالت مصیبت شاکی نہ ہو خواہ کوئی ہو اس کے سامنے اضطرار ظاہر نہ کر اپنے جی میں اور پر تہمت نہ لگا اس کی حکمت میں شک نہ کر ممکن ہے کہ اسی میں تیرے لئے دارین کی فلاح ہو پس ایسی مصائب کیلئے فانی انسان کی امداد کا خواستگار نہ ہو کیونکہ یہ تیری جانب سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ رکھو اللہ کی اس وسیع مملکت میں کسی دوسرے کو بالکل اختیار نہیں ہے نہ کوئی ضرر پہنچا سکتا ہے نہ نفع نہ کوئی تکلیف ہٹا سکتا ہے اور نہ بھلائی لا سکتا ہے بیمار کو صحت عطا کرنے والا اور مفلس کو دولت دینے والا سوائے اس عزوجل کے کوئی نہیں لہٰذا جبکہ مخلوق بلا کو دفع نہیں کر سکتی پھر ظاہر یا باطن میں اس طرف مشغول ہونا اگر حماقت نہیں تو کیا ہے پس صبر و رضا کو لازم جان اور اسکے فعل میں جو تجھ میں کیا جاتا ہے فانی ہو جائے کہ تو ان سے محروم کیا جائے کہ تو تو یاد اور عاجزی اور اپنے گناہوں کا اقرار کر اور نفس کی ناہمواری سے اور اللہ کی پاکی بیان کرنے سے اور اس کی توحید اور نعمتوں کے اقرار سے اور بیزاری شرک سے اور صبر و رضا اور موافقت کی طلب سے داد خواہ ہو۔ تا وقتیکہ نوشتہ قسمت پورا ہو اور یہ بلا و مصیبت اور سختی دور ہو جائے اور نعمت اور فراخی اور چین اور خوشی منہ دکھلائے جیسا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے ساتھ ہوا تھا۔ یا جس طرح شب کی تاریکی کے بعد دن کی روشنی اور سرما کی خنکی کے بعد بہار کی خوش آئند ہوا اور خوشبو آتی ہے۔ کیونکہ ہر چیز کے لئے اس کی انتہا اور اس کی حد لازمی ہے پس صبر مفتاح فلاح ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ صبر ایمان کے لئے ایسا ہے جیسا جسم کے لئے سر اور فرمایا ہے صبر تمام و کمال ایمان ہے اور شکر کا بھی فقط نعمتوں سے ملنا ہی ہوتا ہے اور نعمتیں بخشش الٰہی ہیں جو تیری قسمت میں لکھی ہیں۔ پس تو اسی وقت شکر سے آراستہ اور ملبس ہو سکتا ہے کہ فنا ہو جائے

اور ہوا و ہوس کو دور کر دے اور پرہیز کی حالت ہو اور یہ حالت ابدالوں کی ہے اور اخیر درجہ بھی یہی ہے تو میری باتوں کا یقین کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ تجھ کو ہدایت ہو جائیگی۔

مقالہ ۹۔ قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ سلوک کی ابتدا یہ ہے۔ کہ متعاد سے مشروع کی جانب نکلے اس کے بعد مقدر کی طرف اور پھر حفظ وحدود کی شرائط پر متعاد کی جانب رجوع کرنا اور متعاد سے کھانے پینے پہننے نکاح کرتے رہنے وغیرہ ضروریات عادت اور طبیعت کے ساتھ شرع کے امر و نہی کی جانب نکلے گا پس تو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی پیروی کرے گا جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا، قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ جو چیز لائے تم کو رسول اس پکڑو اور جس سے منع کرے تم اس سے باز رہو اور فرمایا کہ اے محمد کہو تم کو اللہ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ اے شخص تو اپنے ظاہر و باطن میں ہوائے نفس اور اس کی رعونت سے خالی ہو گا اور سوائے توحید الٰہی کے تیرے باطن میں کچھ نہ رہے گا اور ظاہر میں بھی یا تو عبادت رہے گی یا طاعت اور لیس اور تیرے لباس اور تیری عادت و حرکت و سکون کی بمنزلہ ہو جائے گی خواہ سفر ہو یا حضر دن ہو یا رات صحت ہو یا علالت عافیت ہو یا مصیبت غرضیکہ ہر حال میں تو ان کا مطیع رہیگا۔ اس کے بعد میدان کی قدر کی جانب اٹھا لیا جائے گا۔ اور جب تجھ میں قضاء قدر تصرف کریں گے تو تو اپنی کوشش طاقت قوت سے بھی فانی ہو جائے گا اس وقت تجھ پر ان سمتوں کا بھی ظہور ہو گا جو تیرے مقسوم ہو چکے ہیں پس تجھ ان میں حفظ و سلامتی عطا کی جائیگی حدود شرع ان میں محفوظ رکھی جائینگی اور فعل الٰہی ان میں موافقت حاصل ہو گی شرع کا قاعدہ بھی کفر یا حرام کو جائز کرنے کے یا امور کو ذلیل خوار کرنے کی جانب لوٹیگا ارشاد باری تعالیٰ ہے تحقیق ہم نے ذکر کو اتارا ہے اور ہم اس کی حفاظت کرنیوالے ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے ہم نے اسی طرح کیا تاکہ اس سے برائی اور بے شرمی کو پھیریں اور

تحقیق کہ وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہے پس اے شخص تو تلاوت کے وقت تک حفظ و پرہیزگاری کی صحبت کرے گا خدا کی رحمت سے اور وہ سب کچھ کھانا ہو یا کپڑا تیری قسمت ہو گا اور تیرے سیر کرنے کی حالت میں تیرے راستہ میں اور تیرے چلنے کی حالت میں طبیعت کے جنگل اور ہوا کی وادی میں بند کی گئی ہیں کیونکہ بار ہے اور بار تجھ سے دور کر دیا گیا ہے تاکہ تجھ کو بوجھل کر کے ضعیف نہ کر دیں کہ تو اپنے مقصود سے رکا رہے اس وقت کہ دانا تک پہنچے اور وہ فنا قربت الٰہی کا موجب ہے اور اس کی معرفت و علوم لدنیہ سے باہر اور دریائے انوار میں داخل ہونے کا اسرار اس طرح ہے کہ ظلمت طبع انوار کو مضرت نہ پہنچائے۔ جب تک جسم میں روح ہے اس وقت تک طبیعت بھی باقی ہے تاکہ قسمتوں کو پورا کرے اس نے کہ اگر انسان کی طبع زائل ہو جائے تو پھر اس میں اور فرشتوں میں فرق ہی کیا ہے پس تو یہ نظام درہم برہم ہو جائیگا اور حکمت باطل ہو جائیگی پس طبع تجھ میں باقی رہی ہے کہ تو اس سے قسمتیں اور حظوظ حاصل کرے پس بقائے طبائع و بسیطہ ہوں گے ذاصل جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے میری جانب تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں محبوب کی گئی ہیں خوشبو۔ عورتیں اور میری آنکھوں کی مٹری یعنی خوشی۔ نماز میں کی گئی ہے پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا اور دنیا کی چیزوں سے فانی ہو گئے تو ان کی جانب انکی قسمتیں پھیری گئیں جو ان کی سیر کرنے کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی جانب ان سے روکی گئی تھیں پس آپ نے ان کو پورا کر لیا حکم الٰہی کی موافقت اور اس فعل پر راضی ہونے سے اس کی فرمانبرداری کے طور پر اس کے نام پاک اور اس کی رحمتیں عام ہیں اس کا فضل نبیوں اور ولیوں پر ہے اس معاملہ میں ولی بھی اسی طرح ہیں۔ فانی ہونے کے بعد ان حظوظ بھی ان کی جانب رجوع کرنا کہتے ہیں +

مقالہ ۶۱ - قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ ہر مسلمان متکلف کیا گیا ہے۔ توقف کرنے حاضر ہونے اور قسمتوں کے لینے سے جس کو حکم اس کو اس کی راحت کے یا علم مقسوم ہونے

کی شہادت دے ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے المومن فراش والمنافق تعاف مومن تو دریافت کرنیوالا ہے اور منافق فوراً گرفت کرنیوالا ہے اور ارشاد ہے۔ کہ دع ما یریبک الی ما لا یریبک چھوڑ اس کو جو تجھے شک میں ڈالے اس کی جانب جس میں شک نہ پس مومن ہر قسمت کے پاس ٹھہرتا ہے خواہ وہ کھاتا ہو یا پہنتا ہو یا نکاح وغیرہم ذالک اور اس کو اس وقت تک نہیں چھوتا جب تک کہ حکم شرعی اس کے استعمال کی اجازت نہ دے یہ قوی کی حالت ہے اور اگر ولایت کی حالت ہو تو تاوقتیکہ امر باطنی اور خوشیت وابدالیت کی حالت میں علم اور فنا کی حالت میں فعل محض نہ دے اس وقت تک کچھ نہیں کرتا اس کے بعد اس پر دوسری حالت طاری ہوتی ہے اور وہ یہ کہ جو چیز اس کو ملے۔ وہ اس کو بلا قید کھا جاتا ہے۔ تاوقتیکہ اس کو حکم شریعت یا امر باطنی یا علم منع نہ کرے یا اگر ذرائع سے ممانعت ہوتی ہے۔ تو اس کو چھوڑ دیتا ہے یہ حالت پہلی حالت سے بالکل خلاف ہے کیونکہ پہلی حالت میں تو توقف لازم تھا اور اس میں اس کا کھا جانا اس سے مقتبس ہونا اور اس کے بعد ہی ایک تیسری حالت طاری ہوتی ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ اس وقت تناول محض منکبس ہونا اس چیز سے جو نعمتوں میں سے کھولی جاوے بغیر حکم امر شرعی و امر باطنی و علم میں سے ہے۔ ایک معترض ہونے کے اور فنا کی حالت ہے۔ پس اس میں مومن آفتوں اور شرعی حدود کے توڑنے سے محفوظ رہے گا۔ وہ فنا ہوگا اور اس سے برائیاں پھیری جائیں گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حق میں فرمایا کذالک لنصرف عنہ السوء والفحشاء انہ من عبادنا المخلصین ترجمہ۔ ہم نے اس طرح کیا تھا کہ پھیریں اس کے حق میں برائی اور بے شرمی کو تحقیق وہ ہمارے مخلص بندوں سے ہے۔ پس بندہ معہ حفاظت کے حدود توڑنے سے اس کی مانند ہوگا جسکی جانب کام سپرد کیا گیا ہے اور جس کو اجازت دی گئی اور جو امر مباحوں میں قید کیا گیا ہوگا اور جس کے لئے نیکی آسان کی گئی ہوگی پس جو چیز اس کو ملتی ہے یہ اس کی قسمت ہے جو دنیا اور آخرت میں آفاقوں اور کدورتوں

میں سے صاف کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارادہ و رضا اور فعل موافق ہے اس کے بعد کوئی حالت نہیں ہوتی اور یہی سب کی انتہا ہے یہ حالت بڑے بڑے اولیاؤں کی ہے۔ جو صاحب اسرار ہیں اور گویا انبیاء علیہم السلام کی حالتوں کے دروازوں تک پہنچ گئے ہیں۔

مقالہ ۶۲ - قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارِ ضاء تو بہت کہتا ہے کہ وہ نزدیک کیا گیا ہے اور میں دور ہوں یا وہ عطا گیا ہے میں محروم ہوں یا وہ غنی ہے میں مفلس ہوں یا وہ تندرست ہے میں بیمار ہوں یا وہ معزز ہے اور میں خوار ہوں یا وہ راست باز مشہور ہے میں دروغ گو سمجھا جاتا ہوں۔ اے شخص تم کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے۔ اور وحدانیت ہی کو پسند کرتا ہے اور اس کو دوست جانتا ہے جو صرف اسی سے محبت رکھتا ہو جبکہ اللہ تعالیٰ تجھ کو کسی دوسرے شخص کے ذریعہ سے قریب کرتا یعنی کچھ عطا فرماتا ہے۔ تو تیری محبت اللہ تعالیٰ کے لئے کم ہو جاتی ہے اور باہم محبت ہو جاتی ہے یعنی اکثر اوقات تیرے دل میں اس شخص کی رغبت اور محبت بھی پیدا ہوتی ہے جس کے ذریعہ سے وہ نعمت اللہ تعالیٰ نے تجھ کو دی اور اس طرح محبت الٰہی کم ہو جاتی ہے یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑا غیور ہے وہ شرکت نہیں چاہتا لہٰذا وہ دوسروں کے ہاتھوں کو تیری امداد سے ان کی زبان کو تیری صفت و ثنا سے اور پیروں کو تیری طرف آنے سے روک دیتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ سے غافل ہو کر اس کی محبت میں نہ پھنس جاوے کیا تو نے ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں سنا کہ دل اس کی محبت کے لئے جو ان احسان کرے اور اس کی دشمنی کے لئے ان سے برائی کرے پیدا کئے گئے ہیں الحاصل اللہ تعالیٰ مخلوق کو تجھ پر ہر طرح احسان کرنے سے روکتا ہے حتیٰ کہ تو اس کو تنہا جانے اور اسی سے دل لگالے اور ظاہر باطن میں اسی کا ہو رہے۔ تو سوائے اس کے نہ دیکھی نہ بدی اور تو خلق نفس ہوا و ارادہ وغیرہ سب سے فانی ہو جاوے اور اللہ تعالیٰ کے ماسوائے سب کو ترک کر دے اس وقت لوگوں کے ہاتھ تیری جانب فراخ ہو جائیں گے بخشش کیلئے اور زبانیں تیری ثناء میں رطب اللسان ہو

جائیں گی پس تو ہمیشہ ناز و نعم میں رہے گا اور دُنیا و آخرت میں سب قسم کے عیش پائے گا پس اے شخص بے ادب نہ ہو اور اس کی جانب دیکھ جو تجھ کو دیکھ رہا ہے اس کی طرف ہو جس کی تجھ پر توجہ ہے اس سے محبت کر جو تجھ کو محبت کرتا ہے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے جو تجھ کو گرنے سے بچا دے اس کا سہارا لے جو تجھ کو سنبھالے وہ تجھ کو جہالت کی تاریکی سے نکالے گا تجھ کو نجات دیگا۔ اور تجھ کو ہلاکت سے بچائیگا وہ تجھ سے تیری ناپاکیاں دھوئے گا اور تجھے میلوں سے صاف کرے گا وہ تیری دو نہ ہمتی کو دور کریگا۔ وہ بدحکم دینے والے نفس اور بُرا راستہ دکھانے والے دوستوں سے جو اخوان الشیاطین ہیں اور ہواؤ ہوس سے جو تیرے اور سعادتوں کے درمیان حجاب ہیں تجھ کو بچائیگا کہاں عادت اور کہاں خلقت ہوا حیوانت دنیا آخرت اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا تو خالق الاشیاء سے کس قدر دُور پڑا ہوا ہے جو ہر چیز کو پیدا کرنے والا اور ہر شے کی ابتدا اور انتہا ہے۔ اسی کی جانب سب کو بازگشت ہے اور اسی کے قبضہ میں تمام دل ہیں اور کل روحوں کو اسی سے اطمینان ہے اور اسی کے در لطف و کرم پر بوجھوں کا اُترنا ہے اور بیشمار احسان ہیں ۔

مقالہ ۱۱۳ ۔ قَالَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَاَرْضَاہُ میں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا۔ کہ گویا میں کہہ رہا ہوں اپنے رب کے ساتھ اپنے نفس اور اس کی مخلوق اور اپنے ارادہ کو باطن ظاہر و عمل میں شریک ماننے والے یہاں تک کہا تھا کہ جو میرے پہلو کی جانب تھا کہ یہ کیا بات ہے میں نے کہا یہ میں سے ایک بات ہے۔

مقالہ ۱۱۴ ۔ قَالَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَاَرْضَاہُ ایک روز مجھ کو میرے کام نے تنگ کیا اور نفس نے اس حالت کے بار کے نیچے حرکت کی اور آرام و آسائش و خلاصی طلب کی پس اس وقت مجھ سے سوال کیا گیا۔ تو کیا چاہتا ہے میں نے کہا اس میں موت کو چاہتا ہوں۔ جس میں زندگی نہ ہو اور اس کی زندگی کا آرزو مند ہوں جو موت سے خالی ہو تجھ سے دریافت کیا کہ وہ موت جس میں زندگی نہیں اور وہ زندگی جس میں موت نہیں

کون سی ہے میں نے اپنی جنس مخلوق سے میرا مرجانا کہ میں ان کو اور ان کے فائدہ و نقصان کو نہ دیکھ سکوں اور دنیا و آخرت میں ارادہ و آرزو کو بالکل ترک کر دینا میری وہ موت ہے جس میں زندگی نہیں اور رب عزوجل کے فضل سے میرے موجود ہونیکے سوا وہ زندگی ہے جس میں موت نہیں کیونکہ وجود موت کا سبب ہے۔ میرا یہ خیال تمام خیالوں سے جو میں نے اس وقت سے کہ جب سے ہوش سنبھالا تھا کئے تھے بہتر اور افضل تھا۔

مقالہ ۷۵۔ قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ از انجملہ دعا قبول ہونے میں دیر ہو جانے سے تیرا ناراض ہونا کیا معنے رکھتا ہے تو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر خلقت سے مانگنا تو حرام کر دیا صرف آپ نے سوال کرنا واجب رکھا ہے۔ اب جو میں اس سے سوال کرتا ہوں۔ تو وہ اس کو قبول نہیں کرتا۔ اب ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ آیا تو آزاد ہے یا غلام۔ آزاد کہنا تو کفر ہے لامحالہ تو اپنے تئیں غلام ہی بتائے گا تب کہہ سکتے ہیں کہ توقف اور اجابت کی وجہ سے اپنے آقا کو متہم کرنے والا اور اس کی حکمت میں اور اپنے بلکہ تمام خلقت کے اس کی رحمت میں اور ان کے احوال کے ساتھ اس کے علم میں شک کرنے والا ہے۔ یا تو تہمت لگانے والا بھی نہیں ہے اور اس کی حکمت و ارادہ اور مصلحت کا توقف اجابت دعا کے باب میں اقرار کرنے والا ہے۔ پس اس حالت میں تجھ کو شکریہ الٰہی بجالانا چاہیئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے وہ کام جو مناسب تھا اور نعمت کو اختیار فرمایا ہے۔ اور فساد کو تجھ سے دور کر دیا ہے۔ اور اگر تو اس کو تہمت لگانے والا ہے۔ تو تو کافر ہے اس کے متہم کرنے کی وجہ سے کیونکہ تو اس کو ظالم خیال کرتا ہے حالانکہ نہ وہ ظالم ہے۔ نہ وہ ظلم کو قبول کرتا ہے بلکہ اس کو تو تجھ پر ظلم کرنا محال ہے۔ کیونکہ وہ ہو یا جہاں کی تمام چیزوں سے کوئی ایک مخصوص وہ سب کا مالک ہے اور مالک کو اختیار ہے کہ اپنے ملک کے ساتھ جو چاہے سو کرے اس کو ظلم نہیں کہہ سکتے کیونکہ ظلم کے معنے تو یہ ہیں کہ دوسرے

ملک میں تصرف بے جا کیا جاوے المحاصل تجھ کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے فعل میں ہرگز ناراض نہ ہو خواہ وہ فعل تیرے نفس اور طبع اور خواہش کے بظاہر کیسا ہی مخالف کیوں نہ ہو پس تجھ کو چاہیئے کہ صبر شکر و رضا اور موافقت کو اختیار کرے اور ناراضگی و تہمت قیام بالنفس و رعونت اور اس خواہش کو صراط مستقیم سے گمراہ کرے ترک کر دے۔ ہمیشہ دعا مانگنا اور سچائی کے ساتھ طالب پناہ ہونا اور اللہ تعالیٰ سے نیک ظن رکھنا اور اسی کی جانب سے امید خلاصی رکھنا اور اس کے وعدہ کو سچا جاننا اور اسی سے شرم کرنا اور اس کے حکم کی موافقت اور اس کی توحید کی حفاظت کرنی اس کے حکم کی جانب شتابی اور اس کے مخالفوں کے کرنے سے اجتناب کرنا بلکہ نزول تقدیر اور فعل بلی ہونے کے وقت بالکل مردہ کی مانند ہو جانا چاہیئے اگر تجھ کو ایسی بدظنی یا تہمت لگانی ضروری ہے تو اس بارہ میں تیرا نفس جو برائیوں کا حکم کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان نہ ماننے والا ہے اس پر تہمت لگانے اور اس سے گوئی کرنی سزاوار ہے اس کو حکم سے منسوب کرنا بہ نسبت اللہ تعالیٰ پر ظلم کی تہمت لگانے کے مناسب ہے پس نفس کی موافقت اور اس کی دوستی سے بچنا ہی ہر طرح بہتر ہے اس کے فعل و قول پر بھی راضی ہونا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا دشمن اور اس کی دشمنی یعنی شیطان کا دوست اور اس کا نائب خالص یار ہے خوف خدا کر پرہیز کر بھاگ جا اپنے نفس کو تہمت لگا اور اس کو ہی ظالم سمجھ میں مقرر کر رکھا ہوں کہ ایسا ہی کر اور اللہ تعالیٰ کا فرمان پڑھ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ کیا کرے گا اللہ عزوجل عذاب تمہارے کو اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ اور فرمایا ہے ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ جو اس کی وجہ سے ہے اور جو آگے بھیجا ہے تمہارے ہاتھوں نے اور اللہ عزوجل ظلم کرنیوالا بندوں پر اور فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں ظلم کرتا ہے لوگوں پر کوئی چیز لیکن لوگ اپنے نفسوں پر خود ہی ظلم کرتے ہیں یہ اور ان کے ساتھ روزانہ آیات و احادیث

کا مطالعہ کر اور اپنے نفس سے لڑائی کرنیوالا اور اللہ کے واسطے تلوار اُٹھانیوالا مجاہد اور افواجِ الٰہی کا سر لشکر اور سپہ سالار بن جا اس لئے کہ وہ سخت تر دشمن الٰہی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ داؤدؑ اپنے نفس کو چھوڑ دے کیونکہ سوائے نفس اور کوئی مجھ سے میرے ہی ملک تنازع کرنے والا نہیں ہے۔

مقالہ ۶۶ - قال رضی اللہ عنہ اِرضاہُ یہ بھی نہ کہو کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا نہ مانگوں گا اس لئے کہ نوشتہ قسمت ردّ نہیں ہو سکتا میری قسمت کا لکھا مجھ کو ضرور مل جائیگا۔ اور جو قسمت میں نہیں ہے وہ سوال سے بھی نہ مل سکے گا۔ بلکہ ضرور سوال کرنا چاہیئے ہر ایک شئے کا جس کی ضرورت ہو اور دنیا و آخرت کی بھلائی کا خواستگار ہونا چاہیئے تاوقتیکہ حرام اور خلاف مصلحت نہ ہو اس لئے کہ خود اسی نے سوال کرنے کا حکم کیا ہے اور اسی کی رغبت دلائی ہے چنانچہ ارشاد ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ مجھ کو پکارو میں تمہارے واسطے قبول کروں گا اور فرمایا وَاسْئَلُوا اللّٰہَ مِنْ فَضْلِہٖ سوال کرو اللہ سے اس کے فضل سے۔ اور اَسْاَلُوا اللّٰہَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَۃِ سوال کرو اللہ تعالیٰ سے حالانکہ تم اجابت کا یقین کرتے ہو۔ اور فرمایا۔ اور سوال کرو اللہ تعالیٰ سے اپنی ہتھیلیوں کی پیٹوں سے اس قسم کی اکثر احادیث ہیں مطلب یہ کہ نہ کہنا چاہیئے کہ میں اس سے سوال کرتا ہوں۔ اور وہ مجھ کو دیتا نہیں۔ لہٰذا اب میں اس سے سوال کرتا ہوں اور وہ مجھ کو دیتا نہیں لہٰذا اب میں اس سے سوال ہی نہیں کروں گا۔ کیونکہ اگر کوئی چیز تیری قسمت کی ہوگی تو سوال کرنے سے وہ تیری جانب آئے گی اور یہ امر تیرے ایمان اور یقین کو اور زیادہ کرے گا اور اگر وہ شئے تیرے مقسوم میں نہ ہوگی تو تجھ کو باطن میں بے نیازی عطا فرمائے گا اور اگر فقر یا مرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ان دونوں میں رضا دے گا۔ اور اگر مقروض ہوگا اور اس کی ادائیگی کی دعا بھی پوری نہ ہوگی تو بھی اللہ تعالیٰ قرض خواہ کے ہی دل کو برے مطالبہ نرمی جانب بدل دے گا۔ کہ وہ توقف کرے اور آسانی اور نرمی برتے اس وقت تک کہ اللہ تجھ کو ادائیگی

کی مقدرت عطا فرمادے یا وہ قرض خواہ تجھ کو معاف ہی کردے یا تخفیف کردے اگر وہ دنیا میں معاف بھی نہ کرے گا اور چھوڑے ہی گا تو قیامت میں اللہ تعالیٰ تجھ کو ثواب عظیم عطا فرمادے گا ویسی شے کا بدلہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں تیرے سوال کے عوض میں نہیں دی تھی اس لئے کہ وہ کریم رحیم اور غنی ہے اور اپنے سائل کو دو جہان میں ہرگز نامراد نہ کریگا لہٰذا دنیا میں نہیں تو آخرت میں تو کچھ ضرور ہی ملے گا جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ تحقیق قیامت کے روز مومن اپنے صحیفہ میں وہ نیکیاں دیکھے گا جن کو نہ اس نے کیا ہوگا اور ان سے واقف ہوگا اس سے دریافت کیا جائیگا تو ان کو پہچانتا ہے وہ کہیگا میں نہیں پہچانتا تب کہا جائیگا کہ یہ تیرے ان سوالات کا عوض ہے جو تو نے دنیا میں کئے تھے اور وہاں ان کا اجر نہ ملا تھا کیونکہ بندہ سوال کرنے سے گویا اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی کرتا ہے وہ مواحد اور موقعہ پر چیز کو رکھنے والا اور حقدار کو حق دینے والا ہے اور یہ تمام کام نیک اعمال میں شامل ہیں اور ان سب کا ثواب عطا کریگا۔

مقالہ ۶۷ - قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ جیسا کہ تو ایک مرتبہ نفس سے مجاہدہ کرکے مخالفت کی تلوار سے اس کو قتل کردیگا تو اللہ تعالیٰ پھر اس کو جلادے گا تاکہ وہ نفس پھر تجھ سے لڑے اور حرام حلال اور خواہشوں اور لذتوں وغیرہ کا طالب ہو مطلب یہ کہ دوبارہ مجاہدہ کرے اور یہ ثواب دائمی لکھا جاوے رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ارشاد کے بھی یہی معنے ہیں رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف پھرے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد اس سے جہاد نفس ہے اس لئے کہ وہ ہمیشہ شہوتوں لذتوں اور نافرمانیوں میں غرق رہتا ہے اور یہی معنے ارشاد الٰہی کے ہیں۔ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ اپنے رب عبادت کر حتیٰ کہ تجھ کو یقین (یعنی موت) آجاوے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو عبادت کا حکم فرمایا ہے اور وہ عبادت نفس کی مخالفت ہے۔ کیونکہ نفس تمام عبادتوں کا انکار کرتا ہے اور اس کی ضد کا طالب ہوتا ہے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہو اور نفس ہی نہیں چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔ وہ نہیں بولتا

اپنی خواہش سے مگر جب کہ وحی بھیجی جاتی ہے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو اس خطاب وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ اسے اس لئے مخاطب فرمایا تھا۔ کہ اس کے شرع مقرر ہو جائے اور امت کے درمیان یہ حکم عام ہو جائے حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جاوے اور اپنی نبیؐ کو ہوا پر قوت عطا فرمائی کہ اس کو ضرر نہ پہنچا سکے اور اس کو جنگ اور لڑائی کی جانب محتاج نہ کریں بخلاف اس کی امت کے پس اگر مومن ہمیشہ نفس کے ساتھ مجاہدہ کرتا رہے حتیٰ کہ اس کو موت آجائے اور اللہ تعالیٰ سے ملے معاس تلوار کے جو خواہشوں کے خون میں بھری ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت عطا فرمائے گا جس کا اس کے لئے ضامن ہوا ہے موافق اس ارشاد الٰہی کے وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى جس کا ترجمہ اس مقام پر درج کیا جاتا ہے اور جو کوئی ڈرے اپنے رب عزوجل کے آگے کھڑا ہونے سے اور منع کرے نفس کو اس کی خواہش سے پس تحقیق جنت وہی جگہ ہے اس کی پس وہ جنت میں داخل کیا جاویگا اور جنت اس کا مسکن اور سیرگاہ ہو جائے گا تو وہ اس کے غیر کی جانب بدل جانے اور پھر دنیا میں آنے سے بالکل منڈر ہو جاویگا۔ اس کو ہر روز ہر گھڑی قسم قسم کی نعمتیں ملیں گی طرح طرح کے لباس اور زیور بدلائے جائیں گے جو بے انتہا ہوں گے جس طرح کہ وہ دنیا میں ہر وقت مجاہدہ میں مشغول رہتا تھا لیکن کافر مشرک اور بے ایمان لوگ جب میں مجاہدہ کو چھوڑ کر شیطان کے غلام بن گئے اور ہر طرح کی نافرمانیاں کفر و شرک میں پھنس گئے اور اسی حالت میں ان کی موت بھی آگئی بغیر توبہ کے تو اللہ تعالیٰ ان کو دوزخ میں داخل کرے گا جو کفار کے لئے بنائی گئی ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔ ترجمہ۔ آیت شریف اور ڈرو اس آگ سے جو تیار کی گئی ہے واسطے کافروں کے اللہ تعالیٰ بھی ان سے وہی کام کریگا جو اپنے نفسوں کے موافق دنیا میں کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ پس دوزخیوں کو ہر روز نیا گوشت و پوست ملے گا تاکہ انہیں عذاب اور درد پہنچے اور اہل جنت کو ہر روز نئی نئی نعمتیں ملیں تاکہ ان کے پاس لذتیں اور خواہشیں دو چند ہوں اور

اس کی وجہ دنیا میں مجاہدہ نفس اور اس کی موافقت کا ترک کرنا ہے اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس ارشاد کے معنے ہیں کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ۔

مقالہ ۶۸ قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ اگر اللہ تعالیٰ بندہ کی دعا قبول کرتا اور اس کی مطلوبہ شے کو عطا فرماتا تو اس سے یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ اس سے اس کا ارادہ ٹوٹ جاتا ہے اور جو چیز تقدیر میں آچکی وہ بدل جاتی ہے بات یہ ہوتی ہے کہ اس کا سوال اور دعا ارادہ الٰہی اور تقدیر کے موافق آن پڑتا ہے اور اس وقت حاجت روائی ہو جاتی ہے مگر اسی وقت میں جو اس کے لئے مقرر ہو چکا ہے کہ فلاں وقت یہ تقدیر پہنچے جیسا کہ اہل علم نے اللہ کے اس قول کو کہا ہے ترجمہ درج ذیل ہے۔ فقرہ اس شان میں ہے کہ پہنچاتا ہے مقدرات کو وقتوں تک پس اللہ تعالیٰ دنیا میں کسی کو کوئی چیز صرف دعا سے نہیں دیتا اور اسی طرح صرف دعا سے کوئی برائی دفع نہیں کرتا اور حدیث شریف میں یہ جو آیا ہے کہ نہیں رد کرتا قضا کو مگر دعا اس سے یہ مراد ہے کہ قضا کو نہیں رد کرتا مگر وہ دعا جو تقدیر ہو چکی ہے کہ اس سے قضا رد ہو گی اور سب طرح صرف اپنے اعمال سے قیامت کے روز کوئی جنت میں داخل نہ ہو سکے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے۔ مگر اللہ تعالیٰ اعمال کے موافق جنت میں بندوں کو درجات عطا فرمائے گا جیسا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں وارد ہوا ہے ترجمہ حدیث شریف۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کیا کوئی شخص اپنے اعمال سے بھی داخل جنت ہو سکے گا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں، صرف رحمت الٰہی سے حضرت صدیقہ نے کہا یا رسول اللہ، آپ۔ فرمایا میں بھی نہیں۔ مگر اس وقت تک کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو چھپائے اپنے دامانِ رحمت میں اور اپنے سر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ رکھا اس کو اللہ تعالیٰ پر کسی کا کوئی حق نہیں اور نہ اس کو عہد ہی وفا لازمی ہے وہ جو چاہے کرے جس کو چاہے بخشے اور جس کو چاہے عذاب میں رکھے جس کو چاہے نعمت دے اند

جس پر چاہے رحم کرے وہ جو کچھ کرتا ہے اس کا کوئی پوچھنے والا نہیں وہ جس کو چاہے بے حساب رزق عطا فرما دے اپنے فضل و کرم سے اور جس کو چاہے بالکل نہ دے اپنے عدل سے ایسا کیوں نہ ہو جب کہ عرش سے لیکر زمین کے نیچے تک تمام خلقت اسی کی ملکیت اور صنعت ہے نہ اس کے سوا کوئی مالک ہے اور نہ کوئی خالق چنانچہ ارشاد الٰہی ہے (ترجمہ آیت شریف) کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پیدا کرنے والا ہے کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور بھی معبود برحق ہے کیا تو اس کیواسطے کوئی اور بھی ہمنام جانتا ہے کہ یا اللہ اے مالک کے مالک تو جس کو چاہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہے ملک لیتا ہے تو جس کو چاہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہے ذلت دیتا ہے تیرے ہاتھ میں بھلائی ہے تحقیق تو ہر چیز پر قادر ہے جیسا کہ تو خود اپنی کلام پاک میں فرماتا ہے (ترجمہ آیت شریف) اور تو رزق دیتا ہے بغیر حساب کے اور تو اس پر قادر ہے ۔

مقالہ ۶۹ ۔ قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ سوائے ان امور کے اللہ تعالیٰ سے اور کچھ نہ مانگ گذشتہ گناہوں سے بخشش آئندہ گناہوں سے محفوظ رہنا اچھے کاموں اور طاقت اور امر کی فرمانبرداری نواہی سے باز رہنا اور قضا تلخ پر رضامندی بلاؤں پر صبر عطا نعما پر شکر کی توفیق اس کے بعد نیک انجام اور با ایمان مرنے کی اور صدیقوں شہیدوں صالحوں اور ان لوگوں کے ساتھ رہنے کی جو نیک ہیں اللہ سے دنیا کو نہ مانگ اور نہ فقر کو دور کرنے اور بلا کو تونگری سے بدلنے اور نہ عاقبت کی خواہش کر بلکہ رضا کو طلب کر اس چیز کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے تیری قسمت میں کی ہے اور تجھ پر تا ابد ہے حتیٰ کہ تجھ کو اس خبر کی جانب بدلے کیونکہ تو یہ تو نہیں جانتا کہ تیری بہتری کونسی حالت میں ہے آیا تیرے لئے فقیر اچھا ہے یا تونگری اور بلا بہتر ہے یا عافیت کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے اس شے کا علم پوشیدہ رکھا ہے صرف ایک اسی کی ذات والا صفات ہے جو انکی مصلحتوں اور خرابیوں کو جانتا ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

کہ آپ نے فرمایا کہ خواہ میں کسی حالت میں ہوں مجھ کو اس کی مطلق پرواہ نہیں وہ پسند ہو یا ناپسندیدہ کیونکہ مجھ کو تو معلوم ہی نہیں کہ ان میں سے بھلائی کس میں ہے یہ اس لئے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر خوش اور اس کے اختیار و قضا پر اطمینان کرتے تھے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ وَھُوَ کُرْہٌ لَّکُمْ وَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰٓی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی تم پر جہاد کرنا حالانکہ وہ ناپسند ہے تم کو اور قریب ہے کہ تم کسی شے کو ناپسند جانو گے حالانکہ وہ بہتر ہوگی تمہارے لئے اور قریب ہے کہ تم کسی چیز سے محبت کرو گے حالانکہ وہ تمہارے لئے بری ہوگی اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے تو عبادت و طاعت صبر و شکر و رضا و تسلیم و ترک و تدبیر و ترک اختیار اپنا دیتر بنا جس سے تیری خواہشیں دور ہوں اور تیرا نفس جائے اور ذلیل و خوار اور مغلوب ہو جائے اور تمام آرزوئیں اور ہستیاں نکل جائیں غرضیکہ محبت الٰہی کے سوا تیرے دل میں کچھ باقی نہ رہے تیرا دل اس سے معمور ہو اس طلب میں تیرا ارادہ صادق ہو جائے اس کے بعد اللہ تعالےٰ کے حکم سے تیرا ارادہ دنیا یا آخرت کے حظوظ میں سے کسی حظ کی جانب اس کی طلب کے لئے پس اس وقت تو اس کے حکم فرمانبرداری اور موافقت کے ساتھ اس کا سوال کرے گا اور اگر اللہ تعالیٰ اس کو تیرے تئیں عطا فرمائے گا تو شکر گذاری کرے گا اور اس حظ سے لطف اٹھائے گا اور اگر نہ دے گا تو اس پر ناراض نہ ہوگا اور اس پر تہمت نہ لگائیگا اس لئے کہ تو اس کا طالب از روئے ہوائے نفسانی نہیں ہے۔ کیونکہ ہوا و ہوس تو تیرے دل میں بالکل ہے ہی نہیں۔ بلکہ تو نے تو حکم کی فرمانبرداری میں سوال کیا تھا اور سلامتی ہو جیو اور بندگان فرمانبرداروں کے ۔

مقالہ ۷۰ - قال رضی اللہ تعالےٰ عنہ و ارضاہ بھلا تجھ کو عجب کرنا اپنے اعمال پر اور نفس کو دیکھنا کب شایان ہے۔ درحالانکہ یہ سب کچھ توفیق الٰہی اور فیض لامتناہی سے

ہوتا ہے اگر تو نے ترک معصیت بھی کر رکھی ہے تو یہ اسی کے حفظ و حمایت سے ہے۔ پھر افسوس ہے۔ کہ تو بجائے شکر یہ ادا کرنے اور ان نعمتوں کا اقرار کرنے کے الٹا عجب اور غرور کرتا ہے وہ تو بہادری ہی دوسرے شخص کی ہے جس کو تیرے دشمن کو مارنے میں پوری امداد ملی ہے۔ اگر وہ بہادر معاون نہ ہوتا تو تو اس دشمن کی بجائے پھیرا اور مارا جاتا تو اپنے مال کو بھی خرچ نہ کر سکتا تھا مگر اس سختی برحق کی ضمانت اور کرم اور بدلہ دینے کے وعدہ سے تو نے کیا تجھ کو شئے موعودہ کا لالچ تھا پھر بھلا تو کس ہستی پر غرور کرتا ہے۔ تیرے تمام حالات سے بہتر شکر ہے اور حمد و ثنا اور فعل کو اللہ تعالیٰ کی جانب نسبت کرنا تمام حالات میں سو برائی اور نافرمانی کے کیونکہ اس کو تجھے اپنے نفس کی جانب منسوب کرے اور اس کی تہمت لگاتا رہے اسی لئے وہ اسی کا مستحق ہے شرارت برائی اور دشوار کام کا حکم دینیوالا وہی ہے اگر تجھ کو اور تیرے فعل کو پیدا کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور تیرے کسب کو کوئی چارہ نہیں۔ جیسا کہ بعض علماء کا قول ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے عمل کرو اور تقرب و راستی طلب کرو کہ ہر شخص عمل کے لئے پیدا کیا گیا ہے توفیق دیا گیا اور احسان کیا گیا ہے۔

مقالہ ۷۱۔ قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ تیرے دو امر لازمی ہیں۔ یعنی یا تو مرید (طالب خدا ہو گا یا مراد مطلوب خدا) اگر تو مرید ہے تو تجھ پر بار ڈالا گیا ہے اور تو ہر ایک بھاری سے بھاری بوجھ کو اٹھانیوالا ہے کیونکہ تو طالب ہے اور اپنے محبوب و مطلوب کی جستجو میں طرح طرح کی مشقت اٹھاتا ہے تجھ پر یہ لازم نہیں ہے کہ تو بلا سے جو تجھ پر نفس اور مال اور اہل و عیال پر نازل ہوا اور تو اس سے بھاگ جاوے یہاں تک کہ تجھ سے بار اتارا جاوے اور دور کر دیا جاوے اور تجھ سے اذیت اور خواری دور کی جاوے الحاصل تو ہر قسم کی خواری اور برائی ہماری اور دردوں اور محتاجگی وغیرہ سے نگاہ رکھا جاوے اور محبوبوں اور محبوبوں کی جماعت میں داخل کیا جاوے اور اگر تو مراد ہے تو بھی

نزول بلا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پر تہمت مت رکھ اور نہ اپنے قدر مراتب میں شک کر کیونکہ وہ قادر و قیوم کبھی تجھ کو اس لئے بھی مبتلا بلا کرتا ہے کیونکہ مردوں کے درجات پر پہنچ جاوے اور تیرا مرتبہ ولیوں اور ابدالوں تک پہنچ جاوے تو کیا تجھ کو ان کے درجات سے اپنا درجہ اور ان کے مراتب سے اپنا مرتبہ نیچا رہنا اچھا معلوم ہوتا ہے اور کیا تو چاہتا ہے کہ تیری نعمت ان سے کم ہو اگر تو اس پستی درجہ سے راضی بھی ہو گیا ہے تو اللہ کو یہ پسند نہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے وہ تیرے لئے بہتر اور اعلیٰ ہی چیز کو اختیار کرتا ہے مگر تو اس سے انکار کرتا ہے اگر تو اعتراض کرے کہ بھلا مراد کو اس تقسیم و بیان مذکورہ کے ساتھ مبتلا کرنا کس طرح ممکن ہے درحالانکہ مبتلائے محبت کے لئے کیا جاتا ہے اور ناز و نعمت سے محجوب ہی کو رکھا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم اہل اکثر ذکر کر چکے ہیں اور اس کے بعد نادر و ممکن کا بیان ہے اس میں کیا شک ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبوں کے سردار تھے اور بلا میں بھی سب سے سخت تر تھے۔ جیسا نبوی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے (ترجمہ حدیث شریف) تحقیق میں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اس قدر ڈرایا گیا ہوں کہ کوئی نہیں ڈرایا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اس قدر ایذا دیا گیا ہوں کہ کوئی نہیں دیا گیا اور تحقیق مجھ پر تین دن اور تین راتیں گذر گئیں اور ہمارے پاس کھانا نہیں تھا مگر اسی قدر کہ جس کو بلال کی بغلیں چھپاتی ہیں اور فرمایا ہے (ترجمہ حدیث شریف) ہم نبیوں کے گروہ سب لوگوں سے سخت تر ہیں بلا میں پھر بہتر اور فرمایا ہے۔ (ترجمہ حدیث شریف) میں تم سے اللہ تعالیٰ بہت پہچاننے والا ہوں اور تم سب میں سے اس عزوجل سے بہت ڈرنے والا ہوں اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ محبوب کس طرح مبتلا کیا جاتا ہے اور کس طرح ڈرایا جاتا ہے اور یہ تخفیف اس اس ہے کہ جیسا کہ ہم اشارہ کر چکے ہیں جنت میں مراتب بلند حاصل کرے کیونکہ جنت میں دنیا ہی کے اعمال سے مراتب بلند حاصل ہو سکتے ہیں دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور نبیوں اور ولیوں کے اعمال

بعد بجا آوری احکام اور اجتناب ہی کے یہی ہوتے ہیں بحالت رضا و صبر و موافقت سے پھر ان سے بلا دور کی جاتی ہے اور فضل و ناز و نعمت کے ساتھ ملائے جاتے ہیں ابد الآباد تک

مقالہ ۲۷ - قال رضی اللہ عنہ و ارضاہ اہل دین و اہل عبادت جب کہ نماز جمعہ کے وقت اپنی ضروریات پورا کرنے کو بازاروں میں جاتے ہیں۔ ان کی کئی قسمیں ہیں ایک تو وہ ہیں کہ بازار و راہ میں جاکر طرح طرح کی شہوتیں اور لذتیں دیکھتے ہیں۔ اور اس وجہ سے وہ شہوتیں ان کے دل میں جانشین ہو جاتی ہیں۔ پس وہ فتنہ میں پڑ جاتے ہیں اور یہ ان کی ہلاکت کا سبب ہوتا ہے اور وہ دین و عبادت کو بھی چھوڑ بیٹھتے ہیں اور ہوا کی پیروی کرنے لگتے ہیں مگر سلامتی میں بھی رہ سکتے ہیں۔ بشرطیکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و عظمت و حمیت سے ان پر نگاہ رکھے اور صبر عطا فرماوے اور بعض ان میں ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جب وہ شہوتوں میں پھنس کر چاہتے ہیں کہ ہلاک ہو جائیں کہ یکایک اپنی عقل دین کی جانب رجوع کرتے ہیں اور جبر و صبر کر کے بصد تکلیف شہوتوں کے چھوڑنے کی تکلیف گوارا کرتے ہیں پس وہ مجاہدوں کی مانند کہ اللہ تعالیٰ ان کی امداد کرتا ہے ان کی شہوت ان کے نفس اور ان کی طبیعت پر قابو حاصل کرنے کے بارہ میں اور ان کے لئے آخرت میں بڑا ثواب لکھا ہے جیسا کہ فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔ واسطے مومن کے بسبب چھوڑنے ہر شہوت کے اس سے عاجز ہونیکے وقت یا ان پر قادر ہونے کے وقت ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور بعض ان کو اللہ تعالیٰ کی نعمت کی زیادتی سے حاصل کرتے اور لے لیتے ہیں اور شکر الٰہی بجا لاتے ہیں اور بعض ان کو بالکل دیکھتے اور سنتے ہی نہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ماسوا سے بالکل اندھے اور بہرے ہیں اس کے پاس شغل ہے اس کے محبوب کے غیر کی جانب دیکھنے اور چاہنے سے پس وہ کنارہ میں ہے اس چیز سے جو جہان میں ہے، وہ بازار ہی میں پھر رہا ہو مگر جب اس سے دریافت کیا جائے کہ تو نے کیا دیکھا تو وہ یہی کہے گا کہ کچھ بھی نہیں۔ یہ ضرور ہے کہ اس نے بازاری چیزوں کو

دیکھا ہے مگر سر کی آنکھ سے دیکھا دل کی آنکھ سے نہیں اور ہر ایک پر سرسری نظر ڈالی ہے۔ نہ نظر شہوت اور صورت کی نظر سے دیکھا ہے نہ معنی کی نظر سے الحاصل وہ شخص ظاہری آنکھ سے تو بازار کی اشیاء کا نظارہ کرتا ہے مگر چشم باطن سے اللہ تعالیٰ کی جانب دیکھتا ہے۔ وہ گاہ جلال الٰہی کا نظارہ کرتا ہے اور گاہ جمال لم یزلی کا اور بعض لوگ جب بازار جاتے ہیں تو ان کے دل اللہ تعالیٰ کے فعل و ارادہ سے معمور ہو جاتے ہیں اہل بازار پر مہربانیاں دیکھ دکھا کر اور یہ مشغول کر دیتا ہے اس کی جانب جو ان کے لئے اور کے گرد محیط ہے۔ پس وہ بازار میں جانے کے وقت تک اہل بازار کے لئے دعا اور استغفار شفقت اور رحمت میں مشغول رہتا ہے..... اس کا دل ان کے لئے کڑھتا رہتا ہے اور اس کی آنکھوں میں بہتے رہتے ہیں ان کی زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء میں مشغول رہتی ہے ان چیزوں کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے سب کو اپنی رحمت سے دی ہیں۔ یہ شخص شہروں اور بندوں کے کوتوال کے نام سے موسوم ہوتا ہے اور اگر تو چاہے تو عارف زاہد ابدال عالم الغیب و ظاہر و محبوب مراد اللہ کی جانب نائب الارض و قاصد و دانش مند و ہادی و راہ نما و مرشد بھی کہہ سکتا ہے ایسا شخص کبریت احمر یا بیضۂ عنقیق (یعنی نایاب) ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر اور ہر ایک مومن پر جو اللہ تعالیٰ کو چاہتا ہے اور آخری درجہ کو پہنچ گیا ہوتا ہے رحمت ہو۔

مقالہ ۳۷ - قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے ولی کو دوسروں کے عیوب اور ان کے جھوٹے دعوے اور افعال و اقوال میں شرک کرنے پر مطلع فرماتا ہے اور اس کی بدیوں پر پوشیدہ رہتے اور اس کی نیت پر پس ولی اللہ اللہ کے اور اس کے رسول اور اس کے دین کے لئے غیرت کرتا ہے جس سے اس کے باطن میں جوش پیدا ہوتا ہے اور پھر ظاہر میں بھی ہویدا ہو جاتا ہے۔ پھر بھلا اسلامی کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے باوجود اس قدر ظاہر و باطن کی بیماریوں اور مرضوں کے اور کس طرح دعویٰ توحید کہا جا سکتا ہے باوجود اس قدر شرک کے۔ کیونکہ شرک کفر ہے جو قرب الٰہی

سے دُور کرتا ہے اور وہ شیطان لعین اور منافقین کی صفت ہے جس کے لئے حکم قطعی درگ الاسفل دوزخ کا ہو چکا ہے کہ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے پس ولی کی زبان پر اس کے عیوب اور اس کے ناپاک کاموں کا ذکر جاری ہوتا ہے اور اس کے لمبے چوڑے اور صدیقوں کی حالتوں کے دعویٰ کرنے اور اللہ تعالیٰ کے قدرو فعل میں نافیوں اور مرادوں اور مجنونوں کے مزاحم ہونے اللہ تعالیٰ کے لئے غیرت کرنے کی وجہ پر اور کبھی اس شخص کے لئے منکر ہونے اس کی نصیحت کی وجہ پر اور غلبہ کی وجہ پر فعل اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کی شدت غضب کے جھونٹے اور احکام دینیہ کو جھونٹ کی جانب نسبت کرنے پر پس اس ولی اللہ کی جانب غیبت منسوب کی جاتی ہے کیا ولی بھی غیبت کرتا ہے درحالیکہ وہ اوروں کو غیبت سے منع کرتا ہے کہ ولی اللہ حاضر و غائب کو ان کے عیوب سے جو ظاہر ہوتے ذکر کرتا ہے یہ اس ولی اللہ پر گویا انکار کرنا ہوتا ہے منکروں کے حق میں اس کی مانند جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب و قمار بازی کے حق میں فرمایا ہے۔ گناہ ان دونوں کے نفع سے بہت زیادہ ہے ظاہر میں تو منکر کا انکار ہے اور باطن میں اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا ہے اور اس پر اعتراض کرنا ہے پس اس منکر کا حال حیرانی و پریشانی سے بدل جاتا ہے پس اس ولی اللہ کے منکر کا فرض ہو کا خاموشی اختیار کرنا اور تسلیم کرنا اور توجیہہ و تاویل کی جستجو کرنا جس سے اس کے شروع میں جائز ہونے کی صورت پیدا ہو نہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے اوپر جو اس مدعی کے جھوٹ افترا پر طعن کرتا ہے۔ اعتراض کرنا اور بعض اوقات اس مدعی کے نفاق کی بیخ کنی کے لئے اور اس کی تادیب کیلئے اس قسم کے اس کے جھوٹے دعوے اور عیوب کا ذکر کیا جاتا ہے پس اس قسم کا ذکر ولی اللہ کے حق میں تو جہاد ہوتا ہے اور اس مغرور مدعی کے حق میں جو ہلاک ہونیوالا ہے نفع ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ کی ہدایت کرتا ہے۔

مقالہ ۴۷۔ قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ اول عاقل کو اپنے نفس کی صورت

اور اس کی ترکیب میں بغور نظر کرنا چاہیئے اور اس کے بعد تمام مخلوقات میں اس طرح نظر کرے اور اس سے خالق پر اس قدر استدلال کرے کیونکہ صنعت صانع کا پتہ دیتی ہے اور قدرت محکمہ میں فاعل حقیقی پر پیشانی ہے کیونکہ تمام دنیا کی چیزیں اسی سے موجود ہیں اور اسی معنے میں ہیں جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر کیا گیا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ اور مسخر کیا ہے اس نے واسطے تمہارے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین ہے سب اسی کی جانب سے ہے پس ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ہر چیز میں نام ہے اس کے ناموں سے اور ہر چیز کا نام ہے اس کے نام سے پس اس کے سوائے کوئی نہیں تو اس کے ناموں اور فعلوں اور صفتوں کے درمیان ہے اس کی قدرت میں پوشیدہ اور اس کی حکمت میں ظاہر۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفات سے ظاہر ہے اور اپنی ذات سے باطن ہے اس نے اپنی ذات کو صفات سے اور صفات کو فعلوں سے ڈھک دیا ہے اور علم کو ارادہ سے اور ارادہ کو حرکتوں سے ظاہر کیا ہے کام اور کاری گری کو پوشیدہ کیا ہے اور کاریگری کو ارادہ سے ظاہر فرمایا ہے۔ اور اپنے غیب میں باطن اور اپنی حکمت و قدرت میں ظاہر ہے اس کی مانند کوئی نہیں ہے اور دیکھتا بھی ہے سنتا بھی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے اس بیان معرفت کے بہت سے راز اور اسرار ظاہر کئے ہیں۔ جو انہیں سینوں سے نکل سکتے ہیں جن روشن ضمیری ہو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ کی شان اس سے ہویدا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر زاری سے دعا مانگی کہ اے میرے اللہ اس کو دین کی سمجھ دے اور اس کو قرآن مجید کی تاویل بتا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو انکی برکتیں عطا فرماوے اور قیامت کو ان کے ساتھ ان کے گروہ میں اٹھاوے۔

مقالہ ۷۵۔ قال رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہ میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ و طاعت کو ظاہری شرع کی پابندی لازم جان سینہ کو سلامت نفسی کو سخی رکھ تازہ روائی

اور قابلِ عطا شئے کو خرچ کردے خلقت سے تکلیف دور کرکے خود اٹھانے کی فکر اختیار کر بوڑھوں کی عزت و عظمت ملحوظ رکھ بھائیوں سے نیک صحبت رکھ اپنے سے چھوٹوں کو نصیحت کر دنیاوی فوائد کے لئے لڑا جھگڑا نہیں بلکہ اپنے سے دوسروں کے حقوق کو مقدم رکھ مال کو جمع کرکے گناہ نہ کما جو لوگ طالبانِ حق نہیں ہیں ان کی صحبت ترک کر اور دینی و دنیاوی امور میں لوگوں کی امداد کر حقیقی فقر یہ ہے کہ تو انسان کا جو بالکل تیرے ہی مانند ہے محتاج نہ ہو اور غنا حقیقی یہ ہے کہ اپنے جیسے انسان سے بالکل بے پرواہ ہو اور تصوف بات چیت کرنے سے نہیں ہوتا بلکہ بھوک اور ترک دنیا سے یا ان چیزوں کے ترک کر دینے سے جو اپنے دل کو اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ فقر کو ظلم کے ساتھ ابتداء نہ کر بلکہ نرمی کے ساتھ کر اس لئے کہ ظلم اس کو دہشت میں ڈال دیتا ہے۔ مگر نرمی کرنی اس کو اُلفت میں لاتی ہے۔ تصوف کے لئے آٹھ صفات لازمی ہیں۔ سخاوت ابراہیمؑ۔ رضا اسحاقؑ صبر ایوبؑ۔ اشارات زکریاؑ۔ خلوت یحییٰؑ۔ پوشاک پشمینہ موسیٰؑ سیر عیسیٰؑ۔ فقر محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

مقالہ ۷۶۔ قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں۔ کہ جب اغنیا سے ملاقات کرے تو عزت اور غلبہ کے ساتھ کر اور جب فقراء سے ملے تو عاجزی و فروتنی ملحوظ رکھ اور تذلل و اخلاص کو اپنے اوپر لازم جان اور اخلاص ہمیشہ خالق کو دیکھنا یعنی بغیر کسی ذاتی غرض کے اللہ کی محبت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کے معاملہ میں اتہام نہ دے ہر حال میں اس کی طرف مسکینی کر اپنے بھائی کے حقوق کو ضائع نہ ہونے دے اس کی دوستی کے اعتبار پر اور فقر کی صحبت و تواضع و حسن و ادب اور سخاوت کو اختیار کر اپنے نفس کو مار تاکہ حیات جاوید پاوے۔ جو خلق میں فراخ تر ہو وہ خالق سے زیادہ نزدیک ہے بہترین اعمال میں سے یہ ہے کہ اپنے باطن اللہ کے ماسوا کی محبت سے خالی رکھے اور لوگوں کو حق اور صبر کے ساتھ نصیحت اور وصیت کر تجھ کو فقیر کی صحبت اور ولی کی خدمت کافی ہے۔ فقیر وہ ہے جو سوائے اللہ کے کسی چیز کا آرزومند نہ ہو

کمزور پر حملہ کرنا بزدلی ہے اور زبردست سے لڑنا شوخ چشمی و بے شرمی اور ہم رتبہ سے جھگڑنا بد خلقی میں داخل ہے اور فقر و تصوف سب کا سب اصل کام میں کوشش کرنا ہے اللہ ہم تم سب کو توفیق دے کہ اس کو بیہودہ کاموں سے نہ ملائیں پیارے دوستو! تم ہر حال میں ذکر الٰہی میں مشغول رہنا چاہیے۔ اس لئے کہ وہ تمام نیکیوں کا جامع ہے اور تجھ کو چاہیئے کہ عہد و پیمان الٰہی کی رسی کو مضبوط پکڑے کیونکہ وہ ہر قسم کے ضرروں کو دور کرنے والا ہے اور تجھ کو قضا کے وارد ہونے کی جگہ کے ساتھ ملنے کو تیار ہونا لازم ہے کیونکہ قضا کا ہونا ضروری ہے یہ بھی واضح رہے کہ تیرے تمام حرکت و سکون کی بابت سوال کیا جائے گا لہٰذا تجھ کو چاہیے کہ مناسب اور ضروری اشغال میں مشغول رہے اور اعضاء کو فضول امور سے بچائے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ اور اپنے حاکم کی جس کو اللہ تعالیٰ نے حکومت تفویض فرمائی ہے فرمانبرداری کر اور حاکم کے حقوق جو تجھ پر واجب ہیں بجالا اور اس چیز کا جو اس پر واجب ہے مطالبہ نہ کر اور ہر حال میں اس کے لئے دعا کر اور اہل اسلام سے نیک خیال رکھ اور ان کے واسطے ہر قسم کی نیکی کی کوشش کر۔ کسی کی برائی کے خیال میں یا کینہ یا دشمنی میں ایک رات نہ گزار۔ اگر کوئی تجھ پر ظلم بھی کرے تو بھی اس کے حق میں دعائے خیر مانگ اور یہ خیال رکھ کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو دیکھ رہا ہے اکل حلال تلاش کر اور تجھ کو معلوم نہیں ہے اس کا سوال کر ان لوگوں سے جن کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ علم ہے اللہ تعالیٰ سے حیا کر اور اسی کی صحبت اختیار کر اور ہر صبح ترویج دین میں اپنی آبرو کو صدقہ کر دے اور شام کے وقت جو مسلمان مرے اس پر جنازہ کی نماز پڑھ اور بعد نماز مغرب استخارہ کی نماز پڑھ اور ہر صبح و شام سات مرتبہ دعا مانگ کر یا اللہ ہم کو دوزخ سے پناہ میں رکھ اور اس کے کہنے پر محافظت کر۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (تا آخر سورہ) پناہ پکڑتا ہوں میں ساتھ اللہ سننے والے اور جاننے والے کے شیطان الرجیم سے۔ اللہ وہ ہے کہ

نہیں کوئی معبود سوائے اس اللہ کے وہ ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے، اور وہی بہت رحم کرنے والا ہے، نہایت مہربان اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا اور امداد دینے والا ہے کیونکہ سوائے فضل الٰہی کے جو بزرگ برتر ہے نہ کوئی گناہ سے بچ سکتا ہے اور نہ نیکی کر سکتا ہے،

مقالہ ۷ قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ تو اس طرح ہو جا کہ خلق ہی موجود نہیں اور خلق کے ساتھ اس طرح ہو جا کہ گویا نفس ہی موجود نہیں پس جب تو اللہ کے ساتھ بغیر خلق کے ہو جاوے گا تو خدا تعالیٰ کو پالے گا اور سب سے فانی ہو جاوے گا اور جب تو خلق سے بے نفس ہو جائے گا تو عدل و پرہیزگاری کریگا اور ارتکاب ہائے بد سے بچ جاوے گا تو سب کو درخلقت پر چھوڑ کر اندر چلا جا، وہاں جا کر اپنی باطنی آنکھ سے اس محبوب حقیقی کے نظام و جمال سے شاد کام ہو جائے گا پس اس وقت تیری جہالت بھی علم ہوگی، اور تیرا دور بھی عین قرب ہوگا۔ تیری خاموشی ذکر میں تیری وحشت اس کی شمار کی جائے گی، یہاں سوائے خلق اور خالق کے اور کیا ہے، پس اگر تو خالق سے محبت کرے تو کہہ دے کہ وہ سب میرے دشمن ہیں مگر پروردگار جہانوں کا جس نے اس کو چکھا اس نے اس کو پہچانا۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ جس پر صفراء کی تلخی غالب ہے وہ گھاس کی لذت کس طرح پا سکتا ہے جواب دیا کہ اس کو شہوتوں کے دور کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے، دیکھو جب کوئی شخص نیک اعمال کرتا ہے تو اس کا نفس دل بن جاتا ہے پھر اس کا دل راز ہو جاتا ہے راز سے بدل کر فنا بن جاتا ہے اور پھر فنا وجود سے بدل جاتا ہے، دستوں کو ہر ایک دروازہ سے داخلہ کی اجازت ہے، فنا خلائق کو معدوم کرنا اور طبیعت کو ملکوتی صفات بنانا ہے ملکوتی صفات سے بھی فنا ہو جانا پھر تیرا ملنا پہلے رستہ سے اس وقت تیرا رب تجھ کو جو چاہے گا پلائے گا، اور جو چاہے گا، تجھ میں بولے گا، اگر تو ایسا ہونا چاہتا ہے تو اول مسلمان ہو پھر اللہ تعالیٰ کے آگے سر تسلیم خم کر پھر اس کا علم اس کی معرفت، اور اس کے وجود کو جاننے کی کوشش کر جب کہ تیرا

سب کچھ اسی کے ہو جاتے گا۔ زہد تو ایک گھڑی کا عمل ہے اور پرہیزگاری دو گھڑی گا۔ مگر معرفت ہمیشہ کا عمل ہے۔"

مقالہ ۸ قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ واراضاہ۔ اہل مجاہدہ و محاسبہ اولوالعزم کی دس خصلتیں ہوتی ہیں، جن کو اپنا ورد بناتے ہیں، اور جب وہ ان کی اتباع حکم الٰہی میں مضبوط کرتے ہیں تو بزرگ مراتب بھی حاصل کرتے ہیں، ان میں سے خصلت اوّل یہ ہے کہ بندہ خدا کی قسم نہ کھائے خواہ معاملہ سچ ہو یا جھوٹ نہ عمداً نہ سہواً کیونکہ جب اس طرح ترک قسم کو مضبوطی کے ساتھ اختیار کرے گا، تو اس کی زبان کی عادت ہو جائے گی اور یہ عادت اس قدر بڑھ جائے گی کہ وہ بالکل ہی قسم کھانی بھول جائے گا۔ اور جب اس کا عادی ہو جاتے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے نوروں میں سے ایک دروازہ اس پر کھول دیگا۔ اور وہ شخص اپنے دل میں محسوس کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے مرتبہ میں بلندی اور اس کے قصد و صبر میں قوت و استحکام اور اس کے بھائیوں و بزرگوں و ہمسایوں میں اس کی تعریف بڑھائے گا حتیٰ کہ جو اس کو دیکھے گا وہ اس کی تقلید کرے گا اور اس سے خوف کھائیگا **دوم** دروغ گوئی اور بزدلی کی گفتگو کو بالکل ترک کر دے نہ قصداً بولے نہ سہواً کیونکہ جب وہ اس طرح کریگا اور اس کی زبان کو دروغ گوئی کی بالکل عادت نہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کے سینہ کو کھول دے گا اور اس کے علم کو صاف و شفاف کر دے گا گویا کہ وہ جھوٹ کو جانتا ہی نہیں اگر دوسروں کو بھی جھوٹ بولتے یا ہذل بکتے سُنے گا، تو ان پر عیب رکھے گا، اور ملامت کرے گا۔ اگر ان کے حق میں دعا بھی کریگا تو موجب ثواب ہوگا۔ **سوم** وعدہ خلافی سے احتراز کرے یا بالکل وعدہ ہی کو قطع کر دے اس لئے کہ اس کے حق میں امر بہت مناسب ہے کیونکہ خلاف وعدہ کی بھی دروغ گوئی ہے، اور جب وہ اس چیز سے احتراز کریگا تو اس کیلئے سخاوت کا دروازہ کھولا جائے گا حیا کا درجہ بڑھے گا، اور راست باز لوگوں کے دلوں میں اسکی واقفیت اور دوستی

پیدا ہوگی اور اللہ کے حضور میں وہ بلند مراتب ہوگا۔ چھارم مخلوقات میں سے کسی چیز پر لعنت نہ کرے اور ایذا نہ پہنچائے خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی، کیونکہ لعنت و ملامت سے اجتناب کرنا صدیقوں اور ابراروں کے اخلاق محسنہ میں سے ہے اور اس قسم کے شخص کو نیک نتیجہ ملتا ہے اس طرح کہ اللہ تعالےٰ دنیا میں اس کے درجات کو جن کو وہ ذخیرہ کرتا ہے محفوظ رکھتا ہے اور ہلاکت کے تیرہ و تار غار میں گرنے سے بچاتا ہے اور خلقت سے سلامت رکھتا اور بندوں کو مہربان کرتا ہے، اور قرب نصیب کرتا ہے پنجم یہ کہ خواہ کسی نے ظلم ہی کیا ہو مگر اس کے لئے بددعا نہ کرے اور اپنی زبان اور فعل سے بدلہ نہ لے بلکہ اللہ کے واسطے اس کو برداشت کرے یہ خصلت اپنے عامل کو درجات اعلیٰ پر پہنچانے والی ہے، جب کوئی شخص اس کا عمل کرتا ہے تو دنیا و آخرت میں بلند مرتبہ پاتا ہے اور لوگوں کی محبت و دوستی تمام قریب و بعید و خورد و بزرگ میں پاتا ہے اس کی دعا قبول ہوتی ہے، مومنوں کے دلوں میں اس کی عزت بڑھتی ہے ششم یہ کہ اہل قبلہ میں سے کسی پر جھٹ پٹ کفر اور شرک کا قطعی حکم نہ لگاوے کیونکہ یہ بھی رحمت سے قریب تر ہے اور اس کا درجہ بھی بلند تر ہے اور علم الٰہی میں دخل دینے سے دور اور اللہ کی ناراضگی سے بعید اور راحت اور رضامندی الٰہی سے قریب ہے اور تحقیق یہ کہ درگاہ الٰہی میں پہنچنے کا شریف دروازہ ہے، بندہ کو تمام خلقت پر مہربانی کرنے کا نتیجہ دیتا ہے ہفتم گناہ ہائے ظاہر و باطن میں سے کسی کی جانب متوجہ نہ ہو اور اپنے اعضاء کو روک کیونکہ اعمال میں اس کا ثواب دل اور اعضاء میں بہت جلد ملتا ہے بمعہ اس کے جو اللہ تعالیٰ آخرت کی نیکی کو ذخیرہ کرتا ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہم سب پر ان خصلتوں کا احسان کرے اور ہماری شہوتوں کو ہمارے دل سے نکال دے ہشتم یہ کہ بار خواہ وہ بہت ہو یا کم خلقت میں سے کسی پر نہ رکھے بلکہ تمام خلقت سے اپنے اس بار کو اٹھالے خواہ اس بار کے اٹھانے کی اس کو حاجت ہو یا نہ

ہو کیونکہ یہ عابدوں کی عزت کا تتمہ اور پرہیزگاروں کی بزرگی ہے اور اسی سے نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے منع کرنے پر قوت پاوے گا اور تمام خلقت اس کے واسطے یکساں ہو جائے گی جب یہ بات ہو جائے گی تو اللہ تعالےٰ اس کو اعتقاد کرنے اور تونگری اور یقین کی جانب بدلے گا اور وہ بندہ اپنی ہوا کی وجہ سے کسی کو اونچا نہ کریگا اور اہل حق کہتے ہیں کہ سب اس کے لئے یکساں ہوں گے اس امر کا یقین کرنا چاہیئے کہ یہ کام مومنوں کی عزت و پرہیزگاری و بزرگی ہے اور اخلاص سے نزدیک تر ہے نہم یہ کہ طمع کو آدمیوں سے بالکل قطع کر دے اور کسی ایسی چیز کا جو کسی کے ہاتھ میں ہے لالچ نہ کرے کیوں کہ یہ عظیم الشان عزت خالص تونگری اور جلیل القدر بادشاہی اجر بزرگ کے اور صاحب یقین اور بخشنے والے پر توکل ہے اور اللہ پر اعتماد رکھنے اور توکل و زہد کے دروازوں میں سے ایک ایک دروازہ ہے اسی سے پرہیزگار اسی سے اس کی عبادت پوری ہوتی ہے اور یہ ان لوگوں کی علامت میں سے ہے جو ہر طرف سے قطع تعلق کر کے اللہ تعالیٰ کی جانب چلے گئے ہیں دہم خصلت تواضع ہے کیونکہ اس سے عابد کا محل مضبوط ہوتا ہے اور اللہ اور خلق اللہ کے پاس عزت و حرمت پاتا ہے، متواضع دنیا و آخرت میں جس چیز کو چاہے گا، وہ پوری ہو جائے گی اور یہ قدرت تمام قسم کی طاعتوں کی اصل اور فروغ اور کمال ہے، بندہ اسی کی وجہ سے صلحا کے مراتب پاتا ہے، اور اللہ تعالےٰ سے خوشی اور تکلیف میں راضی رہتے ہیں تواضع تقویٰ کا کمال ہے تواضع کے یہ معنی ہیں کہ جس انسان سے ملے اس کو اپنے سے بہتر سمجھے اور خیال کرے شاید یہ درگاہ الٰہی میں مجھ سے بہتر ہو، اگر وہ چھوٹا ہو تو جانے کو ہنوز اس نے اللہ تعالےٰ کی نافرمانی نہیں کی ہے، درحالیکہ میں نے بہت کچھ نافرمانیاں کی ہیں اگر وہ بڑا ہو تو خیال کرے کہ مجھ سے بیش تر عبادت الٰہی کر رہا ہے اور اگر عالم ہو تو جانے کہ اس کو وہ چیز ملی ہے، جس سے میں محروم ہوں جو وہ جانتا ہے، میں نہیں جانتا، وہ کرتا ہے، جو میں نہیں کرتا،

وہ علم پر عمل کرتا ہے، اور اگر جاہل ہو تو سمجھے کہ یہ کچھ نافرمانی الٰہی کرتا ہے، نادانی سے کرتا ہے جیسے کچھ میں کرتا ہوں، جان کر کرتا ہوں معلوم نہیں کہ میرا خاتمہ کس طرح ہوگا اور اس کا کس طرح اگر کافر بھی ہو تو خیال کرے شاید یہ مسلمان ہو کر نیک عمل کرے اور خدانخواستہ میں ہو جاؤں تو اس طرح اس کا خاتمہ نیک اور میرا بُرا ہو، اور یہ دوسروں پر مہربانی کرنے اور اپنے پر خوف کرنے کا معاملہ ہے اور جس سے صحبت کی جاتی ہے، اس سبب سے اولیٰ ہے، اور اس کا اثر بندوں پر آخر تک رہتا ہے، جب بندہ میں یہ صفات پختہ ہو جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر قسم کی آفت سے بچاتا ہے اور بے عوض اس کے دین الٰہی کی خیر خواہی کے مراتب عطا فرماتا ہے، اور بندہ برگزیدگان اور محبان الٰہی سے ہو جاتا ہے اور اللہ کے دشمن شیطان الرجیم کا دشمن ہو جاتا ہے اور تواضع باب رحمت ہے اور تکبر و عجب کے باب کی رسیوں کو قطع کرتا ہے اور اپنے نفس کے دین اور دنیا اور آخرت میں اعلیٰ درجہ کو پھینک دیتا ہے یہ عبادت کا فقر زاہدوں کی نہایت شرف و بزرگی ہے، اور عابدوں کی نشانی ہے حاصل کلام اس سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے اور یاد ہمہ اپنی زبان کو دنیا اور اہل دنیا کے افکار سے پاک رکھا جاتا ہے اس کے علاوہ اس کا کوئی سبب پورا نہیں ہوتا اور ہر حالت میں غرور سرکشی و کینہ کو دل سے نکال دیتا ہے، اس کی زبان و خواہش ظاہر و باطن میں یکساں ہوتے ہیں، کیونکہ بندہ ناصح نہیں ہو سکتا جو دنیا میں کسی کو بُرا سمجھے لوگوں کا ذکر برائی کیساتھ کرے اور مخلوق خدا کی سن کر خوش ہو یہ ہی عابدوں کی آفت معبدوں کی خرابی زاہدوں کی ہلاکت ہے مگر جن کے دل اور زبان کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے حفاظت میں رکھے

تکملہ آپ کے مرض الموت کے بیان میں

قال رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہ۔ مرض الموت کی حالت میں صاحبزادہ شیخ سیف الدین عبدالوہاب نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا سیدی کچھ میرے تئیں

بھی وصیت فرمائیے جس پر میں آپ کے بعد عمل کیا کروں آپ نے فرمایا کہ برخوردار اوّل تو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہے اپنے پر لازم جان اور اللہ کے ماسوا کسی سے نہ خوف کرنہ امید رکھ اپنی تمام حاجات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر اور اس کے علاوہ کسی پر بھروسہ اور تکیہ نہ کر اور توحید کو مضبوط پکڑ لے جس پر سب کا اتفاق ہے اور فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ جب اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دل صحیح ہو جاتا ہے تو اس سے کوئی چیز خالی نہیں رہتی یعنی کوئی چیز ضرورت کی ایسی نہیں ہوتی کہ وہ اس سے جدا ہو اور اس کے احاطہ علم سے کوئی چیز باہر نہیں نکلتی اور فرمایا کہ میں سر سر مغز بے پوست ہوں اولاد سے فرمایا میرے پاس سے ہٹ جاؤ، دیکھو میں ظاہر میں تمہارے پاس ہوں مگر باطن میں کسی اور ہی کے ساتھ اور فرمایا، اے عزیزو! میرے پاس تمہارے علاوہ کچھ اور حضرات بھی تشریف لائے ہوئے ہیں ان کے لئے جگہ فراخ کر دو اور ان کے ساتھ موزب رہو اور ان پر مکان کو اپنے اوپر تنگ نہ کرتے دو جہاں رحمت عظیم ہے اور بار بار فرماتے تھے:۔ وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ (گویا ملائکہ کو سلام کا جواب دیتے تھے) اور اس کے بعد فرماتے تھے، اللہ تعالیٰ میری اور تمہاری مغفرت کرے اور میرے اور تمہارے اوپر رحمت فرماوے اور اللہ تعالیٰ کے نام سے اگر تم وداع نہیں کئے گئے ان الفاظ کو پورے ایک شب و روز کہتے رہے۔ اور فرمایا مجھ کو کسی چیز کی پرواہ نہیں خواہ وہ فرشتہ ہو یا ملک الموت۔ اے ملک الموت ہم پر اس نے عطا کی ہے جو تیرے سوا ہمارا متولی ہے اور جس روز شام کے وقت آپ کا انتقال ہوا ہے اس روز آپ نے ایک بڑا اور عظیم نعرہ مارا اور میں نے آپ کے صاحبزادوں عبدالرزاق اور موسیٰ سے سنا ہے، کہ آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو دراز کرتے اور فرماتے وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ توبہ کر کے صف میں داخل ہو میں ابھی تمہاری طرف آتا ہوں اور فرماتے تھے نرمی کرو اس کے بعد آپ پر حق سکرات الموت طاری ہو گیا۔"

مقالہ ۷۹ قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ امراضہ میرے اور بلکہ تمام خلقت کے درمیان بُعد الارض وسمار کھا گیا ہے پس نہ تو مجھ کو کسی پر قیاس کرو اور نہ کسی کو مجھ پر۔ آپ کے فرزند عبدالعزیز نے آپ کی بیماری کی حالت دریافت کی تو فرمایا کہ مجھ سے کسی امر کا سوال نہ کرو، میں علم الٰہی میں حالتیں بدل رہا ہوں اور صاحبزادہ عبدالعزیز صاحب کے جواب میں فرمایا کہ میرے مرض کو کوئی نہیں جانتا خواہ وہ آدمی ہو یا جن یا فرشتہ اور علم الٰہی حکم الٰہی سے ٹوٹتا نہیں ہے، حکم کا متغیر ہونا ممکن ہے، مگر علم متغیر نہیں ہو سکتا، اور حکم منسوخ بھی ہو سکتا ہے مگر حکم قابل منسوخی نہیں، اللہ تعالےٰ جس کو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے محفوظ رکھتا ہے، اس کے پاس اُم الکتاب ہے یعنی لوح محفوظ ہے، اس کا کام پوچھا نہیں جاتا ہے، جس طرح بندوں کو پوچھا جاتا ہے، خبر ہائے صفات جس طرح آئی ہیں، اسی طرح جاری ہوں گی، آپ کے صاحب زادہ عبدالجبار نے دریافت کیا کہ آپ کے جسم کا کونسا عضو درد کرتا ہے، فرمایا سوائے دل کے مجھ کو تمام ہی عضو ستاتے ہیں، ہاں! دل میں کسی طرح کا درد نہیں ہے، وہ اللہ کے ساتھ صحیح ہے اس کے بعد آپ کو موت آئی۔ اس وقت فرماتے تھے، میں مدد چاہتا ہوں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ۔ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالیٰ۔ کی ہیبت اور بزرگ ہے اور حی لایموت اور قدرت کے ساتھ غالب اس نے بندوں کو موت کے ذریعہ مقہور مغلوب کر دیا ہے۔ سوائے اللہ کے کو لائق بندگی نہیں اور "محمد رسول اللہ" کے یعنی (کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ) پڑھا۔ آپ کے صاحبزادے موسےٰ فرماتے ہیں کہ آپ نے نعزز کا لفظ فرمایا مگر وہ اچھی طرح زبان سے ادا نہ ہو سکا، پس آپ اسی کو عرصہ تک مکرر فرماتے رہے۔ حتےٰ کہ صحیح کہہ لیا اور پھر اس کے ساتھ اپنی زبان بند کر کے اس کو مضبوط یہاں تک کہ آپ کی زبان درست ہو گئی، اور صحیح الفاظ ادا کرنے لگے۔ اِس

کے بعد تین مرتبہ اللہ اللہ اللہ کہا اور پھر آواز خفی فرمائی، حتے کہ آپ کی زبان تالو سے لگی، اور پھر آپ کی روح مطہر نکلی، اللہ کی ان پر رضامندی ہو، اور ہم پر ان کی برکات نازل فرماوے، اور تمہارا اور تمام مسلمانوں کا خاتمہ ایمان کے ساتھ کرے اور ہم سب کو صالحوں کے ساتھ ملاوے اور فتنہ و فساد سے رسوا و مبتلا کتے گتے، لوگوں کے ساتھ ہم کو بچاوے۔ آمین۔ آمین۔ آمین

تمت بالخیر

یہ کتاب

اور دیگر ہر قسم کی عربی، فارسی، اردو

درسی اور غیر درسی کتابیں بارعایت

ملنے کا پتہ

ملک سراج الدین اینڈ سنز تاجران کتب

کشمیری بازار لاہور